طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (الحدیث)

علم کا سیکھنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر ضروری ہے۔

قرآن کریم اور احایث وفقہ کی
مستند کتابوں کی روشنی میں

آپ کے ظاہری و باطنی مسائل کا حل

کیا ہم صحیح طریقے سے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کر رہے ہیں؟

ارکان اربعہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) اور اعتکاف و قربانی اور ہر قسم کے ضروری مسائل پر نیز اخلاقیات اور مسنون دعاؤں پر مشتمل مختصر مگر جامع اور نادر رسالہ جو ہر مسلمان مرد اور خاتون کے لئے ضروری بھی ہے اور مفید بھی۔

مؤلف

مولانا مفتی محمد الیاس ولد مولانا محمد زکریا صاحبؒ (تمیمی)

رئیس دار الافتاء مدرسہ عربیہ مریم مسجد آدم جی نگر کراچی

ناشر

مکتبہ الیاس

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (الحدیث)

علم کا سیکھنا ہر مسلمان (مرد و عورت) پر ضروری ہے۔

قرآن کریم اور احادیث وفقہ کی مستند کتابوں کی روشنی میں

آپ کے ظاہری و باطنی مسائل کا حل

کیا ہم صحیح طریقے سے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا کر رہے ہیں؟؟

ارکان اربعہ (نماز، روزہ، زکواۃ، حج) اور اعتکاف وقربانی اور ہر قسم کے ضروری مسائل پر نیز اخلاقیات اور مسنون دعاؤں پر مشتمل مختصر مگر جامع اور نادر رسالہ جو ہر مسلمان مرد اور خاتون کے لئے ضروری بھی ہے اور مفید بھی۔

مؤلف

مولانا مفتی محمد الیاس ولد مولانا محمد زکریا صاحبؒ (میمن)

رئیس دار الافتاء مدرسہ عربیہ مریم مسجد آدم جی نگر کراچی

ناشر

مکتبہ الیاس

Z-85 بہادر یار جنگ سوسائٹی، کراچی

0321-2069945

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

قانونی مشیر منظور احمد میو راجپوت ایڈوکیٹ

نام کتاب .... آپ کے ظاہری و باطنی مسائل کا حل

نام مصنف .... مولانا محمد الیاس ولد مولانا محمد زکریا صاحب (میمن)

کتاب ملنے کے دیگر پتے

کراچی اور پاکستان کے تمام کتب خانوں میں دستیاب ہے

نوٹ: بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم
مطلع فرمادیں اصلاح کرلی جائیگی۔

ناشر

مکتبہ الیاس

Z-85 بہادر یار جنگ سوسائٹی، کراچی
0321-2069945

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بندۂ ظلوم وجہول اپنے ربِ کریم کی رحمتِ واسعہ کا بلا استحقاق امیدوار۔

عرض گزار ہے کہ تمام تعریفیں اس ربِ عظیم کے لئے ہیں جس نے ہمیں انسان اور پھر مسلمان بنایا اور بے شمار درود وسلام ہوں اس محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہمیں دین کے ارکان نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے مسائل اور تفصیلی احکام بتلائے جن کو سیکھنے اور ان کے مطابق زندگی گزارنے پر عافیتِ دارین اور فلاحِ دارین کا وعدہ ہے الحمد للہ بندۂ ناچیز کو پوری طالبِ علمی کے زمانہ میں جن علوم سے خصوصی لگاؤ رہا ان میں سے ایک مسائلِ فقہیہ بھی ہیں اور پھر الحمد اللہ متوسطہ کے زمانے سے ہی طالبین کا مسائل دریافت کرنا اور پھر کتب کا مطالعہ اور حضراتِ مفتیانِ کرام سے مستقل ربط اور ان سے فیض کا استفادہ کا سلسلہ جاری رہا۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔

وَفِیْ الارض من کاس الکرام نصیب

اس مدتِ مدیدہ کے مختلف اوقات میں مختلف احباب نے بار بار اصرار کیا کہ ایک ایسا مجموعہ جو سہل تر اور مختصر ہو اور جامع ہو روز مرہ کے ضروری مسائل اور اخلاقیات کا اس کو افادہ عام کے لئے طبع کروا دیا جائے مگر اپنی بے بضاعتی کے پیشِ نظر ایک زمانے تک تو اس کا خیال ہی پیدا نہ ہوا پھر کچھ عرصے سے یہ کیفیت رہی کہ کئی بار اس خیال کی چنگاری چمکی اور بجھ گئی لیکن کل امر بوقتہ رھینٌ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے اس میں خلاق عظیم علام الغیوب لطیف و خبیر کی حکمت کون سمجھے پھر امتِ مسلمہ کی احکامِ اسلام اور دینِ معاشرت سے کوسوں دوری محرّک بنی بالخصوص نماز کے متعلق آپ کو علم ہے کہ مسلمان مسنون نماز میں کتنی بڑی غلطیاں کرتے ہیں اور بعض غلطیاں اتنی خوفناک اور اصول شکن ہیں کہ ان سے نماز باطل ہو جانے کا ڈر ہے۔ اکیلے نماز پڑھتے وقت بھی نمازی لاعلمی کی وجہ سے نماز کا

حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتے ہیں، اور دیکھ کر دل کڑھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی باضابطہ نماز (جس کا اتباع امت پر واجب ہے) کہاں اور مسلمانوں کی رسمی بے قاعدہ نماز کہاں۔ مسنون نماز کی سنت سے ثابت ہیئت اور مسلمانوں کی نماز کی صورتِ مروجہ میں بہت فرق ہے اور جب نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے تو دیکھ کر دل جلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور مقررہ اصول کے مطابق نہ صفیں سیدھی کی جاتی ہیں، نہ مل جل کر کھڑے ہونے کا خیال ہے، نہ مونڈھے سے مونڈھا ملا کر صف بندی کرنے میں تعمیلِ رسول ﷺ کی جاتی ہے۔ کوئی تکبیر تحریمہ میں امام کی تکبیر کے اختتام سے پہلے ہی تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتا ہے، کوئی امام کے سجدہ میں پہنچنے سے قبل ہی پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے اور کوئی امام کے کھڑا ہونے سے پہلے ہی قیام میں پہنچ جاتا ہے۔ علامہ اقبال مرحوم ٹھیک فرما گئے ہیں:

مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے   محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق   کہ جذبہ اندروں باقی نہیں ہے

مسلم ازسرّ نبی بے گانہ شُد

چونکہ نماز ارکانِ اسلام میں سے ایک بہت بلند پایہ رکن ہے اور عباداتِ الٰہی میں سے روزمرہ کی بڑی رفیع الشان عبادت ہے اور اس عبادت کو مسنون طور پر بجالانا ضروری ہے، اور مسلمانوں کی اکثریت مسنون نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے ناواقف ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ کیا کہ اللہ کے پیارے رسول سید البشر، اکرم الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین محمد ﷺ (ہماری جانیں آپ پر قربان) کی بتائی اور پڑھ کر دکھائی ہوئی نماز لکھوں، تاکہ میرے پیارے بھائی اور بہنیں اسے پڑھ کر نمازیں سنت کے مطابق ادا کریں اور نماز کے مسائل متعلقہ سے کماحقہ واقف ہو جائیں۔

اور یکا یک قلب میں یہ خیال بھی آیا کہ شاید قادر مطلق اس خدمت کو صدقہ جاریہ اور الباقیات الصالحات کی فہرست میں داخل فرما کر ذخیرہ آخرت بنادے وماذالک علی اللہ بعزیز پھر اچانک حدیث قدسی انا عندظن عبدی بی ذہن میں آئی جس نے اس امید کو یقین سے بدل دیا جس سے طباعت کا خیال مبدل بعزم ہو گیا۔

یارب واجعل رجائی غیر منعکس
لدیکَ واجعل حسابی منخرم

پس تو کلاً علی اللّٰہ وثقہ بہٖ اپنی ان تھک کوششیں ان مسائل کی ترتیب کے لئے اور تمام باتوں کا حتیٰ المقدور ماخذ کے ساتھ لکھنے میں صرف کردیں۔

فمنی الحمدُ والا نابۃُ ومنۃُ الاصابۃُ والاثابۃ اللّٰھم تقبلہ بحق نبی الرحمۃ

منگر اندر مالکنی در ما نظر
انداز اکرام وسخائے خودنگر

محمد الیاس عفااللہ عنہ
۲۰ رمضان ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف ھالیجوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

استاذِ حدیث ومفتی جامعۃ العلوم اسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امّابعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اِنَّا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحٰفظون صدق اللّٰہ العظیم

ترجمہ: بیشک ہم ہی نے ذکر کو وقفہ وقفہ سے (۲۳ برس میں) نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرتے رہیں گے یعنی قرآن پاک کا نازل کرنا اور قیامت تک محفوظ رکھنا اسکا ذمہ اللہ تعالیٰ نے ہی لیا ہے جس طرح انسان کے جسم کے ضروریات ہوا پانی زمین سورج (توانائی کا مرکز) ان کی قیامت تک حفاظت اللہ تعالیٰ نے لی ہے جبکہ یہ چیزیں صرف جسمانی ضروریات ہیں اسی طرح روحانی ضروریات یعنی وحی الٰہی کا نزول اور اسکی حفاظت بھی ہوگی چنانچہ وحی الٰہی کے الفاظ آج تک محفوظ ہیں زیر زبر شد جزم کسی میں بھی صدیوں تک فرق نہیں آیا ہے اسی طرح حروف کی ادائیگی (تجوید) آج تک محفوظ ہے اسی طرح اسکے معانی (یعنی حدیث اور فقہ علم الاخلاق وغیرہ) آج تک محفوظ ہیں انکی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتخاب ہوتا ہے کسی کو بھی ان علوم کے حاصل کرنے اور پھیلانے کیلئے متعین کرتے ہیں چاہے کسی غیر مسلم کو ایمان کی توفیق دے کر احمد علی لاہوریؒ کی شکل میں مفسر اور مربی بنائے اگر نہ چاہے تو بڑے عالم اور پیر کی اولاد کو محروم کردے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر مختلف رجحانات رکھے ہیں کوئی چرواہا کوئی دوکاندار کوئی عالم اور مربی بنتے ہیں اسی سلسلہ کی کڑی میں عزیزی مولانا محمد الیاس بن مولانا زکریا صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی کام کیلئے منتخب کیا ہے چنانچہ صاحب موصوف کو دورانِ تعلیم ہی اسی طرف رجحان تھا

یہ اللہ کی دین اور انتخاب ہے اور اب تازہ صاحب موصوف نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں فقہ اور اخلاقیات کے متعلق تفصیلی معلومات جمع کی ہیں میں نے اول سے آخر تک اس پر نظر ڈالی ہے ماشاء اللہ توقع سے بڑھ کر اسکو پایا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مصنف کو مزید توفیق اور استقامت عطا فرمائے اور ہم سب کو اس سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے میں تصدیق کرتا ہوں کہ جو لکھا گیا ہے وہ صحیح ہے۔

عبدالرؤف ھالیجوی

۱۰ رجب ۱۴۳۰ھ

Dr. Manzoor Ahmed Maingal
Principal Jamia Siddiquia
P.H.D. Jamshoro University Sindh
0333 + 2870303 , 0333 + 7874023

حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل
رئیس جامعہ صدیقیہ
پی ایچ ڈی۔ سندھ یونیورسٹی جامشورو

تقریظ

فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاضل موصوف (مولوی الیاس زکریا) نے زیرِ نظر رسالہ میں عبادات کے مسائل و فضائل اختصار و جامعیت سے مصادر کی طرف مراجعت کر کے جمع کیے ہیں، عنفوانِ شباب ہی میں ایسی محنت قابلِ قدر ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ فاضل موصوف کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اسے امتِ مسلمہ کیلئے نافع اور موصوف کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔

آمین

مولوی محمد زکریا

تقریظ

والد محترم استاذ العلماء حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم امّابعد

چونکہ اللہ پاک نے انسانوں کو دونوں جہانوں میں کامیاب کرنے کیلئے اپنا پیارا اور قیمتی دین عطا فرمایا ہے جسکا خلاصہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کرنا ہے۔ اسی کے بقدر انسان خدا کا محبوب اور مقرب بن کر دونوں جہانوں میں خوش حال اور سرخ رو اور سرفراز ہوتا ہے اور ان دونوں کے حقوق کی ادائیگی ان کے علم پر موقوف ہے اس واسطے عزیزم نے ان دونوں مضامین کو مختصر آسان و سہل الفاظ میں معتمد کتب سے نقل کر کے ہمارے اکابرین و مشائخ کی خدمت کو عام کرنے کی سعی کی ہے۔ تا کہ اُن مقبول اور مقرّب بزرگوں کی تعلیم بذریعہ تالیف عام ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی جوتیوں میں آخرت میں جگہ مل جائے عزیزم نورِ چشم مولوی محمد الیاس سلمہٗ کی اس کاوش کو اللہ پاک مُثمرِ ثمرات اور مشرف بقبول فرمائے

از

مولوی محمد زکریا

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب دامت برکاتہم رفیقِ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین، والصلاة والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آله و صحبه ومن تبعهم باحسان الیٰ یوم الدین

عبادات کی اہمیت ہر مسلمان پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے، قرآن وحدیث میں عبادات کو جس قدر اہتمام کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اس قدر اہتمام شاید کسی اور چیز کے بارے میں وارد نہ ہو، پھر ساری عبادتوں کو اس لئے لازم قرار دیا گیا کہ بندہ اپنے خالق کی ہر اعتبار سے بندگی کرے، دن ہو یا رات، سفر ہو یا حضر، جانی ہو یا مالی غرضیکہ ہر اعتبار سے اپنے رب کے احکامات کی بجا آوری کی کوشش کرے، نیز جتنی بھی عبادتیں ہیں سب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت کو ملحوظ رکھا گیا ہے، بعض عبادتوں میں شانِ ملوکیت غالب ہے اور بعض میں شانِ محبت کا زیادہ ظہور ہے، نماز اور زکوٰۃ میں تو شانِ ملوکیت کا زیادہ ظہور ہے اور حج اور روزہ میں شانِ محبت کا۔

اسی بناء پر حضراتِ علماءِ کرام نے حسبِ ضرورت وقتاً فوقتاً عبادات کے فضائل و مسائل کو جمع کر کے کتابیں مرتب کی ہیں، بعض حضرات نے صرف مسائل کو جمع کیا ہے، بعض نے صرف فضائل کو اور بعض حضرات نے عبادات میں سے صرف نماز کے، بعض نے زکوٰۃ کے، بعض نے روزے کے اور بعض نے حج کے مسائل کو جمع کیا، غرضیکہ حضراتِ اکابر نے ہر اعتبار سے عبادات کی خوب خوب خدمت کی ہے زیرِ نظر مجموعہ بھی اسی سلسلۃ الذھب کی ایک کڑی ہے، جس میں برادرِ محترم مولانا محمد الیاس زکریا صاحب نے طالبِ علمی کے دوران فارغ اوقات میں ارکانِ اربعہ میں سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے ضروری مسائل کو امہاتِ کتب سے مراجعت کے بعد بڑی عرق ریزی سے جمع کیا ہے، مسائل کے ساتھ

ساتھ فضائل کو بھی دلنشین انداز میں بیان کیا ہے، یقیناً یہ رسالہ اسی قابل ہے کہ اس کو سفر و حضر میں اپنے پاس رکھ کر اس سے خوب استفادہ کیا جائے، امید ہے کہ تمام مسلمان اس سے استفادہ کریں گے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مرتب کی شبانہ روزی محنتوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، انہیں بیش از بیش علمِ دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور اس مجموعے کو ان کیلئے، ان کے والدین اور ہم سب کیلئے آخرت کا ذخیرہ بنائے۔

این دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

عبدالباری غفرلہ

رفیقِ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

۴،۸،۱۴۳۰ھ

تقریظ

حضرت مولانا عبدالستار صاحب دامت برکاتہم
امام و خطیب بیت السلام مسجد، ڈیفنس کراچی۔

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی نبیہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ و من تبعھم باحسان إلی یوم الدین۔ اما بعد

دینِ اسلام کے پانچ بنیادی شعبے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق میں عقائد کے بعد عبادات بلاشبہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ علمائے کرام نے اس شعبے میں جتنی تصانیف لکھی ہیں وہ اس کی اہمیت کے لیے کافی ہیں۔ عبادات کے ایک ایک حصہ کو لے کر علمائے کرام نے کئی کئی جلدوں پر مشتمل کتب تصنیف کی ہیں۔

پیشِ نظر تصنیف بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس سے فاضل نوجوان، (اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے)، کی اولوالعزمی اور عرق ریزی صاف چھلکتی ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے چیدہ چیدہ مقامات سے استفادے کا موقع ملا، ماشاء اللہ! مصنف نے ''نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج'' جیسے اہم اور بنیادی مسائل کو بڑے مدلل اور خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اللہ رب العزت کے حضور بدستِ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائیں، اس کو خالص اپنی رضا کا وسیلہ بنائیں اور اس کو مسلمانوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

ابو عفراء
بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز ۴ کراچی
۱۱/۸/۱۴۳۰ھ

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر

پیشِ لفظ ---------- ۳
تقریظ، حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف ھالیجوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ---------- ۶
تقریظ، فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم العالیہ ---------- ۸
تقریظ، والدِ محترم استاذ العلماء حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم العالیہ ---------- ۹
تقریظ، حضرت مولانا مفتی عبدالباری صاحب دامت برکاتہم ---------- ۱۰
تقریظ، حضرت مولانا عبدالستار صاحب دامت برکاتہم ---------- ۱۲

(حصہ اول)

نماز کی تاکید کا بیان ---------- ۴۱
اولاد کو نماز سکھاؤ: ---------- ۴۱
ترکِ نماز سے کفر: ---------- ۴۱
بے نمازی سے متعلق صحابہ اور ائمہ دین کا فتویٰ: ---------- ۴۲
فرعون کے ساتھ حشر: ---------- ۴۳
نماز کے فضائل کا بیان ---------- ۴۴
اعمال نامہ دھلتا ہے: ---------- ۴۴
نماز کے لامثال محاسن: ---------- ۴۵
پیشاب پاخانہ کے آداب ---------- ۴۶
پاخانے میں جاتے وقت کی دعا: ---------- ۴۶
بول و براز کے مسائل: ---------- ۴۷
پیشاب سے بچنے کی سخت تاکید: ---------- ۴۷
وضو کرنے کا بیان ---------- ۴۸
وضو کے لفظی و شرعی معنیٰ ---------- ۴۸
مسنون وضو سے گناہوں کی معافی ---------- ۴۸
حشر میں چہرے کا نور: ---------- ۴۹

وضو کا مسنون طریقہ اور آداب ---------- ۵۰
مسواک کا بیان ---------- ۵۰
مسواک والی نماز: ---------- ۵۰
جاگ کر مسواک کرنا: ---------- ۵۰
مسواک سے رضائے الٰہی: ---------- ۵۱
مسواک کی اہمیت: ---------- ۵۱
مسواک کرنے کا طریقہ: ---------- ۵۱
وضو کے درمیان میں کسی جگہ یہ دعا پڑھیں ---------- ۵۳
تحیۃ الوضوء سے جنت واجب ---------- ۵۳
وضو کب فرض ہے؟ ---------- ۵۳
وضو کب واجب ہے؟ ---------- ۵۳
وضو ان چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ---------- ۵۳
وضو کے بعد ناخن کاٹنے کا حکم ---------- ۵۴
وضو کے بعد بلغم نکلنے حقہ وغیرہ پینے کا حکم ---------- ۵۴
معذور کے وضو کا حکم ---------- ۵۵
معذور بننے کی شرط: ---------- ۵۵
معذور کا شرعاً حکم ---------- ۵۵
معذوری کے پیشاب وخون کپڑے پر لگ جانے کا حکم ---------- ۵۶
پیشاب وغیرہ سے کپڑا پاک کرنے کا طریقہ ---------- ۵۶
موزوں پر مسح کرنے کا بیان ---------- ۵۷
کس قسم کے موزوں پر مسح درست ہے؟ ---------- ۵۷
چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا حکم ---------- ۵۷
جرابوں پر مسح کرنے کا حکم: ---------- ۵۷
مسح کے صحیح ہونے کی شرائط: ---------- ۵۷
مسح کرنے کا طریقہ ---------- ۵۷
مسح صرف وضو کرتے وقت ہوسکتا ہے ---------- ۵۸
مسح کی مدت کا بیان: ---------- ۵۸

مسح جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے ---------- ۵۸
برقعوں اور دستانوں پر مسح کرنے کا مسئلہ: ---------- ۵۸
غسل کا مسنون طریقہ۔ ---------- ۵۹
غسل کے بعد بدن کو پونچھنا ---------- ۵۹
ناپاکی کی حالت میں ان باتوں سے پرہیز کیا جائے ---------- ۵۹
تیمّم کا بیان ---------- ۶۰
جنابت کی حالت میں تیمّم: ---------- ۶۰
احتلام میں تیمّم اور زخموں پر مسح: ---------- ۶۰
تیمّم کا مسنون طریقہ: ---------- ۶۱
تیمّم کے صحیح ہونے کی شرائط۔ ---------- ۶۱
کن چیزوں سے تیمّم درست ہے؟ ---------- ۶۲
کن چیزوں سے تیمّم درست نہیں ہے ---------- ۶۲
زمین کی جنس سے ہونے اور نہ ہونے کی پہچان ---------- ۶۳
تیمّم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے ---------- ۶۳
نماز کا مسنون طریقہ۔ ---------- ۶۳
بارگاہِ لم یزل میں حاضری: ---------- ۶۳
نماز شروع کرنے سے پہلے ---------- ۶۴
نماز شروع کرتے وقت ---------- ۶۶
کھڑے ہوتے وقت ---------- ۶۷
رکوع کی حالت میں ---------- ۶۸
رکوع سے اس طرح کھڑے ہوں ---------- ۶۹
سجدے میں جاتے وقت ---------- ۶۹
سجدے میں ---------- ۷۰
دونوں سجدوں کے درمیان ---------- ۷۱
دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا ---------- ۷۲
قعدے میں ---------- ۷۲
سلام پھیرتے وقت ---------- ۷۳

دعا کا طریقہ ---------- ۷۴
فرض نماز کے بعد کے سنت معمولات ---------- ۷۴
ذکرِ اول: ---------- ۷۴
ذکرِ دوم: ---------- ۷۴
ذکرِ سوم: ---------- ۷۵
ذکرِ چہارم: ---------- ۷۵
خواتین کی نماز ---------- ۷۶
خشوع وخضوع۔ ---------- ۷۸
خشوع کی اہمیت ---------- ۷۸
خشوع پیدا کرنے کی تدابیر ---------- ۷۹
مریض کی مختلف صورتیں اور انکی نماز کا حکم: ---------- ۸۲
جماعت کی فضیلت اور تاکید کا بیان ---------- ۸۳
نابینا بھی مسجد میں جائے: ---------- ۸۳
مسافر کی نماز کا بیان۔ ---------- ۸۴
مسافر شرعی کا حکم۔ ---------- ۸۴
راستہ میں قیام کرنے کا شرعی حکم ---------- ۸۴
مختلف جگہوں پر قیام کرنے کا شرعی حکم ---------- ۸۵
سفر کی نماز گھر پہنچ کر اور گھر کی نماز سفر میں پڑھنے کا حکم ---------- ۸۵
قضا نماز پڑھنے کے مسائل ---------- ۸۵
قضا میں جلدی کرنے کی اہمیت ---------- ۸۵
کسی نماز کی قضا کیلئے اس کا وقت ہونا ضروری نہیں۔ ---------- ۸۵
قضا نماز کا طریقہ ---------- ۸۵
کئی برس کی نمازوں کی قضا کا طریقہ ---------- ۸۶
کن نمازوں کی قضا ضروری ہے؟ ---------- ۸۶
فجر کی سنتوں کا حکم ---------- ۸۷
توبہ سے نماز معاف نہ ہوگی ---------- ۸۷
نماز کے فدیہ کا مسئلہ ---------- ۸۷

نمازِ جنازہ کے مسائل ---------- ۸۷
نمازِ جنازہ کے فرائض۔ ---------- ۸۷
نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ۔ ---------- ۸۷
نمازِ جنازہ کی دعا یاد نہ ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے؟ ---------- ۸۸
جوتے پہن کر نمازِ جنازہ پڑھنے کا مسئلہ ---------- ۸۸
نمازِ جنازہ میں تاخیر سے شرکت کا مسئلہ ---------- ۸۹
جنازہ کے ساتھ چلتے وقت زور سے کلمہ پاک کلمہ شہادت کا پڑھنا ---------- ۸۹
عیدین کی نماز کا طریقہ و مسائل ---------- ۸۹
نمازِ عید الفطر کا طریقہ۔ ---------- ۸۹
نمازِ عید الاضحیٰ کا طریقہ۔ ---------- ۹۰
عید الفطر کے دن کے مسنون اعمال ---------- ۹۰
عید الاضحیٰ کے دن کے مسنون اعمال۔ ---------- ۹۱
عید کی نماز میں تاخیر سے شرکت کا مسئلہ ---------- ۹۱
ایک رکعت نکلنے کا مسئلہ ---------- ۹۱
سنت اور نفل نمازیں ---------- ۹۲
سنت مؤکدہ کی تفصیل ---------- ۹۲
تہجد کی اہمیت ---------- ۹۲
سنت غیر مؤکدہ کی تفصیل ---------- ۹۳
۱۔ تحیۃ الوضو ---------- ۹۳
۲۔ اشراق۔ ---------- ۹۳
۳۔ چاشت کی نماز۔ ---------- ۹۳
۴۔ اوّابین کی نماز ---------- ۹۴
۵۔ صلوٰۃ التسبیح۔ ---------- ۹۴
صلوٰۃ التسبیح کا دوسرا طریقہ ---------- ۹۵
تسبیحات کم زیادہ ہو جانے کا مسئلہ ---------- ۹۵
صلوٰۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کا مسئلہ ---------- ۹۵
مسجد کے چند ضروری آداب ---------- ۹۵

جمعہ کے معمولات اور فضائل ---------- ۹۷
جمعہ کے دن عبادت کی فضیلت ---------- ۹۷
جمعہ کے دن دعا کی فضیلت ---------- ۹۸
قبولیت کی گھڑی ---------- ۹۸
جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دنیوی کام کا شرعاً حکم ---------- ۹۸
جمعہ کے آداب ---------- ۹۸
جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت ---------- ۹۹
کثرت درود شریف کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں ---------- ۹۹
جمعہ کے دن نوافل کا اہتمام۔ ---------- ۱۰۰
جمعہ کے دن سورۃ کہف کی فضیلت ---------- ۱۰۰
دو فضیلتیں ہیں۔ ---------- ۱۰۰
وتر کی نماز کا طریقہ ---------- ۱۰۰
مسبوق یعنی جس کی امام سے کوئی رکعت چھوٹ جائے اسکی نماز کا حکم:۔ ---------- ۱۰۱
جس کی رکعت نکلی ہوئی ہے ---------- ۱۰۲
امام کے پہلے دعائے قنوت اور التحیات سے فارغ ہونے کا مسئلہ ---------- ۱۰۲
مسبوق کے قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنے کا مسئلہ ---------- ۱۰۳
نماز میں جو چیزیں مکروہ اور منع ہیں ---------- ۱۰۳
سجدہ کی جگہ اونچی ہونے کا مسئلہ۔ ---------- ۱۰۳
ٹیک لگانے کا مسئلہ: ---------- ۱۰۳
کھانا تیار ہو تو نماز کا مسئلہ: ---------- ۱۰۳
پیشاب لگنے کے وقت نماز کا مسئلہ: ---------- ۱۰۳
پینٹ یا چڈا پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ: ---------- ۱۰۳
میلے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا مسئلہ: ---------- ۱۰۴
نمازی کے آس پاس تصویر ہونے کا مسئلہ: ---------- ۱۰۴
کسی کے چہرے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم: ---------- ۱۰۴
سلام کا جواب دینے کا حکم: ---------- ۱۰۴
نماز میں انگلیاں چٹخانے اور ادھر اُدھر دیکھنے کا حکم: ---------- ۱۰۴

اوقاتِ صلوٰۃ ---------- ۱۰۴
فجر کا وقت ---------- ۱۰۵
فجر کا مستحب وقت ---------- ۱۰۵
وقتِ ظہر ---------- ۱۰۵
ظہر کا مستحب وقت ---------- ۱۰۵
وقتِ العصر ---------- ۱۰۵
عصر کا مستحب و مکروہ وقت ---------- ۱۰۶
وقت المغرب ---------- ۱۰۶
مغرب کی نماز کا مکروہ وقت ---------- ۱۰۶
وقت العشاء ---------- ۱۰۶
عشاء کا مستحب وقت ---------- ۱۰۶
وتر کا مستحب وقت ---------- ۱۰۶
جن اوقات میں کوئی نماز درست نہیں ---------- ۱۰۶
بعض مختلف چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ---------- ۱۰۷
اور جن سے نہیں ٹوٹتی ہے۔ ---------- ۱۰۷
نمازی کے چلنے کا حکم ---------- ۱۰۷
نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم ---------- ۱۰۷
کس مسجد میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے؟ ---------- ۱۰۷
صفوں کو مکمل کرنے کیلئے نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ ---------- ۱۰۸
حرم کے اندر نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ ---------- ۱۰۸
تکبیر کو کھینچنے کا حکم ---------- ۱۰۸
نماز میں بچہ کے گرنے پر بسم اللہ یا دعا پڑھنے یا آمین کہنے کا حکم ---------- ۱۰۸
الحمد للہ یا انا للہ کہنے کا حکم ---------- ۱۰۸
پان یا میٹھی چیز کے ذائقہ کا حکم ---------- ۱۰۸
نماز میں کھانے پینے کا حکم ---------- ۱۰۹
سلام کے جواب کا حکم ---------- ۱۰۹
قبلہ سے سینہ پھیرنے کا حکم ---------- ۱۰۹

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کا حکم ---------- ۱۰۹
چھینک پر الحمد للہ کہنے کا حکم ---------- ۱۰۹
نماز میں کھنکھارنے کا حکم ---------- ۱۱۰
نماز میں بات کرنے یا آہ یا اف کہنے کا حکم ---------- ۱۱۰
عورت اور مرد کے ایک ساتھ نماز پڑھنے کا مسئلہ ---------- ۱۱۰
حرم میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھنے کا حکم ---------- ۱۱۱
ڈاڑھی کی شرعی حیثیت ---------- ۱۱۲
ڈاڑھی کی حدود ---------- ۱۱۲
غیر شرعی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت ---------- ۱۱۳
سجدہ سہو کے مسائل ---------- ۱۱۳
سجدہ سہو کا طریقہ ---------- ۱۱۳
سجدہ سہو کس چیز سے واجب ہوتا ہے ---------- ۱۱۳
دو رکوع اور تین سجدے کرنے کا حکم ---------- ۱۱۴
سورۃ فاتحہ کو چھوڑنے یا سورت کے بعد پڑھنے کا حکم ---------- ۱۱۴
سورۃ فاتحہ کے بعد سوچنے کا حکم ---------- ۱۱۴
دو دفعہ التحیات پڑھنے اور درود شریف کو چار ---------- ۱۱۵
رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد ملا دینے کا حکم ---------- ۱۱۵
پہلے قعدہ میں غلطی سے نہ بیٹھنے کا مسئلہ ---------- ۱۱۵
قعدہ اخیرہ میں بغیر تشہد پڑھے کھڑے ہو جانے کا حکم ---------- ۱۱۵
قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد کھڑے ہونے کا حکم ---------- ۱۱۵
نماز میں رکعت کی تعداد میں شک ہو جانے کا حکم ---------- ۱۱۶
وتر میں شک ہو جانے کا حکم ---------- ۱۱۶
وتر میں قنوت چھوڑنے کا حکم ---------- ۱۱۶
ایک نماز میں کئی باتیں جن سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے پائی جانے کا حکم ---------- ۱۱۶
سجدہ سہو کے بغیر بھولے سے سلام پھیر دینے کا حکم ---------- ۱۱۷
جن باتوں سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ان کو جان کر کے کرنے کا حکم ---------- ۱۱۷
سجدہ تلاوت کے مسائل ---------- ۱۱۷

سجدہ تلاوت کا طریقہ ---- ۱۱۷
سجدہ تلاوت کی شرائط ---- ۱۱۸
روزے کے مسائل ---- ۱۱۹
روزہ کسے کہتے ہیں ---- ۱۱۹
روزے کی نیت کا مطلب: ---- ۱۱۹
رات سے نیت کرنے کا مسئلہ: ---- ۱۱۹
روزے کی روح اور حقیقت ---- ۱۱۹
فضلیتِ روزہ اور اسکی تاکید کا بیان ---- ۱۲۰
روزہ رکھنے کی حکمتیں: ---- ۱۲۰
روزہ کی خوبیاں وفوائد: ---- ۱۲۰
روزے کی قسمیں ---- ۱۲۲
مسنون روزے ---- ۱۲۲
محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ ---- ۱۲۲
نویں ذی الحجہ کا روزہ: ---- ۱۲۳
ایامِ بیض کے روزے: ---- ۱۲۳
مستحب روزے ---- ۱۲۳
شوال کے چھ روزے: ---- ۱۲۳
پیر اور جمعرات کا روزہ: ---- ۱۲۳
مکروہِ تحریمی یا حرام روزے: ---- ۱۲۴
مکروہِ تنزیہی روزے ---- ۱۲۴
رمضان کا روزہ کس پر فرض ہے؟ ---- ۱۲۵
وہ اعذار جن سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا یا توڑنا جائز ہے ---- ۱۲۵
(۲) سفر شرعی جس کی مقدار ۴۸ میل یا اس سے زیادہ ہو ---- ۱۲۶
(۳) جبر واکراہ: ---- ۱۲۶
(۴) حمل (۵) ارضاع (دودھ پلانا): ---- ۱۲۶
(۶) بھوک (۷) پیاس: ---- ۱۲۶
(۸) جہاد (دشمن سے جنگ): ---- ۱۲۷

(۹) بڑھاپا و ضعف: ---------- ۱۲۷
(۱۰) حیض (۱۱) نفاس: ---------- ۱۲۷
(۱۲) بیہوشی: ---------- ۱۲۷
(۱۳) جنون: ---------- ۱۲۸
روزے کی سنتیں اور مستحبات ---------- ۱۲۸
روزہ کے تین درجے ہیں: ---------- ۱۳۰
رمضان کی ابتداء ایک ملک میں اور آخر میں دوسرے ملک میں ہونے کا مسئلہ: ---------- ۱۳۱
وہ صورتیں جن میں روزہ مکروہ نہیں ہوتا ---------- ۱۳۱
وہ صورتیں جن میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہو جاتا ہے: ---------- ۱۳۳
وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضاء واجب ہوتی ہے یہ ہیں ---------- ۱۳۳
قضا روزے کا بیان ---------- ۱۳۴
وہ صورتیں جن میں قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ ---------- ۱۳۵
کفارہ کا بیان ---------- ۱۳۶
کفارہ کے مسائل: ---------- ۱۳۶
فدیہ کے مسائل ---------- ۱۳۷
فدیہ کون ادا کرسکتا ہے ---------- ۱۳۷
ہر مسکین کے لئے صدقہ فطر کی پوری مقدار شرط نہیں: ---------- ۱۳۸
فدیہ رمضان کے شروع میں بھی دے سکتے ہیں: ---------- ۱۳۸
فدیہ ادا کرنے کے بعد صحت کا مسئلہ ---------- ۱۳۸
فدیہ کی وصیت کا مسئلہ ---------- ۱۳۸
فدیہ کا حقدار کون ہے ---------- ۱۳۸
شبِ قدر کا بیان ---------- ۱۳۹
شبِ قدر کی فضیلت ---------- ۱۳۹
لیلۃ القدر کی تعین ---------- ۱۳۸
کیا مختلف جگہوں میں مختلف شب قدر ہوسکتی ہے: ---------- ۱۴۰
علاماتِ شبِ قدر: ---------- ۱۴۰
اعتکاف کا بیان ---------- ۱۴۱

اعتکاف کی تعریف ---------- ۱۴۱

اعتکاف کی تین قسمیں ---------- ۱۴۱

اعتکاف کی فضیلت ---------- ۱۴۲

اعتکاف کی خوبیاں ---------- ۱۴۲

خواتین کا اعتکاف ---------- ۱۴۳

دورانِ اعتکاف ماہواری کا حکم ---------- ۱۴۳

اعتکاف کی شرطیں ---------- ۱۴۴

اعتکاف کے صحیح ہونے کی شرطیں:۔ ---------- ۱۴۴

معتکفین کے لئے ضروری ہدایات ---------- ۱۴۶

اعتکاف کے ضروری مسائل ---------- ۱۴۷

۳۔مسجد سے باہر سلام یا بات چیت کا مسئلہ: ---------- ۱۴۸

۴۔معتکف کے لئے سگریٹ نوشی کا مسئلہ: ---------- ۱۴۸

۵۔حالتِ اعتکاف میں احتلام اور غسلِ جمعہ کا مسئلہ: ---------- ۱۴۸

۶۔نمازِ جنازہ اور بیمار پرسی کا مسئلہ: ---------- ۱۴۸

۷۔دورانِ اعتکاف روزہ ٹوٹ جانے کا مسئلہ: ---------- ۱۴۹

۸۔بیوی کے ساتھ ہم بستری کا مسئلہ: ---------- ۱۴۹

۹۔دورانِ اعتکاف بیمار ہو جانے کا مسئلہ: ---------- ۱۴۹

۱۰۔کسی دوسرے کی بیماری کا مسئلہ: ---------- ۱۴۹

۱۱۔اعتکاف کی قضا کا مسئلہ: ---------- ۱۴۹

معتکف کے لئے مختصر دستور العمل۔ ---------- ۱۵۰

آخری جمعہ اور خاص تصورات: ---------- ۱۵۱

جمعۃ الوداع کوئی تہوار نہیں: ---------- ۱۵۱

یہ آخری جمعہ زیادہ قابلِ قدر ہے: ---------- ۱۵۲

جمعۃ الوداع اور جذبہ شکر: ---------- ۱۵۲

غافل بندوں کا حال: ---------- ۱۵۳

نماز روزے کی ناقدری نہ کریں: ---------- ۱۵۳

سجدہ کی توفیق عظیم نعمت ہے: ---------- ۱۵۴

روزے دار کیلئے دو خوشیاں: ---------- ۱۵۴
وہ سجدہ جسے ترے آستاں سے نسبت ہے ---------- ۱۵۴
افطار (عید) کے وقت خوشی ---------- ۱۵۵
اسلامی تہوار دوسرے مذاہب کے تہواروں سے مختلف ہے ---------- ۱۵۵
اسلامی تہوار ماضی کے واقعے سے وابستہ نہیں ---------- ۱۵۶
''عید الفطر'' روزوں کی تکمیل پر انعام ---------- ۱۵۶
''عید الاضحیٰ'' حج کی تکمیل پر انعام ---------- ۱۵۷
عید کا دن ''یوم الجائزہ'' ہے ---------- ۱۵۷
انسان کی تخلیق پر فرشتوں کے اعتراض کا جواب ---------- ۱۵۸
آج میں ان سب کی مغفرت کردوں گا ---------- ۱۵۹
ورنہ توفیق کیوں دیتے؟ ---------- ۱۶۰
آئندہ بھی اس دل کو صاف رکھنا ---------- ۱۶۰
خلاصہ ---------- ۱۶۱
مسائلِ زکوٰۃ ---------- ۱۶۲
اصطلاحات وتعریفات ---------- ۱۶۲
مسائلِ زکوٰۃ ---------- ۱۶۳
زکوٰۃ کا حکم اور ادا نہ کرنے پر وعید: ---------- ۱۶۳
تاریخ زکوٰۃ ---------- ۱۶۴
زکوٰۃ کے معاملے میں غفلت ---------- ۱۶۴
زکوٰۃ کس شخص پر فرض ہے ---------- ۱۶۶
اس عبارت کے مسئلوں کی وضاحت۔ ---------- ۱۶۶
زکوٰۃ کا نصاب۔ ---------- ۱۶۶
فیکٹریوں کے کچے مال کا مسئلہ ---------- ۱۶۷
فیکٹریوں کی مشینریوں کا مسئلہ ---------- ۱۶۷
کچھ سونا چاندی کچھ مال تجارت کا مسئلہ ---------- ۱۶۸
کرائے کے مکان اور دُکان کا مسئلہ ---------- ۱۶۸
بعد میں تجارت کی نیت کا مسئلہ ---------- ۱۶۸

استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۶۸
میکے اور سسرال کی طرف سے ملنے والے زیور پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۶۹
جی پی فنڈ کی رقم سے خریدے گئے مکان کے کرایہ پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۶۹
سونا اور این آئی ٹی یونٹ پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۶۹
پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۶۹
بیمہ کمپنی میں جمع کرائی گئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے ---------- ۱۷۰
کمپنی کے شیئرز پر زکوٰۃ واجب ہے ---------- ۱۷۰
حرام مال کی زکوٰۃ ---------- ۱۷۰
حساب کے بغیر زکوٰۃ دینا ---------- ۱۷۱
مال پر سال کا گزرنا ---------- ۱۷۱
مال پر سال گزرنے کا مطلب ---------- ۱۷۲
دکانوں یا پلاٹوں میں پیسوں کی انویسمینٹ: ---------- ۱۷۲
مال چوری ہونے کا مسئلہ ---------- ۱۷۲
مال خیرات کرنے کا مسئلہ ---------- ۱۷۲
مالِ نصاب کا قرض سے پاک ہونا ---------- ۱۷۳
کاروباری قرض کا مسئلہ ---------- ۱۷۳
زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بطورِ قرض لی گئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۷۳
زکوٰۃ کا قرضہ بھی زکوٰۃ کے واجب ہونے سے مانع ہے ---------- ۱۷۴
سونے چاندی کی زکوٰۃ قیمتِ خرید کے اعتبار سے نکالی جائے گی ---------- ۱۷۴
زکوٰۃ میں قیمتِ خرید کا حساب ہے یا قیمتِ فروخت کا؟ ---------- ۱۷۴
زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ اور اس کا حکم ---------- ۱۷۵
زکوٰۃ کی ادائیگی میں کی جانے والی کوتاہیاں ---------- ۱۷۷
ناقابلِ زکوٰۃ اثاثے ---------- ۱۷۸
نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ ---------- ۱۷۸
(الف) قابلِ زکوٰۃ اثاثے ---------- ۱۷۸
(ب) وہ رقوم جو منہا کی جائیں گی یعنی کل مالیت کی ---------- ۱۸۰
کمپنی کے ''ریزرو فنڈ'' پر زکوٰۃ کا حکم ---------- ۱۸۱

انکم ٹیکس کی ادائیگی سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی ---- ۱۸۱
زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے نیت شرط ہے ---- ۱۸۱
سال بھر جو کچھ فقیر کو دوں وہ زکوٰۃ میں سے ہو: ---- ۱۸۲
سال بھر تھوڑا تھوڑا کر کے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے ---- ۱۸۲
اگر مستحق کو زکوٰۃ بتلا کر نہ دی جائے ---- ۱۸۲
مقروض کا قرضہ معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ---- ۱۸۲
زکوٰۃ کے صحیح ہونے کے لئے تملیک شرط ہے ---- ۱۸۳
فارم برائے عاقل، بالغ، مستحقِ زکوٰۃ مریض/مریضہ ---- ۱۸۳
(۲) دوسری صورت تملیک کی استقراض ہے: ---- ۱۸۴
مستحقینِ زکوٰۃ۔ ---- ۱۸۴
زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنوانے یا کسی کا کفن دفن کر دینے کا مسئلہ ---- ۱۸۵
مستحق کا زکوٰۃ لے کر مسجد کو عطیہ کرنے کا حکم ---- ۱۸۵
زکوٰۃ و فطرہ رفاہی کاموں اور طلباء کے تعلیمی وظائف میں خرچ کرنا اور بینک کے سود کا مسئلہ اور لاٹری ---- ۱۸۶
کافر کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ ---- ۱۸۷
جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست نہیں ---- ۱۸۷
جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست ہے ---- ۱۸۷
سیّدوں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ ---- ۱۸۷
ملازمین کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ ---- ۱۸۷
زکوٰۃ سے تبلیغی کتابیں چھپوانے کا حکم ---- ۱۸۸
جس کے بارے میں شبہ ہو اسے زکوٰۃ دینے کا مسئلہ ---- ۱۸۸
صدقہ فطر کے مسائل ---- ۱۸۸
صدقہ فطر کس پر واجب ہے ---- ۱۸۸
صدقہ فطر کے واجب ہونے کا وقت ---- ۱۸۹
نابالغ اولاد کے صدقہ فطر کا مسئلہ ---- ۱۸۹
صدقہ فطر کی مقدار ---- ۱۸۹
عشرہ ذوالحجہ کے متفرق مسائل ---- ۱۸۹
تکبیرِ تشریق ---- ۱۹۰

قربانی کے ضروری مسائل ---------- ۱۹۱
فضیلتِ قربانی:- ---------- ۱۹۱
قربانی نہ کرنے پر وعید ---------- ۱۹۱
قربانی کی حقیقت اور روح ---------- ۱۹۱
قربانی کس پر واجب ہے ---------- ۱۹۲
قربانی کے وقت میں مقیم اور مالدار ہونے کا مسئلہ ---------- ۱۹۲
قربانی کا وقت ---------- ۱۹۲
قربانی کے دنوں میں قربانی نہ کرسکنے کی صورت میں شرعاً حکم ---------- ۱۹۲
قربانی کے دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی ---------- ۱۹۳
قربانی کا جانور ذبح کرنے کا طریقہ۔ ---------- ۱۹۳
ذبیحہ پر کسی بھی زبان میں اللہ کا نام لینا ---------- ۱۹۳
ذبیحہ کی گردن جدا ہو جانا ---------- ۱۹۴
ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا ---------- ۱۹۴
ٹھنڈا ہونے سے پہلے ذبیحہ کی کھال اتارنا ---------- ۱۹۴
جن جانوروں کی قربانی درست ہے ---------- ۱۹۴
کس جانور کی قربانی افضل ہے؟ ---------- ۱۹۴
نر و مادہ میں کس کی قربانی افضل ہے ---------- ۱۹۵
ایک فربہ (موٹے) بکرے کی قربانی بہتر ہے یا دو کی جبکہ قیمت میں برابر ہوں ---------- ۱۹۵
گائے اونٹ وغیرہ میں شرکت کا مسئلہ ---------- ۱۹۵
حرام کمائی سے قربانی ---------- ۱۹۶
حرام کمائی والے کی شرکت کا مسئلہ ---------- ۱۹۶
میت کی طرف سے قربانی کرنا ---------- ۱۹۷
ایک حصہ کا ثواب متعدد کو ---------- ۱۹۷
اجتماعی قربانی میں بقیہ قیمت کا حکم ---------- ۱۹۷
قربانی کے جانوروں کی عمروں کا مسئلہ ---------- ۱۹۷
جن جانوروں کی عیوب کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی ---------- ۱۹۸
ذبح کرتے وقت کھینچنے سے عیب پیدا ہو جانے کا مسئلہ ---------- ۱۹۹

گابھن جانور کی قربانی کا مسئلہ ---------- ۱۹۹
گوشت کی تقسیم کا بہتر طریقہ ---------- ۱۹۹
قربانی کا گوشت فروخت کرنا ---------- ۱۹۹
دوسرے ملک والے کی طرف سے قربانی کرنے کا مسئلہ: ---------- ۲۰۰
جانور تبدیل ہو جانے کا مسئلہ ---------- ۲۰۰
حلال جانور کا چمڑا کھانا ---------- ۲۰۱
اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟ ---------- ۲۰۱
قربانی کی قضاء ---------- ۲۰۱
عیدالاضحیٰ کے مسنون اعمال ---------- ۲۰۲
عیدالاضحیٰ کی نماز کا مسنون طریقہ ---------- ۲۰۲
حج کے مسائل ---------- ۲۰۳
عمرہ کا مختصر طریقہ ---------- ۲۰۳
احرام کی تیاری ---------- ۲۰۳
عمرہ کی نیت ---------- ۲۰۳
خواتین کا پردے کا مسئلہ: ---------- ۲۰۴
مکہ معظمہ کا سفر ---------- ۲۰۴
حدودِ حرم پہنچ کر یوں دعا کیجئے ---------- ۲۰۴
طواف ---------- ۲۰۵
طواف کی نیت ---------- ۲۰۵
اس موقع پر یہ دعا بھی مانگئے ---------- ۲۰۶
مقامِ ابراہیم ---------- ۲۰۷
زمزم پینا ---------- ۲۰۷
سعی ---------- ۲۰۷
حج کے فضائل ---------- ۲۰۹
فرض ہونے پر حج جلدی ادا کرنا چاہئے ---------- ۲۰۹
حج کی قسمیں ---------- ۲۰۹
افضلیت میں ترتیب ---------- ۲۰۹

آپ کونسا احرام باندھیں ---------- ۲۱۰
احرام کی تیاری ---------- ۲۱۰
احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے ---------- ۲۱۰
حج کا طریقہ ---------- ۲۱۰
حج کی تیاری، ۸ ذی الحجہ حج کا پہلا دن ---------- ۲۱۰
پہلا کام: تلبیہ کو بار بار کہنا ---------- ۲۱۱
دوسرا کام: احرام کی پابندیاں پوری کرنا ---------- ۲۱۱
منیٰ روانگی ---------- ۲۱۱
ذی الحجہ حج کا دوسرا دن ---------- ۲۱۱
وقوفِ عرفات: ---------- ۲۱۲
ظہر وعصر کی نماز ---------- ۲۱۲
مزدلفہ کا قیام ---------- ۲۱۳
۱۰ ذی الحجہ حج کا تیسرا دن ---------- ۲۱۴
مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی ---------- ۲۱۴
آج یہ کام کرنے ہیں ---------- ۲۱۴
۱۔ رمی۔ ---------- ۲۱۴
۲۔ قربانی۔ ---------- ۲۱۵
۳۔ حلق یا قصر ---------- ۲۱۶
۴۔ طوافِ زیارت۔ ---------- ۲۱۶
یہ طواف حج کا رکن اور فرض ہے ---------- ۲۱۷
۵۔ حج کی سعی۔ ---------- ۲۱۷
منیٰ واپسی ---------- ۲۱۷
۱۱ ذی الحجہ حج کا چوتھا دن ---------- ۲۱۸
جمرات کی رمی ---------- ۲۱۸
۱۲ ذی الحجہ حج کا پانچواں دن ---------- ۲۱۸
حج مکمل ہوا ---------- ۲۱۹
طوافِ وداع ---------- ۲۱۹
احرام کی پابندیاں ---------- ۲۲۰

حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہن لیا تو ---------- ۲۲۰
ممنوع جوتی پہننے کی سزا ---------- ۲۲۱
مدینہ طیبہ کی حاضری ---------- ۲۲۲
مدینہ منورہ میں داخلہ ---------- ۲۲۳
مسجد نبوی میں داخلہ ---------- ۲۲۳
روضہ مبارک پر حاضری ---------- ۲۲۳
درود و سلام ---------- ۲۲۳
دعا ---------- ۲۲۵
چالیس نمازیں ---------- ۲۲۵
مسجدِ قبا ---------- ۲۲۵
جنت البقیع ---------- ۲۲۵
مدینہ سے واپسی ---------- ۲۲۵
خواتین کی قدرتی مجبوری ---------- ۲۲۶
جس کی موت قریب ہو تو پاس بیٹھنے والوں کے احکام ---------- ۲۲۸
میت کو غسل دینے کے مسائل ---------- ۲۲۹
نہلانے کا مسنون طریقہ ---------- ۲۳۰
غسل خود دینے کی کوشش کی جائے ---------- ۲۳۱
کفن دینے کا احکام ---------- ۲۳۱
مرد کے کفن کے کپڑے ---------- ۲۳۱
کفنانے کا مسنون طریقہ ---------- ۲۳۲
عورت کے کفن کے کپڑے ---------- ۲۳۲
عورت کو کفنانے کا مسنون طریقہ ---------- ۲۳۲
بچہ کے مرنے کی صورت میں مسئلہ ---------- ۲۳۳
دفن کے مسائل ---------- ۲۳۳
کلمہ پاک کلمہ شہادت کہنے کی شرعی حیثیت: ---------- ۲۳۳
قبر کی شرعی پیمائش ---------- ۲۳۳
تابوت کے ساتھ قبر میں ڈالنے کا حکم ---------- ۲۳۴

قبر میں رکھنے کا طریقہ ---------- ۲۳۴
عورت کے پردے کا مسئلہ ---------- ۲۳۴
مٹی ڈالنے کا طریقہ اور اس کے بعد کے عمل ---------- ۲۳۵
قبر پر چونا وغیرہ لگانے کا حکم ---------- ۲۳۵
زیورات ولباس اور پردے کے مسائل ---------- ۲۳۶
باریک کپڑوں کا حکم ---------- ۲۳۶
مردانہ صورت کا حکم ---------- ۲۳۶
گھنٹی والے زیور کا حکم ---------- ۲۳۶
انگوٹھی کا حکم ---------- ۲۳۶
وہ اعضاء جس کا پردہ عورت پر لازم ہے ---------- ۲۳۷
محرم کے سامنے پردہ کا مسئلہ ---------- ۲۳۷
عورت سے عورت کا پردہ ---------- ۲۳۸
ستر کے چھونے کا حکم ---------- ۲۳۸
کافر عورت کا شرعاً حکم ---------- ۲۳۸
شوہر سے پردہ کا مسئلہ ---------- ۲۳۸
عورتوں کا مردوں کے دیکھنے کا مسئلہ ---------- ۲۳۸
اپنے پیر صاحب یا منہ بولے بیٹے کا مسئلہ ---------- ۲۳۹
منہ بولے بیٹے کے پردے کا حکم ---------- ۲۳۹
ہیجڑے سے پردے کا مسئلہ ---------- ۲۳۹
عطر لگا کر مردوں کے سامنے آنے کا حکم ---------- ۲۳۹
بے پردگی بے شرمی کا نتیجہ ہے ---------- ۲۳۹
بچوں کے متعلق ایک اہم مسئلہ ---------- ۲۴۱
بالوں کے متعلق اہم مسائل ---------- ۲۴۲
سر پر بال رکھنا یا منڈوانے کا مسنون طریقہ: ---------- ۲۴۲
مرد کے لئے چوٹی باندھنے کا حکم: ---------- ۲۴۲
زینت کی غرض سے سفید بال اکھیڑنا: ---------- ۲۴۲
خواتین کے لئے بال منڈوانے یا کتروانے کا حکم۔ ---------- ۲۴۲

حلق کے بال منڈوانے کا حکم۔ ---------- ۲۴۲
مونچھوں کا شرعاً حکم ---------- ۲۴۲
ناک کے بالوں کا شرعاً حکم اور سینہ اور پیٹ کے بال کا حکم۔ ---------- ۲۴۳
رخسار کے بال کا خط بنوانے کا حکم اور ابرو کے بال کا حکم ---------- ۲۴۳
نیچے کے ہونٹ اور نیچے کے بال کٹوانا ---------- ۲۴۳
زیرِ ناف بال کا شرعاً حکم ---------- ۲۴۳
بغل کے بال کا شرعاً حکم ---------- ۲۴۳
ناخنوں کا شرعاً حکم اور مسنون طریقہ ---------- ۲۴۳
کٹے ہوئے ناخن اور بال کا شرعی حکم ---------- ۲۴۴
بالوں اور ناخنوں کے کاٹنے میں افضل اور آخری حد ---------- ۲۴۴
قسم کھانے کے مسائل ---------- ۲۴۵
بات بات پر قسم کھانے کی ممانعت ---------- ۲۴۵
کونسی قسم شرعاً معتبر ہے ---------- ۲۴۵
دوسرے کی قسم کھلانے کا مسئلہ: ---------- ۲۴۵
قسم کے ساتھ انشاء اللہ کا مسئلہ: ---------- ۲۴۵
مسئلہ۔ قسم کی تین صورتیں ہیں۔ ---------- ۲۴۵
قسم کا کفارہ ---------- ۲۴۶
قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کا مسئلہ: ---------- ۲۴۶
کسی گناہ کی قسم کھانے کا مسئلہ: ---------- ۲۴۶
بچہ پیدا ہونے کے وقت کے مستحب کام ---------- ۲۴۷
عقیقہ کا جانور ---------- ۲۴۷
عقیقہ کا وقت ---------- ۲۴۷
تجارتی مسائل ---------- ۲۴۸
انعامی بانڈ کا حکم ---------- ۲۴۸
انعامی بانڈ کے متعلق تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ: ---------- ۲۴۸
ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے ذریعہ جائیداد بنانے کا شرعاً حکم ---------- ۲۴۹
جی پی فنڈ کا شرعی حکم ---------- ۲۴۹

بینوولنٹ فنڈ، گریجویٹی، گروپ انشورنس کا شرعی حکم ---------- ۲۵۰
گولڈن ہینڈ شیک اسکیم کے تحت ملنے والی رقم کا شرعی حکم ---------- ۲۵۱
پی ایل ایس اکاؤنٹ میں سرمایہ کاری کا شرعی حکم ---------- ۲۵۱
ہیروئن، چرس، افیون و بھنگ کی تجارت اور کاشت کا شرعی حکم ---------- ۲۵۲
بنک کی ملازمت کا شرعی حکم ---------- ۲۵۴

متفرقات

تین طلاقوں کا حکم اور انکے کلمات ---------- ۲۵۴
خضاب کے مسئلہ کی تفصیل ---------- ۲۵۴
خضاب کے مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ: ---------- ۲۵۴
خالص سیاہ خضاب کا حکم برائے خواتین ---------- ۲۵۵
خواتین کا تبلیغ کے لئے نکلنے کا شرعاً حکم ---------- ۲۵۵
وہ شرائط درج ذیل ہیں ---------- ۲۵۵

(حصہ دوم)

باطنی مسائل یعنی اخلاقیات

اچھی بات دوسروں کو بتانا اور بری بات سے منع کرنا۔ ---------- ۲۵۹
مسلمان کا عیب چھپانا۔ ---------- ۲۵۹
ماں، باپ کو خوش رکھنا۔ ---------- ۲۵۹
مسلمان کا کام کر دینا۔ ---------- ۲۶۰
شرم اور بے شرمی۔ ---------- ۲۶۰
نرمی اور سختی۔ ---------- ۲۶۰
مسلمان کا عذر قبول کرنا۔ ---------- ۲۶۰
راستے میں سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا۔ ---------- ۲۶۱
موت کو یاد رکھنا اور وقت کو غنیمت سمجھنا۔ ---------- ۲۶۱
بیمار کی عیادت کرنا۔ ---------- ۲۶۱
مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا۔ ---------- ۲۶۲
پیشاب سے احتیاط نہ کرنا۔ ---------- ۲۶۲
وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا۔ ---------- ۲۶۲

خواتین کا نماز کے لئے باہر نکلنا۔ ---------- ۲۶۲
نمازی کے سامنے سے نکل جانا۔ ---------- ۲۶۳
نمازی کا ادھر ادھر دیکھنا۔ ---------- ۲۶۳
نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا۔ ---------- ۲۶۳
اپنی جان کو یا اولاد کو بددعا دینا۔ ---------- ۲۶۳
حرام کمائی۔ ---------- ۲۶۳
دھوکا دینا۔ ---------- ۲۶۳
قرض ادا نہ کرنا۔ ---------- ۲۶۴
سود لینا، دینا۔ ---------- ۲۶۴
سود کی حرمت قرآن وحدیث کی روشنی میں: ---------- ۲۶۴
سودی مال فوائد وثمرات سے محروم رہتا ہے ---------- ۲۶۶
ایک شبہ کا ازالہ ---------- ۲۶۶
سودخوروں کے حالات کا جائزہ ---------- ۲۶۷
صدقہ خیرات کرنے والوں کا جائزہ ---------- ۲۶۷
سود اللہ تعالیٰ سے اعلانِ جنگ ہے ---------- ۲۶۷
سود زنا سے زیادہ بڑا گناہ ہے ---------- ۲۶۸
سود کا ادنیٰ ماں سے زنا ہے: ---------- ۲۶۸
سود ظلم ہے ---------- ۲۶۹
سودی لین دین محبتوں کی قینچی ہے: ---------- ۲۶۹
سودخوری دل کی سختی کا سبب ہے: ---------- ۲۶۹
کسی کی زمین دبالینا۔ ---------- ۲۶۹
مزدوری کا فوراً نہ دینا۔ ---------- ۲۷۰
عورت کا باریک کپڑا پہننا۔ ---------- ۲۷۰
غیر محرموں کے سامنے عورت کا عطر لگانا۔ ---------- ۲۷۰
عورتوں کو مردوں کی سی وضع اور صورت بنانا۔ ---------- ۲۷۰
شان دکھلانے کے لئے کپڑا پہننا۔ ---------- ۲۷۰
کسی پر ظلم کرنا۔ ---------- ۲۷۰

کسی کی دولت یا نقصان پر خوش ہونا۔ ---------- ۲۷۱
صغیرہ چھوٹے چھوٹے گناہ کرنا۔ ---------- ۲۷۱
رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا۔ ---------- ۲۷۱
پڑوسی کو تکلیف دینا۔ ---------- ۲۷۱
کسی کی باتوں کو چھپ کر سننا۔ ---------- ۲۷۱
غصہ کرنا۔ ---------- ۲۷۲
کسی پر لعنت کرنا۔ ---------- ۲۷۲
کسی مسلمان کو ڈرانا۔ ---------- ۲۷۲
غیبت کرنا۔ ---------- ۲۷۲
کسی پر بہتان لگانا۔ ---------- ۲۷۳
تکبر کرنا۔ ---------- ۲۷۳
جھوٹ بولنا۔ ---------- ۲۷۳
ہر ایک کے منہ پر اس کی سی بات کہنا۔ ---------- ۲۷۳
وعدہ خلافی اور خیانت کرنا۔ ---------- ۲۷۴
کتا پالنا یا تصویر رکھنا۔ ---------- ۲۷۴
بلا اور مصیبت پر صبر کرنا۔ ---------- ۲۷۴
توبہ اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا طریقہ۔ ---------- ۲۷۴
اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ۔ ---------- ۲۷۵
شکر اور اس کا طریقہ۔ شکر کا خلاصہ ---------- ۲۷۵
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ ---------- ۲۷۶
اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ ---------- ۲۷۶
خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر راضی رہنا اور اس کا طریقہ ---------- ۲۷۶
اخلاص اور بدنیتی ---------- ۲۷۶
تواضع اور اس کا طریقہ ---------- ۲۷۷
دنیا کی بے رغبتی ---------- ۲۷۷
بری عادات کی حرص اور اس سے بچنے کا طریقہ ---------- ۲۷۷
اپنے آپ کو اچھا سمجھنے اور اترانے کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۷۸

تکبر کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۷۸
نام اور تعریف چاہنے کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۷۹
بخل کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۷۹
دنیا کی محبت کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۸۰
حسد کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۸۱
غصے کی مذمت اور اس کا علاج ---------- ۲۸۱

امتِ مسلمہ کی پریشانیوں کا حل

دعاؤں کا بیان

دُعا کی فضیلت اور اہمیت ---------- ۲۸۳
دعا کے آداب ---------- ۲۸۵
وہ الفاظ جو دعا کی مقبولیت میں مؤثر ہیں ---------- ۲۸۹

مختلف اوقات کی مختلف دعائیں

مسنون دعائیں ---------- ۲۹۱
(آ)
جب آئینہ دیکھے تو یہ پڑھے ---------- ۲۹۱
جب آندھی آئے: ---------- ۲۹۱
(الف)
جب اذان کی آواز سنے تو یہ پڑھے ---------- ۲۹۱
جب مغرب کی اذان ہو تو یہ دعا پڑھے ---------- ۲۹۲
اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ پڑھے ---------- ۲۹۲
اپنے ساتھ احسان کرنے والے کو یہ دعا دے ---------- ۲۹۳
استخارے سے متعلق اہم مباحث ---------- ۲۹۳
استخارہ کا مطلب: ---------- ۲۹۳
استخارہ حدیث نبوی کی روشنی میں: ---------- ۲۹۳
استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ: ---------- ۲۹۳

استخارہ کتنی بار کیا جائے: ---------- ۲۹۴
استخارہ کے مقبول ہونے کی علامت: ---------- ۲۹۵
استخارہ کے متعلق غلطیاں ---------- ۲۹۵
(۱) استخارہ کسی دوسرے سے نکلوانا: ---------- ۲۹۵
(۲) استخارہ کیلئے کوئی وقت مقرر کرنا: ---------- ۲۹۶
(۳) استخارہ صرف اہم کام میں کرنا: ---------- ۲۹۶
(۴) استخارہ کے بعد خواب کو ضروری سمجھنا: ---------- ۲۹۶
(۵) استخارہ سے چور کا یا گزشتہ اور آئندہ کے کسی واقعہ کا علم حاصل کرنا: ---------- ۲۹۶
استخارہ کا مختصر مسنون طریقہ: ---------- ۲۹۷
حفاظتِ ایمان: ---------- ۲۹۷
ایمان پر خاتمہ: ---------- ۲۹۷

(ب)

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنے کی دعا ---------- ۲۹۸
جب بازار میں داخل ہو تو یہ پڑھے ---------- ۲۹۹
اور جب کبھی دل برا کر دینے والی چیز پیش آئے تو یوں کہے ---------- ۲۹۹
جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۰۰
جب بارش حد سے زیادہ ہونے لگے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۰
بچہ کو مرض یا کسی شر سے بچانے کے لئے ---------- ۳۰۰
جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے: ---------- ۳۰۰
بیوی کو پہلی بار دیکھ کر: ---------- ۳۰۰

(پ)

جب کسی کو مصیبت یا پریشانی یا برے حال میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۰۱
جب کوئی پریشان ہو تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۰۱
پھوڑا پھنسی ---------- ۳۰۲
جب نیا پھل پاس آئے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۳

(ت)

جب کسی کی تعزیت کرے تو سلام کے بعد یوں سمجھائے ---------- ۳۰۳

(ج)

اگر کوئی جانور (بیل بھینس وغیرہ) مریض ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۴
جماع کے وقت: ---------- ۳۰۴
(جماع کے بعد) انزال کے وقت ---------- ۳۰۴

(چ)

جب چاند پر نظر پڑے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۵
نیا چاند دیکھے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۵
جب چھینک آئے تو یوں کہے ---------- ۳۰۵

(خ)

خواب کے بارے میں تفصیل ---------- ۳۰۶

(د)

جب دستر خوان سے اٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۰۶
دودھ پی کر یہ دعا پڑھے ---------- ۳۰۷
جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۷
جب دشمنوں کا خوف ہو تو یوں پڑھے ---------- ۳۰۷
اگر دشمن گھیر لیں تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۰۸

(ر)

رات کو پڑھنے کی چیزیں ---------- ۳۰۸
جب روزہ افطار کرنے لگے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۸
اگر کسی کے یہاں افطار کرے تو ان کو یہ دعا دے: ---------- ۳۰۹
بیٹی کی رُخصتی کے وقت: ---------- ۳۰۹

(س)

جب سورج نکلے تو یہ پڑھے ---------- ۳۰۹
سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں ---------- ۳۱۰
جب سونے لگے اور نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۱۱
جب سوتے سوتے ڈر جائے یا گھبراہٹ ہو جائے ---------- ۳۱۱
یا نیند اچٹ جائے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۱۱

جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۱۱
جب سفر کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۲
جب سفر کو روانہ ہونے لگے تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۲
بحری جہاز یا کشتی میں سوار ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۳
جب کسی منزل یا ریلوے اسٹیشن یا موٹر اسٹینڈ پر اترے تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۳
جب وہ بستی نظر آئے جس میں جانا ہے تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۳
جب کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے تو تین بار یہ پڑھے ---------- ۳۱۴
جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۴
سفر میں جب سحر کا وقت ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۵
سفر سے واپس ہونے کے آداب ---------- ۳۱۵
سفر سے واپس ہو کر اپنے شہر یا بستی میں داخل ہوتے ہوئے پڑھے ---------- ۳۱۶
سفر سے واپس ہو کر جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۶
جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو یوں سلام کرے ---------- ۳۱۶
اگر کوئی مسلمان سلام بھیجے تو جواب میں یوں کہے ---------- ۳۱۶
نئی سواری خریدنے پر ---------- ۳۱۷

(ش)

جب شام ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۷
برائے شفاعت: ---------- ۳۱۸

(ص)

جب صبح ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۱۸
صبح و شام کی دعائیں ---------- ۳۱۸

(ع)

جب کسی مریض کی عیادت کو جائے تو یوں کہے ---------- ۳۲۰
عذابِ جہنم سے حفاظت: ---------- ۳۲۱
عذابِ قبر سے حفاظت: ---------- ۳۲۱

(ق)

ادائیگی قرض کے لئے یہ دعا پڑھے ---------- ۳۲۱

ادائیگی قرض کی دوسری دعا ---------- ۳۲۲

(ک)

جب کھانا شروع کرے تو پڑھے ---------- ۳۲۲
جب کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۲۳
جب کپڑا اپہنے تو یہ پڑھے ---------- ۳۲۳
جب نیا کپڑا اپہنے تو یہ پڑھے ---------- ۳۲۳
نیا کپڑا اپہننے کی دوسری دعا ---------- ۳۲۴

(گ)

جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے ---------- ۳۲۴
جب گھر سے نکلے تو یہ پڑھے ---------- ۳۲۴
آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ پڑھے: ---------- ۳۲۵
جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے تو یہ پڑھے ---------- ۳۲۵

(م)

جب مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۲۶
خارجِ نماز مسجد میں یہ پڑھے ---------- ۳۲۶
جب کسی کو مصیبت یا پریشانی یا برے حال میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے ---------- ۳۲۶
مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ پڑھے ---------- ۳۲۷
جب اپنی کوئی محبوب چیز دیکھے تو یہ پڑھے ---------- ۳۲۷
نیا ملازم رکھنے پر: ---------- ۳۲۷

(ن)

(فرض) نماز کے بعد کے سنت معمولات ---------- ۳۲۷
ذکرِ اول، ذکرِ دوم، ذکرِ سوم ---------- ۳۲۸
ذکرِ چہارم ---------- ۳۲۹
نکاح کی مبارک باد: ---------- ۳۲۹

(ہ)

جب کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے تو یوں دعا دے ---------- ۳۳۰

(حصہ اول)

نماز کی تاکید کا بیان

اولاد کو نماز سکھاؤ:

وَعَنْ عَمروبْنِ شعیب عن ابیه عن جده قال: قال رسول الله ﷺ: مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر سنين وفرقوا بينهم في المضاجع:

(ابوداؤد ص ۸۲ ج اول ط رحمانیہ لاہور)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب وہ دس سال کے ہوجائیں (اور نماز کی پابندی نہ کریں) تو ترکِ نماز پر انہیں مارو، اور ان کے خواب گاہ الگ کردو۔

اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ بچوں کے والدین کو ارشاد فرمارہے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں ہی نماز کی تعلیم دے کر نماز کا عادی بنانے کی کوشش کریں، اور اگر دس برس کے ہو کر نماز نہ پڑھیں تو والدین تادیبی کارروائی کریں، انہیں سزا دے کر نماز کا پابند بنائیں اور دس برس کی عمر کا زمانہ چونکہ بلوغ سے قریب ہے، اس لئے بہن بھائی وغیرہ کو اکٹھا نہ سونے دیں۔

ترکِ نماز سے کفر:

سمع جابر بن عبد الله يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول: بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلوٰة.

(صحیح مسلم ج اول ص ۶۱ ط قدیمی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (مسلمان) آدمی اور شرک وکفر کے درمیان نماز (کا فرق) ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان اور کفر کے درمیان نماز دیوار کی طرح حائل ہے، جب نماز

ترک کی تو نماز جو کفر میں روک تھی، اٹھ گئی، اور مسلمان کفر سے بے حجاب ہو کر مل گیا، یا دوسرے لفظوں میں نماز کا ترک مسلمان کو کفر تک پہنچانے والا ہے۔

بے نمازی سے متعلق صحابہ اور ائمہ دین کا فتویٰ:

واضح ہو کہ تارک الصلوٰۃ اصحابِ ظواہر کے نزدیک کافر ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہؓ بن عباس و معاذ بن جبل و جابر بن عبداللہ و ابو درداء و ابو ہریرہ و عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور حضرات غیر صحابہ میں امام احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ و ایوب السختیانی و ابو داؤد الطیالسی و ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہم اللہ کے قول کے مطابق تارکِ صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے اور امام حمادؒ و مکحولؒ و امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک کافر تو نہیں ہوتا مگر (ان کا فتویٰ ہے کہ) قتل کیا جائے۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کفر اور قتل کا حکم نہیں، مگر (ان کے فتویٰ کی رو سے) قیدِ شدید میں رکھنا چاہیے اور خوب سزا دینی چاہیے اور اس قدر ماریں کہ بدن سے خون بہنے لگے، یہاں تک کہ توبہ کرے یا اسی حالت میں مر جائے۔ (درمختار ص ۸ ج ۲ ط رشیدیہ)

وعن عبد الله بن شقيق قال: كان أصحاب رسول الله ﷺ لا يرون شيئا من الاعمال تركه كفر غير الصلاة.

عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اعمال میں سے کسی چیز کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے، سوائے (ترکِ) نماز کے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سوائے ترکِ نماز کے کسی اور عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک نماز کا چھوڑنا کفر کے برابر گناہ تھا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ابنِ ماجہ میں آئی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

فمن تركها متعمدا فقد برئت منه الذمة جو کوئی نماز کو عمداً چھوڑ دے تو اس سے (اللہ تعالیٰ) بری الذمہ ہو گیا''

مطلب یہ ہے کہ تارکِ نماز سے اسلام کا عہد، جو اس کو قتل اور تعزیر وغیرہ سے امن میں رکھنے کا ضامن تھا، بوجہ ترکِ نماز جاتا رہا۔ اور اب وہ اسلام کی ذمہ داری ختم ہونے کے سبب اسلام کی تلوار سے مامون نہیں ہو سکتا۔

مسلمان بھائیو! اللہ کے واسطے غور کرو، نماز کا ترک کتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق بے نمازی سے اسلام بری الذمہ ہوجاتا ہے۔ اور اس سے اپنا تعلق، واسطہ اور ذمہ داری ختم کردیتا ہے۔ کاش! مسلمان نماز کی اہمیت کو سمجھیں:

فرعون کے ساتھ حشر:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وان لم یحافظ علیها لم تکن له نوراً وبرهانا ولا نجاة وکان یوم القیامة مع قارون وفرعون وهامان وأبی بن خلف" (رواہ احمد والدارمی والبیہقی)

''جو کوئی نماز پر محافظت نہیں کرتا (یعنی مداومت نہیں کرتا، ہمیشہ نہیں پڑھتا، نماز کے فرائض، واجبات سنتیں پوری طرح ادا نہیں کرتا، تو ایسی غیر مستقل اور بے قاعدہ نماز) اس کے لئے نہ نور، اور نہ (ایمان کی) دلیل اور نہ بخشش (کا سبب) ہوگی اور قیامت کے دن وہ (عذاب میں) قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا''۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! غور کرو کہ یہ حال اس شخص کا ہوگا جو پوری پانچ نمازیں نہیں پڑھتا، یا کبھی پڑھتا ہے اور کبھی چھوڑ دیتا ہے اور نماز کے رکوع وسجود اور قومے، جلسے کو اطمینان اور آرام سے پورا ادا نہیں کرتا۔ نماز پر محافظت نہ کرنے والے ایسے آدمی کے حشر کے تصور سے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں تو جو بالکل نماز پڑھتا ہی نہیں ہے، اس کا کیا انجام ہوگا؟

پیارے بھائیو اور بہنو! اس آنی فانی اور ہنگامی دنیا میں بیٹھے نہیں رہنا، ایک دن اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، اس لئے تہیہ کرلو، کہ آئندہ کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑیں گے، اور اپنی تمام اولاد کو نماز سکھاؤ پڑھاؤ اور اس کا عادی بنادو، اپنی ذات پر اور سب بچوں پر کڑی نگرانی رکھو کہ کوئی نماز چھوٹنے نہ پائے کہ یہی مسلمان کی نشانی ہے۔

نماز کے فضائل کا بیان

ترکِ نماز سے متعلق کفر و عذاب کی تہدیدی اور تخویفی احادیث تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اب قیامِ نماز کی برکتوں، رحمتوں اور بشارتوں کا عسلِ مصفّٰی بھی نوش جان کر لیں۔

عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ "الصلوات الخمس مکفرات لما بینهن اذا اجتنبت الکبائر" (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''پانچوں نمازیں ان کے درمیان ہوئے گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، جب تک کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے''۔

مثلاً فجر کی نماز کے بعد جب ظہر پڑھیں گے تو دونوں نمازوں کے درمیانی زمانے میں جو گناہ، لغزشیں اور خطائیں ہو چکی ہوں گی، اللہ غفور رحیم بخش دے گا۔ اسی طرح رات اور دن کے تمام گناہ سوائے کبائر کے نمازِ پنجگانہ سے معاف ہو جاتے ہیں، اور اسی طرح پانچوں نمازوں کی مداومت مسلمانوں کے نامۂ اعمال کو ہر وقت صاف اور سفید رکھتی ہے اور پھر انسان نماز کی برکت سے آہستہ آہستہ صغائر سے باز رہتے ہوئے کبائر کے تصور سے ہی کانپ اٹھے گا۔

اعمال نامہ دھلتا ہے:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس دن (نمازِ پنجگانہ کے سبب) وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں نے کیے ہوں اور وہ گناہ جو اس کی آنکھوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں، سب معاف کر دیتا ہے''۔ (مجمع الزوائد)

ملاحظہ: آدمی گناہگار ہے، ہو نہیں سکتا کہ اس سے کم از کم صغیرہ گناہ سرزد نہ ہوں، خطا ونسیان کے پتلے کی آنکھوں، کانوں، ہاتھوں، پاؤں اور زبان سے ضرور بھول چوک اور لغزش ہوتی رہتی ہے، پھر جو شخص سنوار کر وضو کر کے خلوصِ دل سے مسنون طریقہ پر پانچوں نمازیں پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی روزمرہ کی خطاؤں کو معاف کرتا رہتا ہے، گویا نمازوں سے ہر روز

اعمال نامہ دھلتا رہتا ہے، پس خطا کار، اور گناہگار انسان کو ہر روز پانچ دفعہ اللہ کے حضور سجدہ ریز رہنا چاہئے۔

نماز کے لامثال محاسن:

نماز کی خوبیوں، اچھائیوں، برکتوں، رحمتوں اور فائدوں کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ صحاحِ ستہ سے ہم اختصار کے ساتھ اس کے مزید محاسن بیان کرتے ہیں، تاکہ قارئین کرام کا ایمان تازہ ہو، اور نماز پر مداوت کرنے کا شوق بڑھے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے میری امت پر نماز فرض کی اور قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ (حلیۃ الأولیاء (۵/۲۳۳ وابویعلیٰ)

۲۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو! نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرو! (تاریخِ بغداد (۱۰/۱۶۹)، مشکل الآثار (۴/۳۳۵، ۲۳۶)

۳۔ نماز دین کا ستون ہے۔ (ابنِ ماجہ ۳۹۷۳)

۴۔ نماز مومن کا نور ہے۔ (ابویعلیٰ، ۳۶۵۵)

۵۔ نماز شیطان کا منہ کالا کرتی ہے۔ (مسند الفردوس ۲/ ۲۵۴)

۶۔ جب کوئی آفت آسمان سے اترتی ہے تو مسجد آباد کرنے والوں سے ہٹ جاتی ہے۔ (ابنِ عدی ۳/۱۰۸۸، بیہقی "شعب الایمان" ۶/۲۱۰)

۷۔ اللہ نے سجدہ کی جگہ کو آگ پر حرام کردیا ہے۔ (بخاری ۸۰۶، مسلم ۱۸۲)

۸۔ اللہ تعالیٰ کو آدمی کی ساری حالتوں میں سب سے زیادہ یہ پسند ہے کہ اس کو سجدہ میں پڑا ہوا دیکھے کہ پیشانی زمین پر رگڑ رہا ہے۔ (ضعیف الجامع ۵۱۶۷)

۹۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اور اس نمازی کے درمیان کے پردے دور ہوجاتے ہیں۔ جب تک کہ (نمازی) کھانسی وغیرہ میں مشغول نہ ہو۔ (طبرانی ۸/۲۹۹)

۱۰۔ نمازی شہنشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اور یہ قاعدہ ہے کہ جو دروازہ کھٹکھٹاتا رہے وہ (آخر) کھلتا ہی ہے۔ (مسند الشہاب ۱۱۵۷)

۱۱۔ نماز جنت کی کنجی ہے۔ (ترمذی۴)

۱۲۔ نماز کا مرتبہ دین میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا مرتبہ بدن پر۔

(طبرانی فی الأوسط والصغیر (۱/۶۰/۶۱)

۱۳۔ زمین کے جس حصہ پر نماز کے ذریعہ سے اللہ کی یاد کی جاتی ہے وہ حصہ زمین کے دوسرے حصوں پر فخر کرتا ہے۔ (ابویعلیٰ (۴۱۱۰)

۱۴۔ صبح کو جو شخص نماز کو جاتا ہے، تو اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہوتا ہے، اور جو شخص (بغیر نماز پڑھے) بازار کو جاتا ہے، اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔ (ابنِ ماجہ)

۱۵۔ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو رحمتِ الٰہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

(ابوداؤد، ۹۴۵، ترمذی، ۳۷۹، نسائی، ۶/۳، ابنِ ماجہ ۱۰۲۷)

پیشاب پاخانہ کے آداب

پاخانے میں جاتے وقت کی دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے تو فرماتے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" (بخاری و مسلم)

"اے اللہ! ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

ملاحظہ: ابوداؤد میں زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پاخانے جنوں اور شیطانوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہیں، اس لئے جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے تو کہے: اللہ کے نام سے خبیث جنوں اور جنیوں سے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

(ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ خبیث شیاطین پاخانوں میں حاضر اور منتظر ہوتے ہیں کہ آدمی کو ایذا پہنچائیں۔ کیونکہ آدمی وہاں ستر کھول کر بیٹھتا ہے، ذکرِ الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے سب مسلمان

بھائیوں اور بہنوں کو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق پاخانہ کو جاتے وقت مذکور دعا پڑھ لینی چاہئے۔ گھر میں پاخانہ جاتے ہوئے داخل ہوتے وقت پڑھیں اور جنگل وغیرہ میں جب زمین پر دامن سمیٹ کر بیٹھنے لگیں تو پڑھیں۔

پاخانے جاتے وقت پہلے الٹا پاؤں اندر رکھیں۔

بول و براز کے مسائل:

رسول اکرام ﷺ نے فرمایا: ''جب تم پاخانہ میں جاؤ، تو قبلہ کی طرف نہ تو منہ کرو اور نہ پیٹھ''۔ (بخاری ۱۴۴، ۳۹۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو لعنت والے کاموں سے بچو'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ فرمایا: ''لوگوں کے راستے میں یا ان کے سایہ میں (یعنی سایہ دار درختوں کے نیچے) پاخانہ کرنا''۔ (مسلم ۲۶۹)

آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا (بخاری ۱۵۳، ۱۵۴)

نبی کریم ﷺ جب رفعِ حاجت کو جاتے تو (اتنی دور جا کر) بیٹھتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھتا۔
(صحیح ابنِ ماجہ ۲۷۲ صحیح ابی داؤد ۲)

پیشاب کرتے وقت شرمگاہ کو دائیں ہاتھ سے پکڑنا اور دائیں ہاتھ سے ڈھیلے پونچھنے کو رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ (مسلم ۲۶۷، بخاری ۱۵۳۔۱۵۴)

پیشاب سے نہ بچنے کی سخت تاکید:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور باعثِ عذاب کوئی بڑی چیز نہیں''۔ (جس سے بچنا مشکل ہو) پھر دونوں میں سے ایک کے متعلق فرمایا:

''لا یستتر من البول'' کہ ''پیشاب سے نہیں بچتا تھا''۔ (بخاری)

انتباہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دیوار کے پاس نرم

زمین پر پیشاب کیا (کہ چھینٹیں نہ پڑیں) اور فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے پیشاب کا ارادہ کرے ''فلیرتد لبوله'' تو پیشاب کے لئے نرم زمین تلاش کرے''۔ (ابوداؤد)

وہ لوگ جو پیشاب کرتے وقت چھینٹوں سے پرہیز نہیں کرتے، اپنے کپڑوں کو نہیں بچاتے، پیشاب کر کے بغیر پونچھے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاجامے، پتلونیں اور جسم وغیرہ پیشاب سے آلودہ ہو جاتے ہیں اور اسی طرح جو مستورات بھی پیشاب سے اپنے کپڑوں اور جسم کو نہیں بچاتیں، رسول اللہ کی تخویف اور تہدید سے خوف کھائیں کہ پیشاب سے نہ بچنا باعثِ عذاب ہے اور بڑا گناہ ہے، وہ آئندہ پیشاب اور اس کی چھینٹوں سے سخت پرہیز کریں، پاکی اور طہارت ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ ایک دوسری حدیث میں رسولِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''استنزهو من البول فان عامة عذاب القبر منه'' یعنی پیشاب سے پاکی حاصل کرو کیونکہ اکثر عذابِ قبر اسی سے ہوتا ہے''۔

وضو کرنے کا بیان

کبھی آپ نے اس پر غور فرمایا کہ نماز کے متعلق قرآن کریم اور احادیثِ طیبہ میں بے شمار انوار و برکات اور فوائد و ثمرات کا ذکر ہے نماز پڑھنے سے وہ ہمیں کیوں حاصل نہیں ہوتے؟ اس محرومی کی بہت سی وجوہات میں سے غالباً ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم میں کامل طریقہ سے وضو کرنے کا اہتمام ختم ہو گیا اس لئے اولاً وضو کے متعلق کچھ لکھتا ہوں۔

وضو کے لفظی و شرعی معنیٰ:

وضو کے لفظی معنیٰ صفائی و ستھرائی کے ہیں اور شریعت کی زبان میں چہرہ اور دونوں ہاتھوں اور دونوں قدم دھونے اور چوتھائی سر کے مسح کرنے کو وضو کہتے ہیں۔ (البحر الرائق)

مسنون وضو سے گناہوں کی معافی:

حضرت عبداللہ صنابحیؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب ناک جھاڑتا ہے تو اس کی ناک سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، پھر جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرہ سے گناہ صاف ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ

اس کی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب اپنے دونوں ہاتھ کو دھوتا ہے تو اس کے دونوں ہاتھوں کے گناہ دھل جاتے ہیں، یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخن کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں، پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ صاف ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ دونوں کانوں کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں، پھر جب اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں، پھر (وضو کے بعد) اس کا مسجد جانا اور نماز ادا کرنا اس کے لئے بلندیٔ درجات میں اضافے کا باعث ہے"۔ (موطا، نسائی)

ملاحظہ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ کامل اور سنوار کر مسنون وضو کرنے سے آدمی پورے طور پر گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے، اور پھر اس کا گھر سے باوضو (گناہوں سے پاک) ہو کر مسجد کی طرف چلنا، اس کے درجات کو بلند کرتا ہے، اور مسجد میں پہنچ کر پھر نماز کا پڑھنا درجات کی بلندی اور قربِ الٰہی کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا تو اس کے جسم سے سارے گناہ (صغیرہ) نکل جائینگے یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی۔

حشر میں چہرے کا نور:

ابوالدرداءؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: **"کیف تعرف امتک من بین الامم"**. "(اے اللہ کے رسول!) آپ اپنی امت کو (میدانِ محشر میں) دوسری امتوں کے (بے شمار لوگوں کے) درمیان کیسے پہچانیں گے"۔

قال: "هم غر محجلون من اثر الوضوء ليس احد كذلك غيرهم".

فرمایا! وہ (میری امت کے لوگ) وضو کے اثر سے سفید (نورانی) چہرے اور سفید (نورانی) ہاتھ پاؤں (والے) ہوں گے، اس طرح (نورانی چہرے اور روشن ہاتھ پاؤں والے) سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہوگا۔ (رواہ احمد)

پیارے بھائیو اور بہنو! اگر آپ نماز پڑھیں گے تو نمازوں کے لئے لامحالہ وضو بھی کریں گے،

پھر وضو کے اثر سے آپ کے چہرے میدانِ محشر میں روشن ہوں گے، اور رسول اللہ ﷺ پھر آپ کو پہچان لیں گے کہ یہ میرے امتی ہیں۔ اس لئے آپ وضو کا بہت شوق پیدا کریں اور بڑی محبت اور خلوص سے نہایت سنوار کر وضو کر کے نماز پڑھیں، تا کہ آپ کے چہرے میدانِ محشر میں نورانی ہوں۔

وضو کا مسنون طریقہ اور آداب:

جب آپ وضو کرنا چاہیں تو وضو کرنے سے پہلے دل میں ارادہ کریں کہ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے وضو کرتا ہوں (نسائی ج:۱، ص:۲۴) پھر وضو کرنے کے لئے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی پاک اور اونچی جگہ پر بیٹھ جائیں تا کہ وضو کا پانی جسم اور کپڑوں پر نہ گرے اور وضو شروع کرتے وقت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں یا یہ دعا پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور حق تعالیٰ کا شکر ہے دینِ اسلام کے نصیب ہونے پر، اسکے بعد دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئیں۔ (ابوداؤد ج:۱، ص:۱۵) پھر مسواک کریں (مراقی مع الطحاوی ج:۱،ص:۱۰۵)

مسواک کا بیان

مسواک والی نماز:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے، وہ بغیر مسواک والی نماز سے ستر درجے فضیلت میں زیادہ ہے''۔ (شعب الایمان)

جاگ کر مسواک کرنا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اور دن کو سو کر اٹھنے کے بعد وضو سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

مسواک سے رضائے الٰہی:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسواک منہ کے لئے طہارت کا سبب ہے اور پروردگار کی رضا مندی کا ذریعہ ہے“۔ (دارمی، نسائی)

مسواک کی اہمیت:

حضرت ابوسلمہ، زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اگر میری امت کے مشقت و پریشانی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا (کہ مسواک کرنی واجب ہے)“۔ (رواہ الترمذی)

مسواک کرنے کا طریقہ:

مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لیں کہ مسواک کے ایک کنارہ کے قریب انگوٹھا اور دوسرے کے نیچے آخری انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب باقی انگلیاں رکھیں اور مٹھی باندھ کر پکڑیں اور پہلے اوپر کے دانتوں کی لمبائی میں داہنی طرف مسواک کریں پھر بائیں طرف اس طرح پھر نیچے کے دانتوں میں کریں اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑیں اور دوبارہ پانی سے بھگو کر کریں اس طرح تین بار کریں اور دانتوں کی چوڑائی میں مسواک نہ کریں۔ (درِمختار صفحہ ۷۸ جلد ۱)

اگر مسواک نہ ہو یا دانت نہ ہوں تو کپڑے یا انگلی سے مسواک کا کام کرنا چاہیے۔

پھر تین مرتبہ کلی کریں۔

(ابوداؤد ج:۱، ص:۱۴)

اگر روزہ دار ہوں تو خیال سے کہ حلق میں پانی نہ جائے پھر سیدھے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالیں اور الٹے ہاتھ سے ناک صاف کریں۔ (ابوداؤد ج:۱، ص:۱۵)

اور کوشش کریں کہ پانی نرم حصے میں اچھی طرح پہنچ جائے روزہ دار پانی نہ چڑھائے۔

(ابوداؤد ج:۱، ص:۱۹)

پھر تین مرتبہ چہرہ دھوئیں اس طرح کہ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔ (شامی، ج:۱،ص:۲۰۹)

چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرے۔ (ابوداؤد ج:۱،ص:۱۹)

فائدہ: ڈاڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین بار چہرہ دھونے کے بعد ہتھیلی میں پانی لے کر ٹھوڑی پر لگائے۔ پھر تین بار سیدھا ہاتھ کہنی سمیت دھوئیں پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئیں۔

(بخاری، ج:۱،ص:۲۷،۲۸)

اس طرح کہ انگلیوں سے دھوتے ہوئے کہنیوں تک لے جائیں اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے حرکت دیں۔

(ابوداؤد، ج:۱،ص:۱۹)

انگوٹھی پہنی ہو یا چھلا وغیرہ عورت نے پہن رکھا ہو تو خوب ہلائیں کہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے پھر ایک بار تمام سر کا مسح کریں۔ (شامی، ج:۱،ص:۲۴۳)

پھر کان کا مسح کریں۔ (نسائی، ج:۱،ص:۲۹، شامی، ج:۱،ص:۲۴۳)

اندر کان کا مسح شہادت کی انگلی سے اور باہر کان کا مسح انگوٹھوں سے کریں پھر انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کریں۔ (مراقی، ج:۱،ص:۳۱)

لیکن حلق کا مسح نہ کریں کہ یہ منع ہے پھر سیدھے پاؤں کو ٹخنوں سمیت تین مرتبہ دھوئیں پھر الٹے پاؤں کو دھوئیں۔ (شامی، ج:۱،ص:۲۱۱)

اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کریں اور الٹے پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کریں سیدھے ہاتھ سے پانی ڈالیں اور الٹے ہاتھ سے پاؤں ملیں پھر وضو ختم ہونے پر آسمان کی طرف منہ کر کے کلمہ شہادت پڑھیں اور یہ دعا پڑھیں۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

اے اللہ! آپ پاک ہیں اور میں آپ کی تعریف کرتا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف آپ ہی معبود ہیں اور میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اور پھر میں آپ کے

سامنے توبہ کرتا ہوں۔

وضو کے درمیان میں کسی جگہ یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ معاف فرما اور میرے لئے میرے گھر میں وسعت پیدا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھیں کہ احادیث میں اس کی بڑی فضیلت ہے پورے اہتمام سے طریقہ مذکورہ کے مطابق وضو کریں چند بار کرنے سے سہولت اور پھر انشاء اللہ عادت ہو جائے گی۔ (شامی و عالمگیری)

تحیۃ الوضو سے جنت واجب:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور خوب سنوار کر اچھا وضو کرے، پھر کھڑا ہو کر دل اور منہ سے (ظاہری و باطنی طور پر) متوجہ ہو کر دو رکعت نماز (نفلی) پڑھے، تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے''۔ (مسلم)

وضو کب فرض ہے؟

وضو ہر نماز کے لئے فرض ہے خواہ وہ نفل ہو یا سنت یا واجب ہو یا فرض یا جنازہ کی نماز ہو یا سجدۂ تلاوت۔ (درمختار جلد نمبر ۱)

وضو کب واجب ہے؟

وضو خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لئے اور قرآن کریم چھونے کے لئے واجب ہے۔
(درمختار جلد نمبر ۱)

وضو ان چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

۱۔ پیشاب، پاخانہ یا ان دونوں راستوں سے کسی بھی چیز کا نکلنا جیسے منی، مذی، ہوا، کیڑا، کنکری البتہ اگر آگے کے راستے سے ہوا نکلے جیسا کہ بعض مرتبہ بیماری میں ایسا ہوتا ہے تو اس سے

وضو نہ ٹوٹے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ)

۲۔ جسم کے کسی حصے سے خون یا پیپ زخم کے منہ سے نکل کر بہہ جانا، لہذا اگر زخم کے منہ پر ہی خون ہے اور بہا نہیں ہے تو اس سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ (درمختار جلد نمبر ۲)

۳۔ منہ بھر کر قے ہو اور اس میں کھانا یا پانی نکلے اور منہ بھر کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے رکے اگر صرف بلغم نکلے تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ (کبیری صفحہ ۱۲۷)

۴۔ بیماری یا کسی وجہ سے بے ہوش ہو جائے یا کسی چیز کے کھانے کی وجہ سے اتنا نشہ ہو جائے کہ قدم اِدھر اُدھر ڈگمگاتے ہیں تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (درمختار صفحہ ۹۷)

۵۔ بالغ آدمی کا رکوع اور سجدہ والی نماز میں اتنے زور سے ہنسنا کہ آواز خود بھی سن لے اور پاس والے بھی سن لیں لہذا بچہ کے ہنسنے سے یا سجدۂ تلاوت و نمازِ جنازہ میں ہنسنے سے یا ہلکی آواز سے ہنسنے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔ البتہ نماز یا سجدۂ تلاوت ٹوٹ جائے گا

(کبیری صفحہ ۱۳۹ و عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۹)

۶۔ لیٹے لیٹے سونا یا بیٹھے ہوئے نیند کا ایسا ہونا کہ فوراً آنکھ نہ کھلے یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر اس طرح سونا کہ اگر وہ ٹیک ہٹا دیا جائے تو وہ گر پڑے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اس طرح نہ ہو حتیٰ کہ اگر لیٹ کر جھونکے آ رہے ہیں اور قریب بیٹھنے والوں کی باتوں کو سن رہا ہے تو اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ (ھندیہ طحطاوی صفحہ ۵)

وضو کے بعد ناخن کاٹنے کا حکم:

وضو کے بعد ناخن کاٹنے یا صرف زخم کی کھال تو چ ڈالنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور نہ اتنی جگہ کو پھر تر کرنے کا حکم ہے۔ (کبیری صفحہ ۱۴۲)

وضو کے بعد بلغم نکلنے حقہ وغیرہ پینے کا حکم:

بلغم نکلنے حقہ اور سگریٹ پینے نسوار کھانے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۱۱۲ ج ۱)

معذور کے وضو کا حکم

معذور بننے کی شرط:

شریعت میں معذور ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جس کو (پیشاب کے قطرے کی بیماری ہو یا دست لگے ہوں یا اس کی ہوا نکلتی ہو یا عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو وغیرہ) کوئی بھی ایسی بات پائی جاتی ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے پہلی دفعہ جب یہ عذر لاحق ہو جائے اور اس کا یہ عذر پورے نماز کے وقت میں پایا جائے اس طور سے کہ پورے وقت میں اتنی مہلت بھی نہ ملے کہ وضو کر کے فرض نماز بغیر اس حدث کے (یعنی بیماری کے جو وضو کو توڑنے والی ہے) ادا کر سکے۔ شرعاً معذور بننے کے لئے یہ شرط ہے۔ اگر پورا وقت ایسا نہ گزرے اور درمیان میں وہ عذر اتنی دیر کے لئے بند ہو جائے تو وہ معذور نہ بنے گا اور اس بیماری سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

اور معذور کے باقی رہنے کیلئے پورے نماز کے وقت میں ایک دفعہ اس عذر کا پایا جانا ضروری ہے اگر پورا وقت گزر گیا اور وہ عذر نہیں پایا گیا تو اب وہ معذور نہ رہے گا۔

معذور کا شرعاً حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے جب تک وہ وقت رہے گا اس عذر کی وجہ سے جس سے وہ معذور بنا ہے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا اور جو فرض، نفل جو نماز چاہے اس وضو سے پڑھ لے۔ (الدر المختار صفحہ ۳۱۴ جلد ۱)

جب وقت نکل جائے گا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (الدر المختار ج ۱ ص ۳۱۵)

اور معذور کا یہ حکم اس وقت ہوگا یعنی عذر سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا جبکہ اسکا یہ عذر اور بیماری پورے نماز کے وقت میں ایک دفعہ پائی جائے اور پھر وضو کرے اب تو دوبارہ اس بیماری سے وضو نہ ٹوٹے گا اسی طرح کوئی اور بات وضو کو توڑنے والی نہ پائی جائے اگر اس نے اپنی بیماری کے پائے جانے کی وجہ سے ایک دفعہ وضو کیا اور پھر کوئی دوسری بات وضو کو توڑنے والی پائی گئی ہے مثلاً اس کو قطرے کی بیماری تھی اور ریح خارج ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دو باتیں ہوئیں:

(۱) اگر اس نے کسی اور بات مثلاً ہوا نکلنے کی وجہ سے وضو کیا اور اس کی بیماری یعنی قطرے

کی وجہ سے وضو نہ کیا پھر اس کی بیماری یعنی قطرے نکل گئے تو بھی وضو ٹوٹ گیا اب اس قطرے کی وجہ سے وضو کرنے کے بعد دوبارہ قطرے نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا۔

(۲) اگر قطرے کی وجہ سے وضو کیا جس کی بیماری تھی مگر پھر اس کی ہوا نکل گئی یا خون بہہ گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا (تلخیص العبارۃ من الدر المختار صفحہ ۲۱۹ جلد ۱)۔

معذوری کے پیشاب وخون کپڑے پر لگ جانے کا حکم:

اگر شرعاً معذور کا پیشاب جس کو قطرے کی بیماری تھی یا خون جس کے زخم سے بہہ رہا ہو نماز کے وقت کپڑے پر لگا ہوا ہے تو اندازہ لگا لے کہ اگر نماز سے فارغ ہونے تک دوبارہ لگ جائے گا تو دھونا واجب نہیں اگرچہ وہ درہم کی مقدار سے زیادہ ہو جائے اور اگر اتنا نہ ہو بلکہ اس کو دھو کر نماز آسانی کے ساتھ پڑھی جاسکے اور دوبارہ نہ نکلے تو پھر اس کو دھونا پڑے گا اسی پر فتویٰ ہے۔ (الدر المختار صفحہ ۳۱۵ جلد ۱)

پیشاب وغیرہ سے کپڑا پاک کرنے کا طریقہ:

پیشاب کی طرح کوئی ایسی نجاست کپڑے پر لگ گئی ہو جو نظر نہیں آتی تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ خوب زور لگا کر نچوڑے یہاں تک کہ پانی کا بہنا بند ہو جائے اور اس میں ہر نچوڑنے والے کی طاقت کا اعتبار ہے۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۹۲)

فائدہ: بعض لوگ قطرے نکلنے کے بعد اس طرح پاک کرنے کے بجائے صرف گیلا ہاتھ اس ناپاک جگہ پر لگا دیتے ہیں اس طرح وہ ناپاکی اور پھیل جاتی ہے اور کپڑا پاک نہیں ہوتا چونکہ اس طرح تمام دھاگوں میں سے پانی کا گزرنا شرط ہے۔

مسئلہ: پیشاب یا خون یا بہنے والی کوئی گندگی کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بغیر پاک کئے نماز درست نہ ہوگی جب کہ پاک کرنے پر قدرت ہو۔ (مراقی صفحہ ۸۹)

اور معاف ہونے سے مراد یہ ہے کہ نماز کا فرض ادا ہو جائے گا یہ مطلب نہیں کہ مکروہ بھی نہ ہوگی۔ (البحر الرائق صفحہ ۲۲۸ جلد ۱)

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

کس قسم کے موزوں پر مسح درست ہے؟

واضح رہے کہ عربی میں دو لفظ استعمال ہوتے ہیں۔ (۱) خف (چمڑے کا موزا) (۲) جُراب پاؤں کے لفافے یا لباس کو کہتے ہیں چاہے سوتی ہوں یا اونی ہوں اور ٹخنوں سے اوپر تک پہنی جائیں (ذکرہ علامہ عینی والامام السیوطی فی قوۃ المغتذی والامام ابوبکر فی عارضۃ الأحوذی)۔

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا حکم:

چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے اور احادیث اس بارے میں بہت کثرت سے آئیں ہیں یہاں تک کہ کہا گیا ہے کہ جو شخص اسکو جائز نہیں سمجھتا وہ بدعتی ہے۔ لیکن جو شخص اسکو جائز تو سمجھتا ہے مگر پھر مشقت برداشت کر کے مسح نہ کرے تو اسکو اجر ملے گا۔

(ھدایہ ص ۵۷)

جرابوں پر مسح کرنے کا حکم:

جراب پر مسح کرنا درست نہیں ہے البتہ اگر ان پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا صرف نیچے چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا وہ اتنے سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور انکو پہن کر تین چار میل پیدل بھی چل سکتے ہوں تو ان صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔ (الدر بحذف ص ۲۷۵ ج ۱)

مسح کے صحیح ہونے کی شرائط:

۱۔ موزہ اتنا بڑا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپ جائیں۔ (الدر ص ۲۶۹)

۲۔ کامل طہارت کی حالت میں (وضو کر کے) موزے پہنے ہوں اور (غسل کی بھی حاجت نہ ہو)

۳۔ موزے کے اوپر کی طرف مسح کرے موزے کے نیچے اور دائیں بائیں مسح درست نہ ہوگا۔

(ھدایہ ص ۵۸)

مسح کرنے کا طریقہ:

ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے موزے کے اگلے حصہ پر رکھے (صرف انگلیاں رکھے اور ہتھیلی اوپر

کی طرف اٹھا کر رکھے پھر ان کو کھینچ کر پنڈلی تک لے جائے اور اگر انگلی کے ساتھ ہتھیلی کو بھی رکھ دے اور پورا ہاتھ تر کرکے پنڈلی تک کھینچ لے تو بھی درست ہے۔ (منیہ ص ۴۰)

واضح رہے کہ فرض مقدار صرف تین انگلیوں کے بقدر ہے۔ (منیہ ص ۴۰)

مسح صرف وضو کرتے وقت ہو سکتا ہے:

جس پر غسل واجب ہے اس کیلئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں۔ (ھدایہ ص ۷۹ ج ۱)

مسح کی مدت کا بیان:

مقیم کیلئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کیلئے تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے اور جب سے وضو ٹوٹے گا اس کے بعد سے مدت کی ابتداء ہوگی۔ (ھدایہ ص ۷۷)

مسح جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

۱۔ جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں ان سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ (ھدایہ ص ۵۹ ج ۱)

۲۔ اسی طرح مدت کے پورا ہونے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے اگر اسکی مدت پوری ہوگئی یا اس نے موزے اتار دیئے اور اسکا وضو ہے تو صرف پاؤں دھولے اور دوبارہ موزے پہن لے اس پر پورے وضو کا لوٹانا ضروری نہیں ہے۔ (ھدایہ ص ۶۰ ج ۱)

۳۔ موزے کے اندر پانی چلے جانے سے اور آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہے (دروشامی ص ۲۰۵)

۴۔ ایک موزے کے اندر پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹن ہوجانے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے اور اس سے کم پھٹن ہو تو مسح جائز ہے (ھدایہ ص ۵۹ ج ۱)

برقعوں اور دستانوں پر مسح کرنے کا مسئلہ:

برقعوں اور دستانوں پر مسح جائز نہیں۔

غسل کا مسنون طریقہ

جب کبھی کوئی غسل کرنا ہو خواہ فرض ہو یا سنت یا مستحب پہلے دنوں ہاتھ پہنچوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر بدن پر جس جگہ ناپاکی لگی ہو تو اس کو تین مرتبہ پاک کرے پھر چھوٹا اور بڑا استنجا کرے (خواہ ضرورت ہو یا نہ ہو) اس کے بعد مسنون طریقہ پر وضو کرے پھر پانی سر پر ڈالے پھر دائیں کندھے پر پھر بائیں کندھے پر اتنا پانی ڈالے کہ سر سے پاؤں تک پہنچ جائے تین دفعہ اس طرح کرے اور اچھی طرح ملے۔ (الدر مختار، ج ا،ص ۱۵۷ طسعید)

نوٹ: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضو کے دوران اچھی طرح ہو۔

(نسائی، ج:ا،ص:۵۰) (شامی، ج:ا،ص:۲۹۲)

غسل کے بعد بدن کو پونچھنا:

غسل کے بعد بدن کسی کپڑے سے پوچھنا اور نہ پوچھنا دونوں سنت سے ثابت ہے لہٰذا جس طرح بھی کریں سنت ہونے کی نیت کرلیں۔

(نسائی، ج:ا،ص:۳۱) (ترمذی، ج:ا،ص:۱۸) (مشکوٰۃ)

ناپاکی کی حالت میں ان باتوں سے پرہیز کیا جائے:

جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہونا، خانہ کعبہ کا طواف کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا حرام ہے مسجد میں اگر حاجت پیش آجائے تو فوراً تیمّم کرکے مسجد سے باہر نکل جائے اگر سخت مجبوری مثلاً دشمن کے خوف وغیرہ کی وجہ سے مسجد میں ٹھہرنا پڑے تو تیمّم کرنا واجب ہے۔

(الدر المختار: ج ا،ص ۱۷۲ طسعید،)

تیمّم کا بیان

لغت میں تیمّم کے معنیٰ قصد کے ہیں۔ اصطلاحِ شرع میں پانی نہ ملنے کی حالت میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کر کے اسے ہاتھوں اور منہ پر ملنا تیمّم کہلاتا ہے۔

جنابت کی حالت میں تیمّم:

حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب نماز سے پھرے، تو اچانک آپ کی نظر ایک آدمی پر پڑی جو لوگوں سے الگ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز (بھی) نہ پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس سے) فرمایا: ''اے فلاں! لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ اس نے کہا: مجھے جنابت لاحق ہے اور پانی نہ مل سکا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر مٹی لازم ہے کیونکہ وہ (تیمّم کے لئے) کافی ہے''۔ (متفق علیہ)

احتلام میں تیمّم اور زخموں پر مسح:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا اور اس کے سر میں زخم کر ڈالا، پھر اس کو احتلام ہو گیا (جس سے غسل کرنے کی حاجت ہوئی) اس نے اپنے رفقاء سے دریافت کیا کہ کیا آپ میرے لئے شریعت میں تیمّم کی رخصت پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم تمہارے لئے کوئی رخصت نہیں پاتے (کیونکہ) تم پانی پر قادر ہو، یعنی پانی موجود ہے پھر تیمّم کیسا۔ پھر اس زخمی نے نہالیا اور مر گیا، جب ہم لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے اسے مار ڈالا، اللہ انہیں غارت کرے، جب وہ خود (مسئلہ) نہیں جانتے تھے، تو پوچھا کیوں نہیں؟ کیونکہ مرضِ نادانی کی شفا سوال ہے، اس کے لئے تو بس اتنا ہی کافی تھا کہ تیمّم کر لیتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھ لیتا، اور اس پر مسح کر لیتا، پھر اپنا باقی بدن دھو ڈالتا''۔ (ابوداؤد)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہو جائے، اور غسل کرنا (خاص کر سردیوں میں) اس کے لئے مرض کو پیدا کرنے والا ہو یا مرض کے بڑھنے کا سبب دکھائی

دے اور گرم پانی کا انتظام بھی نہ ہو سکے تو اسے تیمّم کر کے نماز پڑھ لینی چاہئے، نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ زخموں اور پھوڑوں وغیرہ کی پٹی پر مسح کر لینا درست ہے۔ اور محتلم، حائض اور نفاس والی عورتیں بھی بوقتِ ضرورت تیمّم کر کے نماز وغیرہ پڑھ سکتی ہیں۔ اس لئے کہ تیمّم عذر کی حالت میں وضو اور غسل دونوں کے قائم مقام ہے۔

تیمّم کا مسنون طریقہ:

صحیح بخاری میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر کی حالت میں جنبی ہو گیا، اور پانی نہ ملنے کے وجہ سے خاک پر لوٹا اور نماز پڑھ لی، پھر (سفر سے واپس آکر) یہ حال رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**انما کان یکفیک هکذا فضرب النبی ﷺ بکفیه الارض ونفخ فیهما ثم مسح بهما وجهه وکفیه**" "تمہارے لئے اس طرح کر لینا کافی تھا۔ پھر نبی ﷺ نے اپنی دونوں ہتھیلیاں زمین پر ماریں اور ان میں پھونک مارا، پھر اس سے اپنے چہرۂ مبارک اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کیا"۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ کے کر کے دکھائے ہوئے طریقۂ تیمّم سے معلوم ہوا کہ تیمّم کرنے والے کو (طہارت کی نیت کر کے بسم اللہ پڑھ کر) دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارنے چاہئیں، پھر پھونک کر مُنہ پر ملے، اور پھر دونوں ہاتھوں پر، بس تیمّم ہو گیا۔ قرآن مجید کے حکم: فتیمموا صعیدا طیبا کی رو سے تیمّم پاک مٹی سے کرنا چاہئے۔ ایک تیمّم سے وضو کی طرح کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ تیمّم کرنے والا پورا پورا وضو کرنے والے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ (منیہ ص۲۲ بحذف)

تیمّم کے صحیح ہونے کی شرائط:

پہلی شرط یہ ہے کہ وضو یا غسل کی نیت ہو اگر نیت نہ ہوگی تو پاکی نہ ہوگی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) اوّل یہ کہ پانی ہی نہ ہو، اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ (ا) وہ شخص آبادی سے دور ہو اور وہاں کوئی انسان بھی نہ ہو جو پانی کا پتہ بتلائے تو تیمّم کرنا درست ہے اور اگر کوئی سچا آدمی پانی کا پتہ بتلا دے یا کسی علامت وغیرہ سے گمان ہے کہ ایک میل کے اندر جو 1.60 کلومیٹر بنتا ہے کہیں پانی

ہے تو اتنا تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو تو پھر تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے (بدائع، ج ا ص ۴۶، ط سعید)۔

اور اگر یقین ہو جائے کہ پانی ایک میل کے اندر ہے تو بھی وضو کرنا اور پانی کا لانا واجب ہے غرض اگر اس کے اور پانی کے درمیان ایک میل کی مسافت ہو تو تیمم کرنا درست ہے چاہے وہ شرعاً مسافر ہو یا شہر سے تھوڑا دور جانے کے لئے نکلے

(۲) دوسرا یہ کہ پانی تو موجود ہے مگر یا تو مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو یا وضو اور غسل کرنے سے ٹھنڈک کی وجہ سے جان چلی جانے کا خوف ہو یا بیماری بڑھ جانے کا خوف ہو یا دیر سے ٹھیک ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کرنا درست ہے (هدایہ صفحہ ۵۲ جلد ۱)۔

لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرے اور گرم پانی نقصان نہ کرے اور وہ دستیاب ہو سکتا ہو یا خریدا جا سکتا ہو تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے (عالمگیری صفحہ ۷ جلد ۱)۔

(۳) یا کنواں تو موجود ہے مگر ڈول یا رسی نہ ہو نہ کسی سے مانگی جا سکتی ہو یا ریل سے اترنے کی صورت میں ریل گاڑی کے چلنے کا خوف ہو یا کسی دشمن یا سانپ وغیرہ کے نقصان کا خوف ہو تو بھی ان تمام صورتوں میں تیمم کی اجازت ہے۔ (منیہ ص ۲۰ الدر المختار صفحہ ۲۳۹ جلد ۱)

اسی طرح اگر پانی پاس موجود ہے لیکن اگر اس سے وضو کیا جائے تو پینے کے لئے نہ بچے اور جان جانے کا خوف ہو تو بھی تیمم کرنا درست ہے (منیہ صفحہ ۲۶)۔

کن چیزوں سے تیمّم درست ہے؟

(۱) پاک زمین (۲) جو چیز زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی، ریت، سرمہ، چونہ، اور پتھر (اگر چہ اس پر بالکل گرد و غبار نہ ہو حتیٰ کہ اگر دھلا ہوا بھی ہو تب بھی اس سے تیمم کرنا درست ہے) (منیہ صفحہ ۲۷ والدر المختار صفحہ ۲۴ جلد ۱)۔

اسی طرح لال مٹی وغیرہ سے تیمّم درست ہے۔

کن چیزوں سے تیمّم درست نہیں ہے:

جو چیز زمین کی جنس سے نہ ہو جیسے سونا، چاندی، گیہوں، لکڑی، اناج، کپڑا وغیرہ ان سے تیمم درست نہیں، لیکن اگر ان چیزوں پر اتنی گرد و غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے اڑے اور ہتھیلیوں پر لگ

جائے تو تیمم درست ہے (منیہ صفحہ ۲۷)

زمین کی جنس سے ہونے اور نہ ہونے کی پہچان:

جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ مٹی اور زمین کی جنس سے ہے اور اس پر تیمم کرنا درست ہے اور جو جل جائے یا راکھ ہو جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں اور اس پر تیمّم کرنا درست نہیں۔ (شامی صفحہ ۲۴۲ جلد ا عالمگیری ص ۲۱ ج ا)

تیمّم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے:

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان چیزوں سے تیمّم بھی ٹوٹ جائے گا اسی طرح پانی کے استعمال پر قدرت ہو جائے وضو کا ہو یا غسل کا یا پانی قریب رہ جائے ایک میل سے اس سے بھی تیمّم ٹوٹ جائے گا، شرط یہ ہے کہ پانی کے استعمال پر قدرت ہو۔

(الدر مختار و شامی ص ۲۶۴ ج ا)

نماز کا مسنون طریقہ

بارگاہِ لم یزل میں حاضری:

نماز بارگاہِ لم یزل کی حاضری کا نام ہے۔ ابنِ ماجہ کے اندر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں رسولِ اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے کو رب کے ساتھ سرگوشی کرنا فرمایا ہے، تو گویا نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرنا ہے۔

آپ یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ کوئی شخص جب اپنے سے بڑے صاحبِ اوصاف انسان کی ملاقات کو جاتا ہے تو تہذیب و شائستگی اور آدب و احترام کو ضرور ملحوظ رکھتا ہے۔ اگر کسی حاکم کے ہاں جانا ہو تو پیشی کے آداب و قواعد کی پابندی کا التزام کیا جاتا ہے۔ کمرۂ عدالت میں پہنچ کر بے ضابطہ کارروائی کرنا توہینِ عدالت کے مترادف ہے۔ جب تمام امورِ دُنیا کی حسین و صحیح انجام پذیرائی ان کے مقررہ قواعد و ضوابط کی پابندی پر منحصر ہے، تو کیا احکم الحاکمین کے دربار کی حاضری کے لئے نمازی کے واسطے کوئی قواعد و اصول نہیں ہیں؟ کیوں نہیں! ضرور ہیں اور ان کا

التزام قبولِ نماز کے لئے شرط ہے۔

دربارِ الٰہی کی حاضری کے لئے صفائی، ستھرائی اور طہارت کے مسائل تو آپ پڑھ چکے ہیں اور وضو کی تکمیل بھی ہو چکی ہے۔ اب بارگاہِ الٰہی کی حضوری کے اصول وقواعد اور مکالمے، مخاطبے کے آداب وشرائط اللہ کے سچے رسول محمد ﷺ سے سیکھنے چاہئیں۔ جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "صلوا کما رایتمونی اُصلی" ''نماز پڑھو (اس طرح) جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو'' (بخاری)

پس ثابت ہوا کہ نماز رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور نمونے کے مطابق ہونی چاہئے۔ ہم جس قدر نماز کو زیادہ سنوار کر بڑے اطمینان اور آرام سے خاص محبت اور پیار سے، رسول اکرم ﷺ کی تمام سنتوں سے مزین اور آراستہ کر کے پڑھیں گے اتنی ہی زیادہ مقبول ومنظور ہوگی اور اللہ کو اتنا ہی زیادہ خوش کرے گی۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وما اتاکم الرسول فخذوہ" ''اور رسول اللہ ﷺ تمہارے عمل کے لئے جو (طریقہ) تم کو دیں، پس اس کو اختیار کرو''۔ (الحشر: ۷)

اب ہم آپ کو رسول اللہ ﷺ کی نماز کا طریقہ بتاتے ہیں اور تمام بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیارے رسول پاک ﷺ کی نماز کے طریقے کے مطابق نماز پڑھا کریں۔

نماز شروع کرنے سے پہلے:

یہ باتیں یاد رکھئے اور ان پر عمل کا اطمینان کر لیجئے

۱۔ آپ کا رخ قبلے کی طرف ہونا ضروری ہے۔ کل ۹۰ ڈگری جہتِ قبلہ ہے نقطہ مغرب سے ۴۵ ڈگری دائیں بائیں۔

۲۔ آپ کو سیدھا کھڑے ہونا چاہئے (ترمذی) اور آپ کی نظر سجدے کی جگہ پر ہونی چاہئے۔ گردن کو جھکا کر ٹھوڑی سینے سے لگا لینا بھی مکروہ ہے، اور بلاوجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں۔ اس طرح سیدھے کھڑے ہوں کہ نظر قصداً سجدے کی جگہ پر رہے۔ (بیہقی) تبعًا آگے بھی جاسکتی ہے۔

۳۔ آپ کے پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلے کی جانب رہے، اور دونوں پاؤں سیدھے قبلہ رخ رہیں، (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلافِ سنت ہے) دونوں پاؤں قبلہ رخ ہونے چاہئیں۔ (بخاری)

صحیح طریقہ

غلط طریقہ

۴۔ دونوں پاؤں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے۔

۵۔ اگر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں تو آپ کی صف سیدھی رہے، صف سیدھی کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی دونوں ایڑھیوں کے آخری سرے صف یا اس کے نشان کے آخری کنارے پر رکھ لے۔ اس طرح:

۶۔ جماعت کی صورت میں اس بات کا بھی اہتمام کرلیں کہ دائیں بائیں کھڑے ہونے والوں کے بازوؤں کے ساتھ آپ کے بازو ملے ہوئے ہیں اور بیچ میں کوئی خلا نہ رہے۔ لیکن خلا کو پُر کرنے کے لئے اتنی تنگی بھی نہ کی جائے کہ اطمینان سے کھڑا ہونا مشکل ہوجائے۔

۷۔ اگر اگلی صف بھر چکی ہو تو نئی صف بیچ میں سے شروع کی جائے، دائیں یا بائیں کنارے سے نہیں۔ پھر جو لوگ آئیں، وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ صف دونوں طرف سے برابر رہے۔

۸۔ پاجامے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہر حالت میں ناجائز ہے، ظاہر ہے کہ نماز میں اس کی برائی اور بڑھ جاتی ہے، لہٰذا اس کا اہتمام کرلیں کہ پاجامہ ٹخنے سے اونچا رہے۔

۹۔ ہاتھ کی آستینیں پوری طرح ڈھکی ہوئی ہونی چاہئیں، صرف ہاتھ کھلے رہیں، بعض لوگ آستینیں چڑھا کر نماز پڑھتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں ہے۔

۱۰۔ ایسے کپڑے پہن کر نماز میں کھڑے ہونا مکروہ ہے جنہیں پہن کر انسان لوگوں کے سامنے نہ جاتا ہو۔

۱۱۔ نماز سے پہلے ٹوپی پہن لیں۔ اگر سستی کی وجہ سے ٹوپی نہ پہنی تو نماز مکروہ ہوگی، اور ثواب میں کمی آجائے گی۔

نماز شروع کرتے ہوئے:

۱۔ دل میں نیت کرلیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

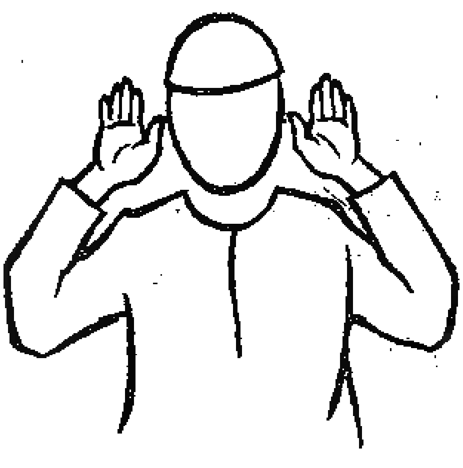

۲۔ ہاتھ کانوں تک اٹھائیں (مسلم، ابوداؤد) اس طرح کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو (مجمع الزوائد) اور انگوٹھوں کے سرے کان کی لو سے یا تو بالکل مل جائیں، یا اس کے برابر آجائیں (مستدرک حاکم و مسلم) اور باقی انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں، لیکن انگلیاں درمیانی حالت پر کھلی رہیں نہ بالکل ملی ہوں نہ بہت کشادہ (ترمذی و بیہقی) بعض لوگ ہتھیلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنے کے بجائے کانوں کی طرف کرلیتے ہیں۔ بعض لوگ کانوں کو ہاتھوں سے بالکل ڈھک لیتے ہیں۔

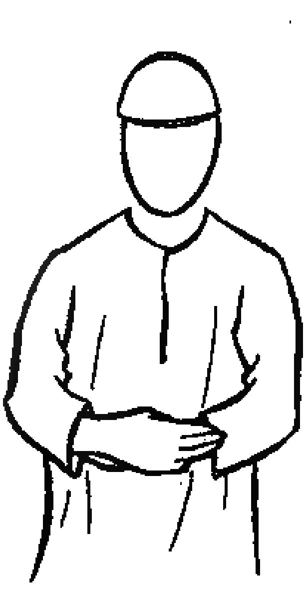

بعض لوگ ہاتھ پوری طرح کانوں تک اٹھائے بغیر ہلکا اشارہ کردیتے ہیں۔ بعض لوگ کان کی لو کو ہاتھوں سے پکڑ لیتے ہیں۔

یہ سب طریقے غلط اور خلافِ سنت ہیں، ان کو چھوڑنا چاہئے۔

۳۔ مذکورہ بالا طریقے پر ہاتھ اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہیں، (ترمذی) (شامی ج:۲، ص:۱۲۸) پھر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں پہنچے کے گرد حلقہ بنا کر اسے پکڑلیں اور باقی تین انگلیوں کو بائیں ہاتھ کی پشت پر پھیلادیں اس طرح کہ

تینوں انگلیوں کا رخ کہنی کی طرف رہے۔

۴۔ دونوں ہاتھوں کو ناف سے ذرا سا نیچے رکھ کر مذکورہ بالا طریقے سے باندھ لیں۔ (مسند احمد)

کھڑے ہوتے وقت:

۱۔ اگر اکیلے نماز پڑھ رہے ہوں یا امامت کر رہے ہوں تو پہلے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ، (ترمذی ونسائی) پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الخ اور بِسْمِ اللّٰہِ الخ پڑھیں (مسلم) اور آہستہ آواز سے یہ پڑھ کر پھر سورہ فاتحہ پڑھیں، سورۃ فاتحہ کے بعد آہستہ آواز سے اٰمین کہیں۔ (بخاری) پھر کوئی اور سورۃ پڑھیں (مسلم، مجمع الزوائد، شامی ج:۲ ص:۱۳۳)، اور اگر کسی امام کے پیچھے ہوں تو صرف سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ الخ، پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرات کو دھیان لگا کر سنیں، اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورہ فاتحہ کا دھیان کیے رکھیں۔

۲۔ نماز میں قرات کے لئے یہ ضروری ہے کہ زبان اور ہونٹوں کو حرکت دے کر قرات کی جائے، بلکہ اس طرح قرات کی جائے کہ خود پڑھنے والا اس کو سن سکے۔ بعض لوگ اس طرح قرات کرتے ہیں کہ زبان اور ہونٹ حرکت نہیں کرتے یہ طریقہ درست نہیں، بعض لوگ قرات کے بجائے دل ہی دل میں الفاظ کا تصور کر لیتے ہیں اس طرح بھی نماز نہیں ہوتی۔

۳۔ جب خود قرات کر رہے ہوں تو سورہ فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ آیت پر رک کر سانس توڑ دیں، پھر دوسری آیت پڑھیں، کئی کئی آیتیں ایک سانس میں نہ پڑھیں۔ مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر سانس توڑ دیں، پھر، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر پھر، مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر اس طرح پوری سورہ فاتحہ پڑھیں، لیکن اس کے بعد کی قرات میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیتیں بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔

۴۔ بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دیں، جتنے سکون کے ساتھ کھڑے ہوں، اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر کھجلی وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی صرف سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔

۵۔ جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے نماز کے آداب کے خلاف ہے۔ اس سے پرہیز کریں۔ یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیں، یا ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔

۶۔ جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں۔
۷۔ ڈکار آئے تو ہوا کو پہلے منہ میں جمع کر لیا جائے، پھر آہستہ سے بغیر آواز کے اسے خارج کیا جائے۔ زور سے ڈکار لینا نماز کے آداب کے خلاف ہے۔
۸۔ کھڑے ہونے کی حالت میں نظریں سجدے کی جگہ پر رکھیں، ادھر ادھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

رکوع کی حالت میں:

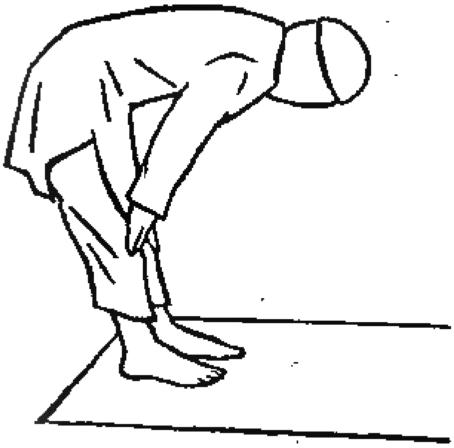

رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خاص خیال رکھیں:
۱۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جائیں (مسلم)، اپنے اوپر کے دھڑ کو اس حد تک جھکائیں کہ گردن اور پشت تقریباً ایک سطح پر آجائیں نہ اس سے زیادہ جھکیں، نہ اس سے کم۔ (ترمذی)
۲۔ رکوع کی حالت میں گردن کو اتنا نہ جھکائیں کہ ٹھوڑی سینے سے ملنے لگے، اور نہ اتنا اوپر رکھیں کہ گردن کمر سے بلند ہو جائے بلکہ گردن اور کمر ایک سطح پر ہو جانی چاہئیں۔
۳۔ رکوع میں پاؤں سیدھے رکھیں، ان میں خم نہ ہونا چاہئے۔ (مسلم)
۴۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں یعنی ہر دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہو، (صحیح ابنِ حبان) اور اس طرح دائیں ہاتھ سے دائیں گھٹنے کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں گھٹنے کو پکڑ لیں۔ (ترمذی)
۵۔ رکوع کی حالت میں کلائیاں اور بازو سیدھے تنے ہوئے رہنے چاہئیں، ان میں خم نہیں آنا چاہئے۔
۶۔ کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہا جاسکے۔ (ترمذی)
۷۔ رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔
۸۔ دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہئے، اور دونوں پاؤں کے ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل رہنے چاہئیں۔

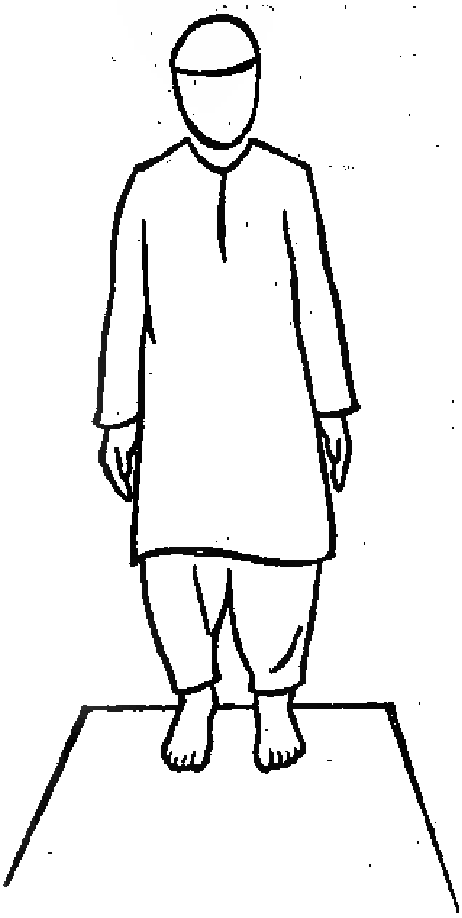

رکوع سے اس طرح کھڑے ہوں:

۱۔ رکوع سے کھڑے ہوتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے (ترمذی) اتنے سیدھے ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔ (بخاری ومسلم)

۲۔ اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہئے۔ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد پڑھے (ترمذی) یا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ (بخاری) یا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّبًا مُبَارَکاً فِیْہِ (بخاری)

۳۔ بعض لوگ کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہونے کے بجائے کھڑے ہونے کا صرف اشارہ کرتے ہیں، اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے کے لئے چلے جاتے ہیں، ان کے ذمے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں، جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے سجدے میں نہ جائیں۔

سجدے میں جاتے وقت:

سجدے میں جاتے وقت اس طریقے کا خیال رکھیں کہ:

۱۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہتے ہوئے سجدہ میں جائے (بخاری) سب سے پہلے گھٹنوں کو خم دے کر انہیں زمین کی طرف اس طرح لے جائیں کہ سینہ آگے کو نہ جھکے، جب گھٹنے زمین پر ٹک جائیں، اس کے بعد سینے کو جھکائیں۔

۲۔ جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک اوپر کے دھڑ کو جھکانے سے حتی الامکان پرہیز کریں۔

آج کل سجدے میں جانے کے اس مخصوص ادب سے بے پرواہی بہت عام ہوگئی ہے، اکثر لوگ شروع سے سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جاتے ہیں، لیکن صحیح طریقہ وہی ہے جو نمبر (۱) اور نمبر (۲) میں بیان کیا گیا، بغیر کسی عذر کے اس کو نہ چھوڑنا چاہئے۔

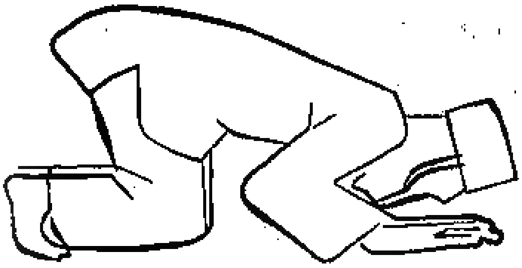

(۳) گھٹنوں کے بعد پہلے ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

(ترمذی وشامی ج:۲، ص:۲۰۳)

سجدے میں:

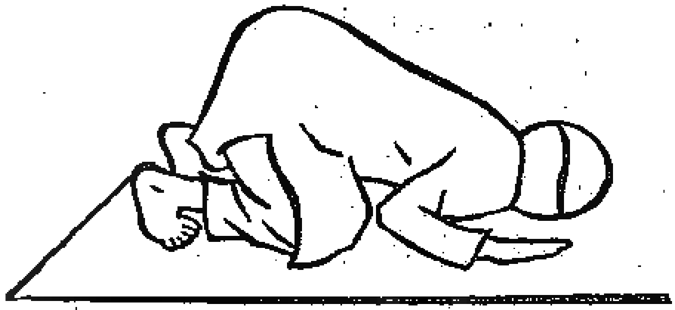

۱۔ سجدے میں سر کو دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح رکھیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے کانوں کی لو کے سامنے ہو جائیں۔ (ترمذی)

۲۔ سجدے میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند ہونی چاہئیں، یعنی انگلیاں بالکل ملی ہوئی ہوں، اور ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

۳۔ انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہونا چاہئے۔ (بخاری)

۴۔ کہنیاں زمین سے اٹھی ہونی چاہئیں، کہنیوں کو زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔ (بخاری ومسلم)

۵۔ دونوں بازو پہلوؤں سے الگ ہٹے ہوئے ہونے چاہئیں، انہیں پہلوؤں سے بالکل ملا کر نہ رکھیں۔ (مسلم)

۶۔ کہنیوں کو دائیں بائیں اتنی دور تک بھی نہ پھیلائیں جس سے برابر کے نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہو۔

۷۔ رانیں پیٹ سے ملی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں، پیٹ اور رانیں الگ الگ رکھی جائیں۔ (مسلم)

۸۔ پورے سجدے کے دوران ناک زمین پر ٹکی رہے، زمین سے نہ اٹھے۔ (بخاری)

۹۔ دونوں پاؤں اس طرح کھڑے رکھے جائیں کہ ایڑھیاں اوپر ہوں، (ترمذی) اور تمام

انگلیاں اچھی طرح مڑ کر قبلہ رخ ہوگئی ہوں۔ (بخاری) جو لوگ اپنے پاؤں کی بناوٹ کی وجہ سے پوری انگلیاں موڑنے پر قادر نہ ہوں، وہ جتنی موڑ سکیں، اتنی موڑنے کا اہتمام کریں، بلاوجہ انگلیوں کو سیدھا زمین پر ٹیکنا درست نہیں۔

۱۰۔ اس بات کا خیال رکھیں کہ سجدے کے دوران پاؤں زمین سے اٹھنے نہ پائیں، بعض لوگ اس طرح سجدہ کرتے ہیں کہ پاؤں کی کوئی انگلی ایک لمحہ کے لئے بھی زمین پر نہیں ٹکتی، اس طرح سجدہ ادا نہیں ہوتا، اور نتیجتاً نماز بھی نہیں ہوتی۔ اس سے اہتمام کے ساتھ پرہیز کریں۔

۱۱۔ سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں۔ پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھا لینا منع ہے۔ (ترمذی)

دونوں سجدوں کے درمیان کی حالت:

۱۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سجدے سے سر اُٹھائیں، ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے دو زانو سیدھے بیٹھ جائیں، پھر دوسرا سجدہ کریں، (طحطاوی ج:۱ص:۳۶۶) ذرا سا سر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہوجاتا ہے۔ اگر ۴۵ ڈگری سے کم اٹھا تو ایک سجدہ ہوا اگر زیادہ اٹھا مکمل اطمینان نہ ہوا تو لوٹانا واجب ہے۔

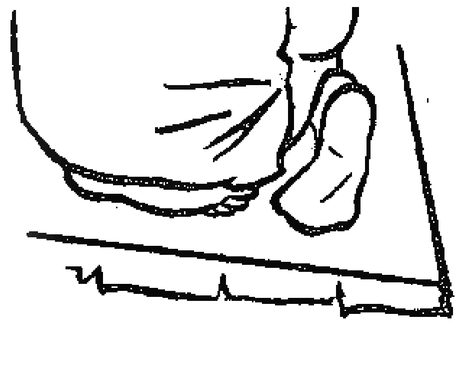

۲۔ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھیں، (مسلم) اور دایاں پاؤں اس طرح کھڑا کرلیں کہ اس کی انگلیاں مڑ کر قبلہ رخ ہوجائیں، (نسائی وطحطاوی ج:۱ص:۳۶۶) البتہ اگر انگلیاں موڑ کر پاؤں کھڑا رکھنے میں تکلیف ہو تو پاؤں لٹا دینے میں کوئی حرج نہیں بعض لوگ دونوں پاؤں کھڑے کرکے ان کی ایڑھیوں پر بیٹھ جاتے ہیں، یہ طریقہ صحیح نہیں۔

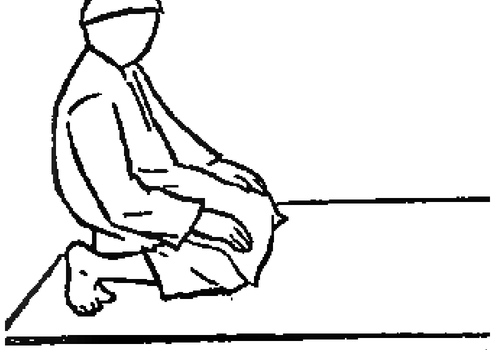

۳۔ بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہونے چاہئیں، مگر انگلیاں گھٹنوں کی طرف لٹکی

ہوئی نہ ہوں، بلکہ انگلیوں کے آخری سرے گھٹنے کے ابتدائی کنارے تک پہنچ جائیں۔
(مسلم وطحطاوی ج:۱ص:۳۶۶)

۴۔ بیٹھنے کے وقت نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔

۵۔ اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہُ کہا جاسکے اس دوران تین مرتبہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ پڑھ لیں (نسائی) یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی وَعَافِنِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ ایک مرتبہ پڑہیں۔(ترمذی) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ پڑھا جاسکے تو بہتر ہے لیکن فرض نمازوں میں یہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، نفلوں میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا:

۱۔ دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

۲۔ سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہئے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔ (بخاری ومسلم)

۳۔ سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے اور بیٹھے بغیر اٹھ جائیں۔ (مسلم)

۴۔ اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے (ترمذی) لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔

۵۔ اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں۔ (مسلم)

قعدے میں:

۱۔ قعدے میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہوگا جو سجدوں کے بیچ میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا۔ اور یہ تشہد بھی پڑھیں:

اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۝
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط (بخاری)

۲۔ التحیات پڑھتے وقت جب ''اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ'' پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں، اور ''اِلَّا اللّٰہُ'' پر گرادیں۔ (طحطاوی ج:۱، ص:۳۶۷)

۳۔ اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، (مسلم) چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کرلیں، اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلے کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہئے۔

۴۔ ''اِلَّا اللّٰہُ'' کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کرلیں، (ترمذی) لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی، اس کو آخر تک برقرار رکھیں، اور درود شریف پڑھیں (اگر آخری قعدہ ہو) ☆ **درود شریف:** اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ☆ (مسلم وطحطاوی ج:۱، ص:۳۶۹) درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ'' (بخاری)

سلام پھیرتے وقت:

۱۔ پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیریں (ترمذی) اور اس طرح کہے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' (ترمذی)، دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے بیٹھے آدمی کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔ (مسلم)

۲۔ سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں۔

۳۔ جب دائیں طرف گردن پھیر کر ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہ'' کہیں تو امام اور مقتدی یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو انسان اور فرشتے اور جنات ہیں ان کو سلام کررہے ہیں، اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف موجود انسانوں اور فرشتوں اور جنات کو سلام کرنے کی نیت کریں۔ (طحطاوی ج:۱، ص:۳۷۴) مسبوق (یعنی جس کی کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو) امام کے دوسرے سلام کا انتظار کرے۔

(مصنف عبدالرزاق) (طحطاوی ج:۱، ص:۳۷۵)

دعا کا طریقہ:

۱۔ دعا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں، دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو، نہ ہاتھوں کو بالکل ملائیں اور نہ دونوں کے درمیان زیادہ فاصلہ رکھیں۔

۲۔ دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

فرض نماز کے بعد کے سنت معمولات:

وعن ثوبان قال كان رسول الله ﷺ اذا انصرف من صلاته استغفر ثلاثا وقال.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز سے پھرتے تو تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فرماتے اور یہ پڑھتے:

ذکرِ اول:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ

(مسلم)

''اے اللہ! تو سراسر سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے۔ اے عزت وجلال اور انعام و اکرام کے مالک! تو بابرکت ہے''۔

ذکرِ دوم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد یہ پڑھے:

سبحان اللہ ۳۳ بار   الحمد للہ ۳۳ بار   اللہ اکبر ۳۳ بار

پس یہ ننانوے ہوئے، اور سو پورا کرنے کے لئے پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لئے ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگر چہ سمندر کے جھاگ کے مانند ہوں"۔
(رواہ مسلم ص۵۹۷)

ذکرِ سوم:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"امرنی رسول اللّٰہ ﷺ ان اَقْرأ بالمعوِّذات فی دُبر کل صلاۃ".

"اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں"
(رواہ ابوداود، احمد والنسائی)

ملاحظہ: معوِّذات ان سورتوں کو کہتے ہیں، جن کے شروع میں اعوذ کا لفظ ہے۔ یعنی قرآن کی آخری دو سورتیں: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ.

نوٹ: معوذات لفظ جمع ہے، اور سورتیں دو ہیں۔ معوذات اس لئے لائے ہیں کہ دو بھی اقل جمع ہے، اور بعض سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کو معوذات میں تغلیباً داخل کرتے ہیں۔ یعنی آخری دو سورتوں کو غالب کر کے چاروں کو معوذات سے تعبیر کر لیتے ہیں۔ آخری دو پڑھیں یا چاروں پڑھا کریں، دونوں طرح معوذات پر عمل ہو جائے گا۔

ذکرِ چہارم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اس منبر کے اوپر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"من قرأ آیۃ الکرسی دبرَ کل صلاۃ لم یمنعہ من دخول الجنۃ الا الموت"
(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

"جو کوئی ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے (تو) اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں روکتی"۔

مطلب یہ ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔ یعنی وقتِ مقررہ پر صرف موت آنے کی دیر ہے، جب دنیا کی زندگی موت نے ختم کی تو یہ جنت میں پہنچ گیا۔

ملاحظہ: آیۃ الکرسی قرآن مجید کی ایک آیت ہے، جو تیسرے سپارے کے دوسرے رکوع میں ہے۔ جن کو زبانی نہیں آتی، وہ اسے یاد کر لیں۔ نمازوں کے بعد دوسرے اذکار کے ساتھ اسے

بھی پڑھا کریں۔ آیۃ الکرسی کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من قرأ حین یاخذ مضجعه آمنه الله علی داره ودارجاره واهل دویرات حوله" (شعب الایمان)

"یعنی جو کوئی اسے سوتے وقت پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو اس کے ہمسایہ کے گھر کو اور اس کے ہمسایہ کے اردگرد کے گھروں کو (آفتوں اور بلاؤں سے) امن وامان دیتا ہے"۔

خواتین کی نماز:

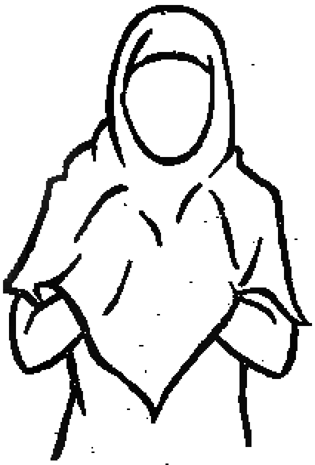

پیچھے نماز کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے، وہ مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کی نماز مندرجہ ذیل امور میں مردوں سے مختلف ہے، لہٰذا خواتین کو ان مسائل کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ خواتین کو نماز شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ ان کے چہرہ، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا تمام جسم کپڑے سے ڈھکا ہوا ہو۔

بعض خواتین اس طرح نماز پڑھتی ہیں کہ ان کے بال کھلے رہتے ہیں۔

بعض خواتین کی کلائیاں کھلی رہتی ہیں۔

بعض خواتین کے کان کھلے رہتے ہیں۔

بعض خواتین اتنا چھوٹا دوپٹہ استعمال کرتی ہیں کہ اس کے نیچے بال لٹکے نظر آتے ہیں۔

یہ سب طریقے ناجائز ہیں، اور اگر نماز کے دوران چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کا کوئی عضو بھی چوتھائی کے برابر اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہا جاسکے تو نماز ہی نہیں ہوگی اور اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی، مگر گناہ ہوگا۔

۲۔ خواتین کے لئے کمرے میں نماز پڑھنا برآمدے سے افضل ہے اور برآمدے میں پڑھنا صحن سے افضل ہے۔

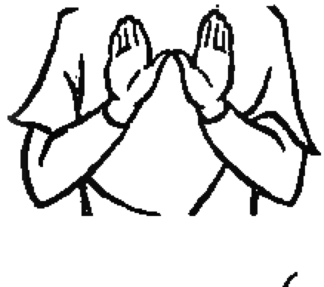

۳۔ عورتوں کو نماز شروع کرتے وقت ہاتھ کانوں تک نہیں، بلکہ کندھوں تک اٹھانے چاہئیں، اور وہ بھی دوپٹے کے اندر ہی سے اٹھانے چاہئیں، دوپٹے سے باہر نہ نکالے جائیں۔ (بہشتی زیور)

۴۔ عورتیں ہاتھ سینے پر اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دیں۔ انہیں مردوں کی طرح ناف پر ہاتھ نہ باندھنے چاہئیں۔ (مرقات ج:۳، ص:۳۵)

۵۔ رکوع میں عورتوں کے لئے مردوں کی طرح کمر کو بالکل سیدھا کرنا ضروری نہیں، عورتوں کو مردوں کے مقابلے میں کم جھکنا چاہئے۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۱۴۱)

۶۔ رکوع کی حالت میں مردوں کو انگلیاں گھٹنوں پر کھول کر رکھنی چاہئیں، لیکن عورتوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ انگلیاں ملا کر رکھیں، یعنی انگلیوں کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ (الدر المختار) (طحطاوی)

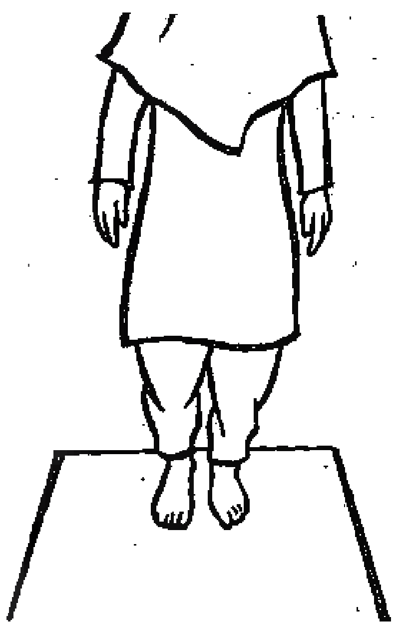

۷۔ عورتوں کو رکوع میں اپنے پاؤں بالکل سیدھے نہ رکھنے چاہئیں بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف ذرا سا خم دے کر کھڑا ہونا چاہئے۔ (الدر المختار)

۸۔ مردوں کو حکم یہ ہے کہ رکوع میں ان کے بازو پہلوؤں سے جدا اور تنے ہوئے ہوں، لیکن عورتوں کو اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ ان کے بازو پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ (شامی)

۹۔ عورتوں کو دونوں پاؤں ملا کر کھڑا ہونا چاہئے، خاص طور پر دونوں ٹخنے تقریباً مل جانے چاہئیں، پاؤں کے درمیان فاصلہ نہ ہونا چاہئے۔

(بہشتی زیور)

۱۰۔ سجدے میں جاتے وقت مردوں کے لئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تک گھٹنے زمین پر نہ ٹکیں، اس وقت تک وہ سینہ نہ جھکائیں، لیکن عورتوں کے لئے یہ طریقہ نہیں ہے۔ وہ شروع ہی سے سینہ جھکا کر سجدے میں جاسکتی ہیں۔

۱۱۔ عورتوں کو سجدہ اس طرح کرنا چاہئے کہ ان کا پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے، اور بازو بھی

پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ (شامی ج:۲،ص:۲۱۱) نیز عورت پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھادے۔

(شامی ج:۲،ص:۲۱۱)

۱۲۔ مردوں کے لئے سجدے میں کہنیاں زمین پر رکھنا منع ہے، لیکن عورتوں کو کہنیوں سمیت پوری بانہیں زمین پر رکھ دینی چاہئیں۔ (درمختار)

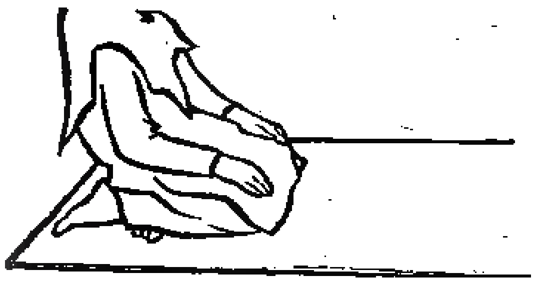

۱۳۔ سجدوں کے درمیان اور التحیات پڑھنے کے لئے جب بیٹھنا ہو تو بائیں سرین پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں۔ (طحطاوی)

۱۴۔ مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ رکوع میں انگلیاں کھول کر رکھنے کا اہتمام کریں اور سجدے میں بند رکھنے کا، اور نماز کے باقی افعال میں انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیں، نہ بند کرنے کا اہتمام کریں، نہ کھولنے کا۔ لیکن عورتوں کے لئے ہر حالت میں حکم یہ ہے کہ وہ انگلیوں کو بند رکھیں، یعنی ان کے درمیان فاصلہ نہ چھوڑیں، رکوع میں بھی، سجدے میں بھی، دو سجدوں کے درمیان بھی، اور قعدوں میں بھی۔ (طحطاوی)

۱۵۔ عورتوں کا جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ان کے لئے اکیلی نماز پڑھنا ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر گھر کے محرم افراد گھر میں جماعت کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جانے میں حرج نہیں ہے۔ لیکن ایسی حالت میں مردوں کے بالکل پیچھے کھڑا ہونا ضروری ہے۔ برابر میں ہرگز کھڑی نہ ہو۔

خشوع و خضوع

خشوع کی اہمیت:

ایک تو نماز کا ظاہر ہے کہ رکوع اس طرح کرنا ہے، سجدہ کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ اور ایک نماز

کی روح ہے جس سے نماز کا وزن بڑھ جاتا ہے جسے خشوع کہتے ہیں جو ہر عبادت میں مطلوب ہے نماز میں، تلاوت میں، ذکر میں، دعا میں، تسبیح میں۔ خشوع کہتے ہیں دل کا اللہ کی طرف جھکنا عاجزی کے ساتھ انکساری سے اور قیامت کے قریب سب سے پہلے یہی اٹھایا جائے گا کہ بھری مسجد میں ایک آدمی بھی خشوع سے نماز پڑھنے والا نہ ملے گا۔ (الحدیث)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ایک مسلمان اللہ سے ملاقات کر رہا ہے اللہ سے ہم کلام ہے اور اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین، مالک الملک ہے شہنشاہِ ارض وسماء اس کی طرف متوجہ ہے اور یہ اپنی دنیا میں گم ہے اور اللہ سے غافل ہے اس کو نہیں پتہ کہ کونسی رکعت ہے، نہ یہ پتہ ہے کہ کونسی سورت میں نے تلاوت کی جب ہی تو یہ نماز آج گناہوں سے نہیں روک رہی۔ اس نماز کے بعد مانگی جانے والی دعا قبول نہیں ہو رہی حالانکہ وہی اللہ ہے، وہی نماز ہے، وہی دعا ہے اللہ دینے کے لئے تیار ہے مگر مانگنے، عبادت کرنے کا سلیقہ امت کے اندر سے ختم ہوگیا اب اس خشوع کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے کچھ طریقے بزرگوں نے تجویز کئے ہیں بندے کا کام کوشش کرنا ہے باقی قبول کرنے والی ذات اللہ کی ہے مگر آج کا مسلمان اس کی کوشش بھی نہیں کر رہا ہے اللہ پاک ساری امتِ مسلمہ پر سے غفلت کا پردہ ہٹادے اور ان تدابیر کے مطابق خشوع حاصل کرنے کی کوشش کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

خشوع پیدا کرنے کی تدابیر:

سب سے پہلی تدبیر یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں اور احسانات کا دھیان اور تصور کرتے جائیں کہ اس کے انعامات اور احسانات ہم گناہ گاروں پر شب و روز بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ آنکھ، کان، زبان، معدہ وغیرہ کی نعمتوں کے ضائع ہونے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دنیا کی کوئی قیمتی سے قیمتی چیز ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا بھی بدل نہیں بن سکتی تو اس تصور سے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے اللہ کی محبت اور نماز میں خشوع پیدا ہوگا۔

۲۔ دوسری تدبیر یہ ہے کہ عبادت شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا جائے کہ یا اللہ یہ عبادت شروع کرنے جارہا ہوں اس کو ٹھیک ٹھیک خشوع کے ساتھ انجام دینے کی توفیق عطا فرمایئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے طواف کی یہ دعا منقول ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْحَرَامِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْ مِنِّیْ

ترجمہ "یا اللہ میں آپ کے گھر کا طواف کرنا چاہ رہا ہوں اس کو آسان بھی فرما دیجئے اور قبول بھی فرما دیں"

اس میں خشوع کی دعا بھی ہے کہ کامل مقبولیت بھی تب ہی ہوگی جب عمل خشوع سے ہو۔

۳۔ تیسری تدبیر یہ ہے کہ تلاوت نئی نئی سورتوں کی کریں اور ان کو یاد کرنے کی کوشش شروع کر دیں ایک مسلمان کے لئے یہ بات بہت ناقدری کی ہے کہ چند چھوٹی چھوٹی سورتیں جو رٹی ہوئی ہیں اسی پر گزارا کرے اور پورے قرآن کو بھول جائے کہ اور خوب سمجھ لیجئے کہ جتنی بھی نفل عبادات ہیں ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا قرب جس چیز سے حاصل ہوتا ہے وہ قرآن کی تلاوت ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں باری تعالیٰ کی زیارت ہوئی پوچھا یا اللہ آپ کے قرب کا سب سے بہترین ذریعہ کیا ہے فرمایا تلاوت القرآن پوچھا بفھم او بلافھم سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے۔ فرمایا بفھم او بلافھم سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے دونوں ہی طرح بہترین ذریعہ ہے۔ اس لئے جب نئی نئی سورتیں پڑھیں گے تو دھیان لگے گا کہ غلط نہ پڑھ جاؤں۔

۴۔ چوتھی تدبیر یہ ہے کہ وضو سنت کے مطابق ہو جیسا کہ پیچھے بیان کیا جا چکا، خلافِ سنت وضو کرنے سے نماز کا خشوع ختم ہو جاتا ہے۔

۵۔ پھر فرض نماز سے تھوڑی دیر قبل مسجد میں دعا پڑھ کر داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کی دو رکعت نفل اور ذکر وغیرہ کا اہتمام کیا جائے کیونکہ دنیاوی کام کاج سے اچانک نماز میں کھڑے ہونے سے ان کاموں کے وہ سارے خیالات دماغ میں گھومتے رہتے ہیں جن کو چھوڑ کر آیا ہے۔ ایک بزرگ سے کہا گیا کہ نماز پڑھا دیجئے تو فرمایا کہ تھوڑی دیر صبر کرو میں نماز کی تیاری کر لوں یہ کہہ کر انہوں نے نماز کی نیت باندھ لی اور تقریباً آدھے گھنٹے کی نفل نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اب میری تیاری ہوگئی، کسی نے کہا ہم تو سمجھے کہ آپ کو وضو وغیرہ کی ضرورت ہے؟ فرمایا کہ نماز کی تیاری صرف ظاہری وضو وغیرہ ہی نہیں بلکہ اس کی تیاری میں یہ بھی داخل ہے کہ آپ کا دل دنیوی خیالات سے پاک ہو جائے اور وہ کچھ دیر ذکر نفل وغیرہ پڑھنے سے ہوتا ہے۔

۶۔ پھر نماز شروع کرنے سے قبل یہ تصور اور دھیان کرلے کہ میرا رخ بیت اللہ کی طرف ہے جس کی طرف ساری دنیا کے انسان رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں اور وہ نماز میں میری طرف متوجہ ہونگے اور میں اس سے غافل ہوں کتنی بری بات ہے اور وہ میری ہر آیت کا جواب دے رہے ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی

بندہ الحمد للّٰہ رب العلمین کہتا ہے تو اللہ کی طرف سے جواب آتا ہے حمدنی عبدی کہ میرے بندے نے میری تعریف کی جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو جواب آتا ہے اثنیٰ علیّ عبدی کہ میرے بندے نے میری ثنا بیان کی جب ملک یوم الدین کہتا ہے تو جواب آتا ہے مجدنی عبدی میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی جب کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین تو جواب آتا ہے کہ ھذا بینی وبین عَبْدِیْ و لعبدی ماسالنی اس میں بندے نے ایک بات اپنی کہی اور ایک میری، اپنی مدد اور میری عبادت کی بات کہی اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو مجھ سے مانگے پھر بندہ ہدایت کی دعا مانگتا ہے اھدنا الصراط المستقیم تو جواب آتا ہے کہ ہم نے اپنے بندے کو وہ دیا جو اس نے مانگا ایک بزرگ گزرے ہیں محمد بن عربی شیخ کبیرؒ وہ فرماتے تھے کہ میں جب تک جواب نہیں سن لیتا اس وقت تک آگے نہیں بڑھتا تو ہم اگر جواب سنتے نہیں تو کم از کم دھیان اور تصور تو کر سکتے ہیں کہ جواب آرہا ہے کتنے افسوس کی بات ہے کہ اوپر سے تو جواب آرہا ہو اور ہم تیز تیز بے دھیانی میں تلاوت کر رہے ہوں۔

۷۔ اور سب سے آسان تدبیر یہ ہے کہ الفاظ کے معنیٰ اگر آتے ہیں تو ان کی طرف توجہ دے ورنہ یہ ہے کہ جو لفظ منہ سے نکل رہا ہے اس کی طرف ہی دھیان دیدے کہ اب میرے منہ سے الحمد اللہ نکل رہا ہے، اسطرح ہر آیت پر کرے کیوں کہ کسی ایک چیز کی طرف جب انسان کا دماغ متوجہ ہوتا ہے تو دوسری طرف خیال نہیں بھٹکتا۔

لیکن ایک بات ضرور ذہن میں رکھنی چاہئے کہ ایک دن میں اس طرح خشوع والی نماز نہیں ہو سکتی اس کے لئے تو مستقل کوشش جاری رکھنی پڑتی ہے کوشش کرنے کے بعد بھی اگر ادھر اُدھر کا خیال آجائے تو وہ معاف ہے لیکن پھر جب تنبیہ ہو اور نماز کا خیال آجائے تو پھر متوجہ ہو جائے، اس طرح کرتے کرتے ایک دن آئے گا کہ اول سے آخر تک ایک دفعہ بھی غیر اللہ کا خیال نہ آئے گا انشاء اللہ۔ لیکن مایوس کبھی نہ ہونا چاہئے۔

۸۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ انسان کی کمائی حلال ہو کیونکہ حرام کمائی بلکہ ہر گناہ سے دل سیاہ اور زنگ آلود ہو جاتا ہے اور اس کی سب سے پہلی نحوست یہ ہوتی ہے کہ عبادات، دعا اور نماز کا خشوع ختم ہو جاتا ہے اسی طرح فضول گوئی سے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دنیا کا اپنے کو بچایا جائے، قرآن مجید کی سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات قد افلح المومنون جن میں اللہ نے مومنوں کی وہ صفات بیان فرمائی ہیں کہ اگر وہ کسی مومن کے اندر آجائیں تو اس کے لئے فلاح و کامیابی کا وعدہ ہے سب سے پہلی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ فضول کاموں فضول باتوں سے اپنے کو بچاتے ہیں۔ مفسرین نے یہاں پر یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ خشوع کی آیات کے فوراً بعد فضول گوئی سے اپنے کو بچانے کی آیت کو ذکر کرنا اس طرف

اشارہ کرنا ہے کہ اگر خشوع پیدا کرنا چاہتے ہو تو فضول باتوں سے اپنے کو بچاؤ۔

اللہ پاک ہم سب کو ان تدابیر کو اختیار کر کے اپنی نمازوں میں خشوع پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ کم از کم ایک نماز تو ہماری اس قابل ہو جائے کہ ہم اپنے رب کے سامنے اس کو پیش کر سکیں بقول حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ ''ہمارا تو ایک سجدہ بھی اس قابل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کو پیش کر سکیں کہ یا اللہ یہ ایک سجدہ ہے جس میں تیرے علاوہ کسی کا خیال نہیں آیا''۔

از مؤلف عفی عنہ

مریض کی مختلف صورتیں اور انکی نماز کا حکم

(۱) اگر کوئی شخص رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتا مگر قیام کر سکتا ہے تو اشارے سے نماز پڑھ سکتا ہے اس لئے کہ قیام کا رکن ہونا سجدے کے واسطے ہے اس لئے کہ سجدے کے اندر انتہائی درجے کی تعظیم ہے اور جب قیام کے بعد سجدہ نہیں کر سکتا تو قیام رکن بھی نہیں لہذا اس کو اختیار ہے۔

(البحر الرائق ص ۲۰۵ ج ۲ رشیدیہ)

(۲) اور اگر ایک شخص رکوع اور سجدے نہیں کر سکتا مگر بیٹھنے پر قادر ہے تو وہ بیٹھ کر پڑھے گا اور رکوع سجدے کا اشارہ کریگا رکوع میں سر کو اتنا جھکائیگا کہ سر گھٹنوں کے مقابل ہو جائے رکوع کا اشارہ سجدے کے اشارے سے کچھ ہلکا کریگا۔ (حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح ص ۴۳۱)

نوٹ: کسی چیز کو سرہانے کی جانب اونچا کر کے اس پر سر ٹیکنا جس سے اشارہ زیادہ نہ ہو سکے صحیح نہیں بلکہ اشارہ ہی کرے۔ (شرح البدایہ ص ۱۴۴ ج ا شرح التنویر ص ۷۹۳ ج ۱)

(۳) اگر بیٹھنے کی طاقت نہیں ہے تو اپنے پیچھے گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر چت لیٹ جائے اور اپنے پاؤں قبلے کی طرف کر کے گھٹنوں کو کھڑا کر لے تا کہ قبلے کی طرف پاؤں نہ پھیلیں اور سر کو بلند (اونچا) کرے تا کہ رخ قبلے کی طرف ہو یا دائیں یا بائیں کروٹ پر اس طرح لیٹے کہ منہ کا رخ قبلے کی طرف ہو پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کچھ کم کرے۔

(شرح التنویر ص ۷۹۴ ج ۱)

(۴) اگر مریض سر کے اشارے سے بھی نماز نہ پڑھ سکے تو اس سے فی الحال فرض ساقط ہو جائیگا اور پلکوں یا بھوؤں سے اشارہ کرنے کا اعتبار نہیں پھر اگر ایک دن رات میں نماز پڑھنے کی

طاقت آ گئی تو قضا واجب ہے ورنہ قضا بھی معاف ہو جائیگی۔

(فتاوی ھندیہ ص ۸۷ ج ا و منیہ ص ۹۳ و شرح التنویر ص ۷۹۵)

جماعت کی فضیلت اور تاکید کا بیان

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو بہت بڑا رسالہ تیار ہو جائے ان کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجے کی شرط ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی جماعت کے چھوڑنے والے پر آپ کو بہت سخت غصہ آتا تھا اور سخت سے سخت سزا دینے کا آپ کا جی چاہتا تھا کہ نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو اس کی بھی خوب تاکید کی جائے چنانچہ قرآن پاک میں ہے واركعوا مع الراكعين نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ملکر نماز پڑھو یعنی جماعت کے ساتھ اسی طرح حدیث میں ہے حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز میں اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گناہ زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۹۵ بخاری و مسلم)۔

حضرت ابن عباس ﷺ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اس کو عذر بھی نہ ہو تو اکیلے نماز پڑھنے سے وہ نماز قبول نہ ہو گی (یعنی پورا ثواب نہ ملے گا) صحابہ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے آپ نے فرمایا خوف یا مرض۔

حضرت ابوھریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بے شک میرے دل میں ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑی جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت سے نماز نہیں پڑھتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔

نابینا بھی مسجد میں جائے:

حضرت عبداللہ بن اُمّ مکتومؓ (جو نابینا صحابی ہیں) نے اپنے اندھے ہونے کا عذر پیش کر کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اذان سنتے ہو؟''، حضرت عبداللہ

نے کہا: جی ہاں! قال: فاجب پھر آپ نے فرمایا: ''تو نماز میں حاضر ہو جاؤ'' (مسلم)

بھائیو! سوچو! نابینے کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ مل سکی اور آنکھوں والے جواذان سن کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتے، قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ جماعت سے نماز پڑھنے میں اجتماعی زندگی کا راز پنہاں ہے، اور تارکِ جماعت قوم میں انفرادیت پیدا کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نابینوں تک کو مسجد میں حاضری کا حکم دیا گیا۔

ان احادیث کے پڑھنے کے بعد بھی جماعت میں سستی کرنا اور گھروں پر یا دکان وغیرہ ہی میں پڑھ لینا ایک مسلمان عقل مند کی شان کے خلاف ہے اور دنیا وآخرت کا نقصان ہے جس کا اندازہ حقیقت کی آنکھ کھلنے کے بعد ہوگا۔

مسافر کی نماز کا بیان

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو شہر کی آبادی سے ۴۸ میل (جو ۷۷ء۲۴۸۵ کلومیٹر بنتا ہے) دور جانے کا ارادہ رکھتا ہو ایسے شخص پر شہر کی آبادی سے نکلتے ہی سفر کے احکام شروع ہو جائیںگے۔

(شرح البدایہ ص ۱۴۸ ج ۱ احسن الفتاویٰ ص ۹۶ ج ۴)

مسافرِ شرعی کا حکم

ظہر عصر اور عشاء کی فرض نماز چار کے بجائے دو رکعت پڑھے اور سنتوں کا حکم یہ ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے علاوہ اور سنتیں چھوڑنا درست ہے اور اگر جلدی نہ ہو تو سنتیں نہ چھوڑے ان میں کمی نہیں ہے پوری پوری پڑھے۔

(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۸۹ جلد ۱ البحر الرائق صفحہ ۱۳۰ جلد ۱ شرح التنویر صفحہ ۲۸۸ جلد ۱)

فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں۔ (الدر المختار صفحہ ۸۲۱ جلد ۱)

راستہ میں قیام کرنے کا شرعی حکم:

اگر راستے میں کہیں قیام کر لیا تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہ برابر مسافر ہے اور اگر پندرہ دن وہاں یا اس سے زیادہ کی نیت ہے تو وہ پوری نماز پڑھے اگر چہ نیت بدل جائے اور دوبارہ پندرہ دن سے پہلے جانے کا ارادہ ہو جائے کیونکہ اس نے ایک دفعہ پندرہ دن

ٹھہرنے کی نیت کرلی ہے (شرح البدایہ ۱۲۹ جلد ۱ و شرح التنویر صفحہ ۸۳۳ جلد ۱)۔

مختلف جگہوں پر قیام کرنے کا شرعی حکم:

اگر مختلف مقامات میں کچھ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہے پورے پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کہیں نہیں ہے تب بھی مسافر ہے جب تک پندرہ دن کی نیت ایک جگہ نہ کرلے یا اپنے وطن میں داخل نہ ہوجائے۔ (شرح التنویر صفحہ ۸۳۱ جلد ۱)

نوٹ: منیٰ، عرفات کے قیام کا شرعی حکم حج کے بیان میں ملاحظہ ہو۔

سفر کی نماز گھر پہنچ کر اور گھر کی نماز سفر میں پڑھنے کا حکم:

سفر کی نماز گھر پہنچ کر دو ہی ادا کرے گا اور غیر سفر کی نمازیں سفر میں چار ہی ادا کرے گا۔ (شرح البدایہ صفحہ ۱۵۰ جلد ۱)

قضا نماز پڑھنے کے مسائل

قضا میں جلدی کرنے کی اہمیت:

جس کی کوئی نماز چھوٹ جائے تو جب یاد آئے فوراً اس کو پڑھ لے۔ نسائی شریف ص ۱۰۹ جلد ۱ میں حدیث ہے من نسی صلوٰۃ فلیصلھا اذا ذکرھا جو کوئی نماز بھول جائے اور اس کو یاد آوے تو فوراً اس کو پڑھ لے۔ بلا عذر قضا نماز پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے اگر قضا کرنے سے پہلے موت آ گئی تو دوگنا گناہ ہوگا ایک تو نماز قضا ہوجانے کا دوسرا فوراً نہ پڑھنے کا لہٰذا اس کے متعلق کچھ مسائل عرض کیے جاتے ہیں۔

کسی نماز کی قضا کیلئے اس کا وقت ہونا ضروری نہیں:

قضا نمازوں میں یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت اور عصر کی قضا عصر کے وقت بلکہ ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازوں کی قضا پڑھ سکتے ہیں۔ (الدر المختار صفحہ ۷۶۸ جلد ۱)

قضا نماز کا طریقہ:

جس کی ایک نماز قضا ہوئی یا دو یا تین یا چار یا پانچ یعنی عمر بھر میں پانچ سے زیادہ قضا نہیں

ہوئیں یا ہوئیں تو تھیں مگر سب کی قضا ادا کر لی تھی اب پانچ تک نمازیں دوبارہ قضا ہو گئیں تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ:

۱۔ پہلے ان کی قضا کرے پھر اگلی نماز ادا کرے مثلاً فجر کی نماز فوت ہوگئی اور عمر بھر میں اس کے علاوہ کوئی اور نماز ذمہ نہیں تو پہلے اس کی قضا کرے پھر ظہر پڑھے۔

۲۔ اور ان کو ترتیب وار پڑھنا ضروری ہے مثلاً پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء ایک دن کی فوت ہوگئی تو قضا میں بھی یہی ترتیب ضروری ہے ہاں اگر بھول جائے کہ میرے ذمہ قضا باقی ہے اور اگلی نماز پڑھ لی یا وقت اتنا تنگ ہے کہ اگر قضا کرنے لگے گا تو اگلی نماز کا وقت نکل جائے گا تو پہلے اگلی نماز پڑھ لے پھر اس کی قضا کرے۔

(الدر المختار صفحہ ۷۵۹ جلد ا، شرح البدایہ صفحہ ۱۳۷ جلد ا)۔

مسئلہ: اگر چھ نمازیں فوت ہوگئیں یا اس سے زیادہ تو اب دونوں پابندیاں ختم یعنی ان کی قضا پڑھے بغیر اگلی نماز ادا کر سکتے ہیں اور جب ان نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے پہلے فوت ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے۔ (شرح البدایہ صفحہ ۱۳۸ جلد ا)

کئی برس کی نمازوں کی قضا کا طریقہ:

قضا کا جو طریقہ ذکر ہوا وہ اس صورت میں ہے کہ انسان کو معلوم ہو کہ میرے ذمہ اتنی نمازیں قضا ہیں لیکن اگر پتہ نہیں اور کئی برس کی نمازیں نہیں پڑھیں تو ان کا طریقہ یہ ہے کہ اس طرح نیت کرے میرے ذمہ جتنی فجر کی نمازیں ہیں ان میں سے پہلی پڑھتا ہوں یا ان میں سے آخری پڑھتا ہوں اس طرح ہر نماز کی نیت کرے اور اس وقت تک کرتا رہے جب تک دل میں یہ یقین نہ ہو جائے کہ ساری نمازیں قضا پڑھ لی ہیں اور اب کوئی باقی نہیں رہی۔

(شرح التنویر صفحہ ۷۱۸ جلد ۵ باب قضاء الفوائت)

کن نمازوں کی قضا ضروری ہے؟

قضا صرف فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں البتہ اگر فجر کی نماز فوت ہوگئی اور اس کی قضا زوال سے پہلے کر رہا ہے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا کرے اور زوال کے بعد اگر قضا کر رہا ہے تو صرف فرض کی قضا کرے۔ (شرح التنویر صفحہ ۷۴۹، جلد ا)

فجر کی سنتوں کا حکم:

اگر فجر کا وقت اتنا تنگ ہے کہ سنت بھی پڑھے گا تو فرض کا وقت نکل جائے گا یا جماعت کی دوسری رکعت نکل جائے گی تو سنتوں کو چھوڑ دے اور اگر سنتیں پڑھنے پر ایک رکعت جماعت سے نکل رہی ہو تو سنت پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اس کی بڑی تاکید آئی ہے اور سنتیں چھوڑ دینے کی صورت میں زوال سے پہلے پہلے بہتر ہے کہ اس کی قضا کر لے۔ (الدر المختار صفحہ ۵۰۷، جلد ۱)

توبہ سے نماز معاف نہ ہوگی:

توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہوگیا اب قضا نہ کرنے کی صورت میں پھر گنہگار ہوگا۔ (الدر المختار صفحہ ۵۵۷، جلد ۱)۔

نماز کے فدیہ کا مسئلہ:

اگر ساری عمر بھی قضا نہ پڑھی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ کی وصیت کر جانا واجب ہے ورنہ گناہ ہوگا۔ (شرح التنویر وردالمختار ج:۱، ص:۷۶۶) اور ایک نماز کا فدیہ ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے تو دن رات کی نماز کے چھ فدیے ہوگئے پانچ فرض نمازوں کے اور ایک وتر کی نماز کا۔

نمازِ جنازہ کے مسائل

نمازِ جنازہ کے فرائض:

نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا (۲) قیام یعنی کھڑا ہونا جس طرح سے قیام فرض، واجب نمازوں میں فرض ہے اور بے عذر اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

(الدر المختار ص ۱۲۱، البحر الرائق صفحہ ۱۸۰ جلد ۲)

نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ:

نمازِ جنازہ کا طریقہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں۔

نَوَيۡتُ اَنۡ اُصَلِّيَ صَلٰوةَ الۡجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَ دُعَاءً لِلۡمَيِّتِ

یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نمازِ جنازہ اللہ کو خوش کرنے اور میت کی مغفرت کے لئے پڑھوں۔

یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیرِ تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں پھر سبحنک اللّٰھم پڑھیں اس کے بعد پھر ایک بار اللّٰہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں اس کے بعد درود شریف پڑھیں اور بہتر نماز والا درود ہے پھر ایک اور دفعہ تکبیر کہہ کر میت کے لئے دعا کریں اگر وہ بالغ ہو چاہے مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِحَيِّنَا وَ مَيِّتِنَا وَ شَاهِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِيۡرِنَا وَ كَبِيۡرِنَا وَ ذَكَرِنَا وَ اُنۡثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنۡ اَحۡيَيۡتَهٗ مِنَّا فَاَحۡيِهٖ عَلَى الۡاِسۡلَامِ وَ مَنۡ تَوَفَّيۡتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الۡاِيۡمَانِ

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡهُ لَنَا فَرَطًا وَّ اجۡعَلۡهُ لَنَا اَجۡرًا وَّ ذُخۡرًا وَّ اجۡعَلۡهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ تینوں اجعلہ کی جگہ اجعلھا اور شافعا و مشفعا کی جگہ شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً پڑھیں۔

یہ دعا پڑھ لیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر پڑھیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں۔

(درمختار صفحہ ۱۲۲ جلد ا، صفحہ ۵۵۸ جلد ا، عالمگیری صفحہ ۱۶۱، جلد ا والبحر الرائق ص ۱۸۳۰ ج ۲)

نمازِ جنازہ کی دعا یاد نہ ہونے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو تو کوئی بھی مغفرت کی دعا رَبَّنَـا اٰتِنَـا وغیرہ پڑھ لے لیکن کسی مسلمان کا اس دعا کو یاد نہ کرنا انتہائی افسوس کی بات ہے کہ ایک مسلمان بھائی کی نمازِ جنازہ پڑھنا دوسرے مسلمان بھائی پر حق ہے۔

جوتے پہن کر نمازِ جنازہ پڑھنے کا مسئلہ:

بعض لوگ جوتے پہن کر نمازِ جنازہ پڑھ لیتے ہیں تو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اگر جوتا پہنا ہوا ہے تو پھر جوتا پاک ہونا بھی ضروری ہے اور اس جگہ کا بھی پاک ہونا ضروری ہے جس پر نمازی کھڑا

ہے اور اگر جوتا اتارا ہوا ہے تو صرف جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں رکھتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ (البحر الرائق صفحہ ۱۷۹، جلد ۲)

نمازِ جنازہ میں تاخیر سے شرکت کا مسئلہ:

اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے قبل ہو چکی ہیں تو وہ تکبیریں اس کی نکل گئی ہیں جیسے رکعتیں نکل جاتی ہیں اب وہ آتے ہی تکبیرِ تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ پہلی تکبیر ہوگی ہاں اگر چوتھی تکبیر امام کہہ چکا ہو تو پھر فوراً سلام سے پہلے شریک ہو جائے بہرحال سلام پھیرنے کے بعد یہ شخص اپنی نکلی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (البحر الرائق صفحہ ۱۸۵، جلد ۱)

جنازہ کے ساتھ چلتے وقت زور سے کلمہ پاک کلمہ شہادت کا پڑھنا:

جنازہ کے ساتھ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر کرنا یا کلمہ شہادت، کلمہ پاک وغیرہ زور سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (البحر الرائق صفحہ ۱۹۲، جلد ۲، درمختار صفحہ ۱۲۴، جلد ۱)

مسئلہ: جنازہ کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر اس قدر تیز نہ لے جائیں کہ نعش کو حرکت ہو۔ (درمختار ور دالمختار صفحہ ۵۹۷، جلد ۱)

مسئلہ: دفن کرتے وقت اگر خاتون کا جنازہ ہو تو پردہ کرنا مستحب ہے۔

عیدین کی نماز کا طریقہ ومسائل

عید کے اسلام میں دو دن ہیں ایک عید الفطر جو شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے اور دوسری ذی الحج کی دسویں تاریخ کو منائی جاتی ہے جسے عید الضحیٰ کہتے ہیں۔

نمازِ عید الفطر کا طریقہ

پہلے نیت کرے کہ میں دو رکعت واجب نماز عید کی چھ زائد واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں اور ہاتھ باندھ لے اور سبحٰنک اللّٰھم آخر تک پڑھنے کے بعد تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور تکبیرِ تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور تکبیر کے بعد ہاتھ لٹکا کر رکھے جتنی دیر

میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ ہاتھ باندھ لے اور اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورت پڑھ کر ہر نماز کی طرح رکوع وسجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھنے کے بعد تین تکبیر اس طرح کہے کہ ہر تکبیر میں ہاتھ لٹکا دے اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے۔

(مراقی الفلاح صفحہ ۳۰۹)

نمازِ عید الاضحیٰ کا طریقہ:

اس کا طریقہ وہی ہے جو نمازِ عید الفطر کا مذکور ہوا، فرق صرف نیت کا ہے وہاں دو رکعت نماز عید الفطر کی نیت کی تھی اور یہاں دو رکعت نماز عید الاضحیٰ کی نیت کی جائے گی۔

عید الفطر کے دن کے مسنون اعمال:

عید الفطر کے دن تیرہ اعمال حدیث سے ثابت ہیں:

۱۔ شریعت کے مطابق اپنی آرائش کرنا۔

۲۔ غسل کرنا۔

۳۔ مسواک کرنا۔

۴۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا۔

۵۔ خوشبو لگانا۔

۶۔ صبح جلدی اٹھنا۔

۷۔ عیدگاہ میں جلدی جانا۔

۸۔ عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے کھجور وغیرہ کھالینا۔

۹۔ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۃ الفطر دینا۔

۱۰۔ عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا یعنی بلا عذر مسجد میں نہ پڑھنا۔

۱۱۔ جس راستے سے جائے اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آنا۔

۱۲۔ پیدل جانا۔

۱۳۔ راستے میں تکبیرِ تشریق اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے کہتے جانا۔ (درمختار صفحہ ۱۱۲ جلد ۱، البحرالرائق صفحہ ۱۵۹، جلد ۲)

عیدالاضحیٰ کے دن کے مسنون اعمال:

عیدالفطر کے مسنون اعمال یہاں بھی ہیں فرق اتنا ہے کہ اس عید میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون نہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ عیدالفطر میں تکبیر تشریق راستے میں آہستہ آہستہ آواز سے پڑھنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے پڑھی جائے گی۔

اور عیدالفطر کی نماز تھوڑی دیر کرکے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھنا مسنون ہے۔

اور عیدالفطر میں صدقۂ فطرہ تھا اور یہاں عید کی نماز کے بعد قربانی ہے جس پر واجب ہو (اور قربانی کا گوشت کھانا بھی سنت ہے) (البحرالرائق صفحہ ۱۶۰، صفحہ ۱۶۳، جلد ۲) درمختار صفحہ ۱۱۶، جلد ۱)

عید کی نماز میں تاخیر سے شرکت کا مسئلہ:

اگر کوئی عید کی نماز میں ایسے وقت میں آکر شریک ہوا یعنی امام ابھی قرأت کررہا ہے اور یہ شریک ہوا تو فوراً نیت باندھنے کے بعد تکبیریں کہہ لے اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیریں کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوجائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے اس کے بعد رکوع میں جائے اور اگر رکوع میں نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہوجائے اور رکوع کی حالت میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر ہاتھ نہ اٹھائے (اگر موقع ملے تو تکبیرات کے بعد تسبیحات پڑھ لیں) اور اگر ابھی یہ تکبیروں سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام نے رکوع سے سر اٹھالیا تو یہ بھی سر اٹھالے اور جتنی تکبیریں رہ گئیں وہ سب معاف ہیں۔

(درمختار وردالمحتار صفحہ ۵۶۰ جلد ۱)

ایک رکعت نکلنے کا مسئلہ:

اگر ایک رکعت نکل جائے تو امام کے سلام کے بعد اس کو پڑھ لے مگر اس میں قرأت سے پہلے تکبیرات نہ کہے گا بلکہ پہلے قرأت کرے گا پھر تکبیرات کہے گا کیونکہ اس طرح دونوں رکعتوں

کی تکبیرات کے درمیان کوئی قرأت نہیں آئے گی اس کی پہلی رکعت میں قرأت کے بعد تکبیریں ہوئیں اوراب یہ اپنی دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے تکبیریں پڑھے گا اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں۔ (درمختار وشامی صفحہ ۱۱٦ جلد ۱)

اگر تشہد میں پہنچے تو معمول کے مطابق نماز مکمل کریں۔

سنت اور نفل نمازیں

سنتِ مؤکدہ کی تفصیل:

سنتیں دو قسم کی ہیں ایک مؤکدہ جن کی تاکید آئی ہے اور انسان بلا عذر شرعی نہ پڑھنے سے گناہ گار ہوگا اور ایسی سنتیں بارہ ہیں دو رکعت فجر سے پہلے، چار رکعت ظہر و جمعہ سے پہلے دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد۔ (شرح التنویر)

تہجد کی اہمیت:

بعض علماء نے تہجد کو بھی سنتِ مؤکدہ قرار دیا ہے اور یہ تہجد بڑی فضیلت والی نماز ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ اس نماز کو لازم پکڑلو اس لئے کہ تم سے پہلے صالحین کا شعار تھا اور تمہارے رب سے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے اور گناہوں کو مٹانے والی ہے اور آئندہ روکنے والی ہے۔ (ردالمحتار صفحہ ۷۱۵ جلد ا ترمذی شریف)

انبیاء پر یہ نماز فرض تھی اور جن لوگوں کے دل میں اللہ کی محبت کا شعلہ بھڑک اٹھتا ہے وہ شعلہ ان کے پہلوؤں کو راتوں میں خوابگاہوں سے دور رکھتا ہے اور اپنے رب کے دربار میں راز و نیاز، آہ و فغاں، رونے دھونے کے لئے کھڑا کردیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور اعلانات ہوتے ہیں کہ ہے کوئی مانگنے والا کہ عطا کیا جائے، ہے کوئی روزی میں وسعت طلب کرنے والا کہ وسعت دی جائے وغیرہ۔ لقمان حکیم کی نصائح میں سے ایک یہ تھی کہ بیٹا مرغ سے زیادہ عاجز نہ بن کہ وہ تو سحر کے وقت اٹھ کر اپنے رب کو یاد کرے اور تو غافل پڑا سوتا رہے۔ اس لئے بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی کسی وجہ سے اٹھ نہ سکے اور رات کو عشاء کی سنتوں اور وتر کے درمیان دو چار رکعت تہجد کی نیت سے پڑھ لے مگر کوشش کرے اٹھنے کی

تو اس کو اللہ تعالیٰ تہجد کا ثواب عطا فرمائیںگے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ اس کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعات ہیں۔

سنتِ غیر مؤکدہ کی تفصیل:

دوسری قسم سنتِ غیر مؤکدہ ہے جن کی تاکید اتنی زیادہ نہیں پڑھ لے تو ثواب ملے گا، نہ پڑھنے پر کوئی گناہ نہیں، لیکن پڑھنی چاہیے۔ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ یہ سنتِ غیر مؤکدہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کی نہیں ہیں عمل کرنے کے لئے ہیں۔ ان میں سے ایک عصر سے قبل کی چار رکعت ہیں اور چار رکعت عشاء سے قبل۔ (شرح التنویر صفحہ ۴۰۷، جلد۱)

ان نمازوں کے علاوہ جتنی نمازیں ہیں وہ نفل کہلاتی ہیں بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہے ان کے بارے میں کچھ لکھا جاتا ہے۔

۱۔ تحیۃُ الوضو:

یعنی جب بھی وضو کریں تو دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو مسلم شریف کی حدیث ہے کہ جو مسلمان اچھی طرح وضو کرے اور دھیان کے ساتھ خشوع وخضوع سے دو رکعت پڑھے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

۲۔ اشراق:

ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ جو مسلمان جماعت کے ساتھ فجر کی نماز پڑھے پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ سورج نکل جائے یعنی اس کی روشنی تیز ہو جائے کہ نگاہیں نہ جمیں (اور اس کی کم از کم مدت دس منٹ ہے اور بہتر ۱۲ منٹ ہے) پھر دو رکعت پڑھے یا چار پڑھ لے تو اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید سے فرمایا پورا پورا ثواب ملے گا۔ (ترمذی احمدی صفحہ ۷۹)

۳۔ چاشت کی نماز:

جب سورج خوب اونچا ہو جائے یعنی چوتھائی دن گزر جائے (طلوعِ آفتاب سے زوالِ آفتاب تک کے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو آدھا وقت اشراق اور اس کے بعد

چاشت کا وقت شروع ہو جاتا ہے) اس کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ چار، آٹھ، بارہ رکعتیں ہیں جتنی چاہے پڑھے۔ (شرح التنویر صفحہ ۱۴۷ جلد ۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہیں ہر جوڑ کا صدقہ دیا کرو، صحابہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس کی استطاعت نہیں رکھتا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ نماز پڑھ لیا کرو کہ تمہارے تین سو ساٹھ جوڑوں کا صدقہ ہو جائے گی۔

۴۔ اوّابین کی نماز:

مغرب کی نماز کی سنتوں کے بعد کم از کم چھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ ۲۰ رکعات پڑھے ایک سلام سے یا دو سلام سے یا تین سلام سے تینوں طرح چھ رکعات پڑھ سکتا ہے۔

(شرح التنویر صفحہ ۵۰۷، جلد ۱)

حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ ایک محل جنت میں اس کے لئے بنائیں گے۔ (ترمذی احمدی صفحہ ۶۱)۔

اور حدیث میں آتا ہے کہ جو چھ رکعات پڑھے گا اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

۵۔ صلوٰۃ التسبیح:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباسؓ کو بلا کر فرمایا جس کا مفہوم ہے کہ میں تمہیں ایسی نماز بتلا رہا ہوں کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے اگلے پچھلے نئے پرانے جان بوجھ کر کئے ہوئے اور بھول کر کئے ہوئے چھوٹے بڑے سامنے کئے ہوئے اور چھپ کر کئے ہوئے سب گناہوں کو اللہ رب العزت معاف فرمائیں گے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ تم چار رکعت نفل پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورت سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے کھڑے پندرہ دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر پڑھو پھر رکوع کرو اور اس میں دس دفعہ پڑھو پھر قومہ کرو اور اس میں دس دفعہ پڑھو پھر سجدہ میں جا کر دس دفعہ پڑھو پھر دو سجدوں کے درمیان دس دفعہ پڑھو پھر دوسرے سجدے میں دس دفعہ پڑھو پھر کھڑے ہونے سے پہلے دس دفعہ پڑھو تو یہ ہر رکعت میں پچھتر ۷۵ دفعہ ہو گئیں چاروں رکعت

میں اس طرح کرو، اگر تم سے ہو سکے تو روز اس کو پڑھ لو اگر نہ کر سکو تو ایک ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک مہینہ میں ایک دفعہ پڑھ لو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک سال میں ایک دفعہ پڑھ لو اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں تو ایک دفعہ پڑھ ہی لو۔ (ترمذی شریف وابنِ ماجہ شریف)

صلوٰۃ التسبیح کا دوسرا طریقہ:

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیام میں ثنا کے بعد اعوذ باللہ سے پہلے پندرہ دفعہ سبحان اللہ الخ اور قرأت کے بعد رکوع سے پہلے دس دفعہ پڑھ لیں اس طرح کرنے کی صورت میں دو سجدوں کے بعد دس دفعہ نہ پڑھا جائے گا۔

تسبیحات کم زیادہ ہو جانے کا مسئلہ:

چار رکعتوں میں تسبیحات کی کل تعداد ۳۰۰ ہے۔ اگر ایک رکن میں پورا عدد نہ کر سکا یا بھول گیا تو اگلے رکن میں اس کو پڑھ لے رکوع میں رہ گئیں تو سجدہ میں پڑھ لے عدد پورا کرنے سے ثواب مل جائے گا اور ایک عدد بھی کم ہو گیا تو وہ نماز نفل ہو جائے گی اور صلوٰۃ التسبیح کا ثواب نہ ہوگا۔

صلوٰۃ التسبیح میں سجدۂ سہو کا مسئلہ:

تسبیحات کے آگے پیچھے ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا اور جن وجوہات سے سجدہ واجب ہوتا ہے اگر ان میں سے کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوا تو سجدوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائینگی کیونکہ عدد مکمل ہو گیا۔

مسجد کے چند ضروری آداب

۱۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ الصَّلَاةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.

۲۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ نیت کر لیں کہ جتنی دیر مسجد میں رہوں گا، اعتکاف میں رہوں گا، اس طرح انشاء اللہ اعتکاف کا ثواب بھی ملے گا۔

۳۔ داخل ہونے کے بعد اگلی صف میں بیٹھنا افضل ہے، لیکن اگر جگہ بھر گئی ہو تو جہاں جگہ ملے

وہیں بیٹھ جائیں، لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھنا جائز نہیں۔

۴۔ جو لوگ مسجد میں پہلے سے بیٹھے ذکر یا تلاوت میں مشغول ہوں ان کو سلام نہیں کرنا چاہئے، البتہ اگر ان میں سے کوئی از خود متوجہ ہو اور ذکر وغیرہ میں مشغول نہ ہو، تو اس کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۵۔ مسجد میں سنتیں یا نفلیں پڑھنی ہوں تو اس کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کریں جہاں سامنے سے لوگوں کے گزرنے کا احتمال نہ ہو۔ بعض لوگ پچھلی صفوں میں نماز شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ ان کے سامنے اگلی صفوں میں جگہ خالی ہوتی ہے چنانچہ ان کی وجہ سے دور تک لوگوں کے لئے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے اور انہیں لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑتا ہے، ایسا کرنا گناہ ہے اور اگر کوئی شخص ایسی حالت میں نمازی کے سامنے سے گزر گیا تو اس گزرنے کا گناہ بھی نماز پڑھنے والے پر ہوگا۔

۶۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر نماز میں کچھ دیر ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھ لیں، اس کا بہت ثواب ہے۔

اگر وقت نہ ہو تو سنتوں ہی میں تحیۃ المسجد کی نیت کر لیں اور اگر سنتیں پڑھنے کا بھی وقت نہیں ہے، اور جماعت کھڑی ہے تو فرض میں بھی یہ نیت کی جاسکتی ہے۔ اور اگر نیت نہ بھی کرے تب بھی کسی سنت یا فرض پڑھنے سے تحیہ ادا ہو جائے گا۔ (البحر الرائق صفحہ ۳۹، جلد ۲)

۷۔ جب تک مسجد میں بیٹھیں، ذکر کرتے رہیں، خاص طور پر اس کلمے کا ورد کرتے رہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

۸۔ مسجد میں بیٹھنے کے دوران بلا ضرورت باتیں نہ کریں، نہ کوئی ایسا کام کریں جس سے نماز پڑھنے والوں یا ذکر کرنے والوں کی عبادات میں خلل آئے۔

۹۔ نماز کھڑی ہو تو اگلی صفوں کو پہلے پر کریں، اگر اگلی صفوں میں جگہ خالی ہو تو پچھلی صفوں میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔

۱۰۔ جمعہ کا خطبہ دینے کے لئے جب امام منبر پر آجائے تو اس وقت سے نماز ختم ہونے تک بولنا یا نماز پڑھنا یا کسی کو سلام کرنا یا سلام کو جواب دینا جائز نہیں ہے، اس دوران اگر کوئی شخص بولنے لگے تو اسے چپ رہنے کی تاکید کرنا بھی جائز نہیں۔

۱۱۔ خطبہ کے دوران اس طرح بیٹھنا چاہئے جیسے التحیات میں بیٹھتے ہیں، بعض لوگ پہلے

خطبہ میں ہاتھ باندھ کر بیٹھتے ہیں، اور دوسرے خطبوں میں ہاتھ زانوں پر رکھ لیتے ہیں، یہ طریقہ بے اصل ہے، دونوں خطبوں میں ہاتھ زانوں پر رکھ کر بیٹھنا چاہئے۔

۱۲۔ ہر ایسے کام سے پرہیز کریں جس سے مسجد میں گندگی ہو، بدبو پھیلے یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے۔

۱۳۔ کسی دوسرے شخص کو کوئی غلط کام کرتے دیکھیں تو چپکے سے نرمی کے ساتھ سمجھا دیں، اس کو بر سرِ عام رسوا کرنے، ڈانٹ ڈپٹ یا لڑائی جھگڑے سے مکمل پرہیز کریں۔

۱۴۔ مسجد سے باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں اور یہ دعا پڑھیں:

"بِسۡمِ اللّٰہِ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡأَلُکَ مِنۡ فَضۡلِکَ"

جمعہ کے معمولات اور فضائل

قرآن وسنت کی روشنی میں جمعہ کا دن مبارک دن ہے جس کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس میں نیک اعمال کا بڑا اجر وثواب ہے اس لئے اس دن کی قدر کرنی چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ اس کو نیک کاموں میں گزارنا چاہئے اور گناہوں سے بچنا چاہئے احادیث کی روشنی میں جمعہ کے فضائل اور اعمال کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

جمعہ کے دن عبادت کی فضیلت:

حدیث پاک میں ہے کہ جمعہ کی رات اور دن میں ہر عبادت اور نیک کام کا ثواب ۷۰ گنا بڑھ جاتا ہے مثلاً تمام دنوں میں ایک بار یٰسین شریف پڑھنے کا ثواب عام طور پر ایک مرتبہ پڑھنے کے برابر ہے لیکن اگر کوئی شخص اس کو شبِ جمعہ یا جمعہ کے دن پڑھے گا تو اس کو ۷۰ مرتبہ یٰسین شریف پڑھنے کا ثواب ملے گا یا مثلاً صلوٰۃ التسبیح ایک مرتبہ پڑھنے سے دس قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں صغیرہ وکبیرہ بھی اگلے بھی پچھلے بھی چھپ کر کیئے ہوئے اور اعلانیہ کیئے ہوئے بھی بھول کر کیئے ہوئے بھی اور جان بوجھ کر کیئے ہوئے بھی نئے بھی پرانے بھی ہر قسم کے گناہ معاف ہوتے ہیں جمعہ کے دن اس کا ثواب ۷۰ صلوٰۃ تسبیح پڑھنے کے برابر ہو جاتا ہے اس لئے اس دن کی قدر کرنی چاہئے اور جمعہ کے دن کسی وقت صلوٰۃ التسبیح اور یٰسین شریف پڑھنا بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔

جمعہ کے دن دعا کی فضیلت:

جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ جس میں دعا قبول ہوتی ہے اس وقت میں دعا میں مشغول ہونا سعادت کی بات ہے۔

قبولیت کی گھڑی:

اس بارے میں دو قول زیادہ اہم ہیں۔

۱۔ جب خطیب پہلا خطبہ دے کر منبر پر بیٹھے اس وقت دعا مانگنا لیکن اس وقت ہاتھ اٹھا کر یا زبان سے آہستہ یا زور سے دعا مانگنا ممنوع ہے ہاں دل میں دعا کر سکتے ہیں۔

۲۔ سورج غروب ہونے سے ذرا پہلے دعا کرنا یعنی جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے تقریباً پانچ منٹ پہلے دعا کی قبولت کا خاص وقت ہے۔ جمعہ کے دن جہنم سے خلاصی کے لئے دعا مانگی جائے۔

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دنیوی کام کا شرعاً حکم:

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دنیوی کاروبار جائز نہیں لہذا اس وقت کاروبار کرنے سے بچنا چاہئے بلکہ پہلی اذان سے پہلے کاروبار وغیرہ چھوڑ کر جمعہ کی تیاری کرنی چاہئے اور جمعہ کے جس قدر سنتیں اور آداب ہیں ان کو بجالانا چاہئے۔

جمعہ کے آداب:

۱۔ سر کے بال سنت کے مطابق بنوانا۔

۲۔ ناخن کترنا، بغلوں اور زیر ناف بال صاف کرنا۔

۳۔ مونچھیں کترنا، مسواک کرنا۔

۴۔ سنت کے مطابق اچھی طرح غسل کرنا۔ (بخاری ج:۱ص:۱۲۰)

۵۔ تیل لگانا، کنگھا کرنا۔ (بخاری ج:۱ص:۱۲۱)

۶۔ موجودہ کپڑوں میں سب سے اچھے کپڑے پہننا (ابوداؤد ج:۱ص:۱۵۴) اور نیز سفید کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا۔

۷۔ مسجد میں نمازِ جمعہ کے لئے نظریں نیچے کر کے جانا تا کہ نامناسب جگہ نظر نہ پڑے اور سکون اور وقار سے جانا اور پیدل جانا (ابنِ ماجہ ج:۱ص:۵۶) لیکن سواری پر جانا جائز ہے اور بہت جلدی جانا۔ (ترمذی)

۸۔ کسی کو تکلیف دیئے بغیر ممکن ہو تو صفِ اول میں بیٹھنا دنیوی باتوں سے بچنا اور اطمینان و سکون سے نمازِ جمعہ ادا کرنا۔ (ابنِ ماجہ ج:۱ص:۷۸)

نوٹ۔ اول سے آخر تمام آداب کا حوالہ۔ (ھندیہ، مراقی الفلاح و بہشتی زیور)

۹۔ دورانِ خطبہ جو شخص باتیں کرے وہ اس گدھے کے مانند ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ (مسند امامِ احمد)

جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کہ درود میرے حضور پیش کیا جاتا ہے (ابنِ ماجہ ج:۱ص:۱۷۶) دیگر احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے اگر درودِ ابراہیمی پڑھیں تو بہتر ہے ورنہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ اور صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اور جمعہ کے دن عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے جو شخص ۸۰ مرتبہ یہ درود شریف پڑھے گا اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہو جائینگے اور اسّی ۸۰ سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيماً

(مراد صغائر یعنی چھوٹے گناہ ہیں)

کثرتِ درود شریف کے بارے میں علماء کے تین اقوال ہیں:

۱۔ جمعرات کے دن مغرب کے وقت سے جمعہ کے دن سورج غروب ہونے تک کم از کم تین سو مرتبہ پڑھنا سب سے کم درجہ ہے۔

۲۔ ایک ہزار مرتبہ پڑھنا درمیانی درجہ ہے۔

۳۔ تین ہزار مرتبہ پڑھنا اعلیٰ درجہ ہے۔

جمعہ کے دن نوافل کا اہتمام:

جمعہ کے دن نوافل جیسے اوابین، قیام الیل، تہجد، اشراق اور چاشت وغیرہ ادا کرنا بہت فضیلت کا حامل ہے۔

جمعہ کے دن سورۃ کہف کی فضیلت:

دو فضیلتیں ہیں:

۱۔ اس کا پڑھنے والا دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ اس سورۃ کے پڑھنے والے کو قیامت کے دن زمین سے آسمان تک نور سے نوازا جائے گا۔(ابنِ کثیر،ص:۱۲۲)(الترغیب والترھیب ج:۱ص:۲۵۳)

جمعہ کے دن خاص کر گناہوں سے بچنا سب سے اہم اور ضروری بات ہے خاص کر ٹی وی، وی سی آر سے، کیبل سے اور ڈش پر فحش فلمیں اور ڈرامے دیکھنے، گانے سننے اور گانے گانے سے اور ناچ دیکھنے سے ڈاڑھی منڈوانے سے شلوار یا جُبّہ یا پینٹ کو ٹخنوں سے نیچے رکھنے سے جھوٹ بولنے سے غیبت کرنے سے گالیاں دینے سے اور نمازیں قضا کرنے سے اور خواتین بے پردگی سے خاص کر بچیں اور ان تمام گناہوں سے بچنا پورا ہفتہ ضروری ہے کہ یہ امتِ مسلمہ کی دینی اور دنیاوی، معاشی تباہی و بربادی کے قومی اسباب ہیں کاش کہ امتِ مسلمہ کی دل کی آنکھیں کھلیں اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

وتر کی نماز کا طریقہ

تین رکعت واجب وتر کی نیت سے تکبیرِ تحریمہ کہہ کر نماز شروع کرے اور دوسری رکعت میں صرف التحیات پڑھ کر بغیر درود شریف پڑھے کھڑا ہو جائے اور سورۂ فاتحہ اور سورۃ سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کہ کانوں تک ہاتھ اٹھائے پھر باندھ لے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی

وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

مسبوق یعنی جس کی امام سے کوئی رکعت چھوٹ جائے اسکی نماز کا حکم:

مسئلہ: مسبوق یعنی جسکی ایک دو رکعت رہ گئی ہوں اسکو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہوں جماعت سے ادا کرے امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد کھڑا ہو کر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کی طرح قراءت کے ساتھ ادا کرے اور سلام کے بعد ثناء اور تعوذ (اعوذ باللہ) اور تسمیہ سے ایسے شروع کرے جیسے ابھی نماز شروع کی ہے۔ اور اگر ان رکعتوں میں کوئی غلطی ہو جائے تو سجدہ سہو بھی کرنا چاہئے اور قعدہ ان رکعتوں کے حساب سے کرے جو امام کے ساتھ پا چکا ہے۔ یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اسمیں پہلا قعدہ کرے۔ اور جو تیسری ہو تو مغرب اور وتر میں اخیر قعدہ کرے۔ اور چار رکعت والی نماز میں قعدہ نہ کرے۔ (درمختار ج ا ص ۸۴)

اب مثالوں سے سمجھئے:

۱۔ اگر کسی کی ساری رکعتیں امام سے چھوٹ جائیں چاہے دو رکعت والی نماز ہو یا تین رکعت والی یا چار رکعت والی۔ تو اسکو اسطرح پڑھا جائے جیسے اکیلے نماز پڑھی جاتی ہے۔ یعنی ثناء اور تعوذ اور تسمیہ اور التحیات سب اس طرح ہوگا اور۔

۲۔ اگر ایک رکعت نکل جائے کسی بھی نماز کی تو امام کے سلام کے بعد اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھ کر رکوع کر کے نماز پوری کر لے۔

۳۔ اور اگر دو رکعت نکل گئیں اور نماز تین رکعت والی ہے تو سلام کے بعد ثناء (سبحنک اللھم) اور اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھ کر سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھے اور سجدے کے بعد تشہد میں بیٹھ جائے کیونکہ التحیات کے اعتبار سے دوسری رکعت ہے۔ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورت پڑھے کیونکہ قراءت کے اعتبار سے پہلے والی دو رکعت ہیں۔ اور اگر وہ چار رکعت والی نماز ہے تو دو رکعت اس نے امام کے ساتھ پائی ہیں دوسری دو رکعت میں قراءت تو کریگا لیکن دونوں کے درمیان نہ بیٹھے۔

۴۔ اور اگر تین رکعت نکل گئی۔ اور نماز چار رکعت والی ہے تو پہلی رکعت میں قراءت تو کریگا لیکن ایک رکعت کے بعد بیٹھ جائیگا کیونکہ اب اسکی دو رکعت ہوگئیں۔ اور پھر تشہد سے کھڑے ہونے کے بعد جو رکعت پڑھے گا اس میں سورت کی قراءت بھی کریگا۔ اور آخری رکعت میں سورت کی قراءت نہ کریگا کہ قراءت کے اعتبار سے تیسری رکعت ہے اور فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت کی قراءت نہیں ہوتی۔

جس کی رکعت نکلی ہوئی ہے وہ امام کے ساتھ سجدہ سہو کا سلام نہ پھیرے:

مسبوق امام کے ساتھ صرف سجدہ اور تشہد پڑھے گا اور سلام نہ پھیرے گا اور اگر جان بوجھ کر سلام پھیر دیا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ لیکن اگر امام کے لفظِ سلام کہنے کے بالکل ساتھ ہی سہواً (بھول کر) سلام پھیر دیا یا امام کے سلام سے کچھ پہلے سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔ اور اگر امام کے لفظِ سلام کہنے کے بعد سلام پھیرا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو اپنی نماز کے آخر میں اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا۔ (شامی کتاب الصلوٰۃ باب سجودِ السہو صفحہ ۲۵۹، جلد ۲)

امام کے مقتدی سے پہلے دعائے قنوت اور التحیات سے فارغ ہونے کا مسئلہ:

اگر امام مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے دعائے قنوت مکمل کرے تو مقتدی دعائے قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ شامل ہو جائے اس لئے کہ دعائے قنوت دعا ہے اور تھوڑی کو بھی دعا کہا جاتا ہے لہذا جتنی پڑھ لی ہے وہ واجب پورا ہونے کے لئے کافی ہے مکمل کرنا مستحب ہے اور امام کے ساتھ رکوع میں شرکت واجب ہے لہٰذا مستحب کو واجب کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے گا۔

(شامی کتاب صلوٰۃ الوتر صفحہ ۵۴۰، جلد ۲)

اور اگر تشہد مکمل کرنے سے پہلے امام کھڑا ہوگیا تیسری رکعت کے لئے یا اس نے سلام پھیر دیا تو اس کو اپنا تشہد پورا کرنا لازم اور ضروری ہے اور اگر مکمل کئے بغیر امام کے ساتھ کھڑا ہوگیا یا سلام پھیر دیا تو نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہِ تحریمی ہوگی (واجب الاعادہ ہوگی)

(شامی باب الامامۃ صفحہ ۲۴۴، جلد ۲)۔

مسبوق کے قعدۂ اخیرہ میں درود شریف پڑھنے کا مسئلہ:

مسبوق امام کے قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے بلکہ خاموش رہے یا تشہد دوبارہ پڑھے۔ (شامی باب الامامۃ صفحہ ۱۷۲، جلد ۲)

نماز میں جو چیزیں مکروہ اور منع ہیں

نوٹ: مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی مگر ثواب کم ہو جاتا ہے۔

سجدہ کی جگہ اونچی ہونے کا مسئلہ:

سجدہ کی جگہ اگر ایک بالش سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر ایک بالش سے کم ہو تو بلا ضرورت مکروہ ہوگی اور اگر ضرورت ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (**کذافی المنیہ ملخصاً ص ۱۱۰**)

ٹیک لگانے کا مسئلہ:

کسی دیوار یا عصاء پر بغیر ضرورت ٹیک لگانا مکروہ ہے۔ (منیہ ص ۱۱۰)

کھانا تیار ہو تو نماز کا مسئلہ:

اگر کھانا تیار ہو اور بھوک بہت لگی ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ **لاصلوة بحضرة الطعام (المسلم: باب كراهة الصلوة بحضرة الطعام ،ج:۱،ص:۳۹۳)** کھانا تیار ہو تو نماز کامل نہ ہوگی مکروہ ہوگی ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پہلے نماز پڑھ لے۔

پیشاب لگنے کے وقت نماز کا مسئلہ:

اگر پیشاب یا پاخانہ زور سے لگا ہو تو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(شرح التنویر ص ۶۷۰ ج ۱، ارغنیہ ص ۳۲۳)

پینٹ پہن کر نماز پڑھنے کا مسئلہ:

اسی طرح پینٹ اگر بہت چست جس دے جسم کی ساخت نمایاں ہوتی ہو تو بھی نماز مکروہ ہے اور اگر ناف سے گھٹنے تک کوئی حصہ ظاہر ہو تو نماز نہ ہوگی۔

میلے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا مسئلہ:

اگر صاف کپڑے موجود ہوں تو گھر کے یا خدمت کے میلے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (شرح التنویر ص ۶۷۰ ج ۱)

نمازی کے آس پاس تصویر ہونے کا مسئلہ:

اگر نماز پڑھی اس حال میں کہ اس کے سر کے اوپر یا سامنے یا اس کے مقابل دائیں بائیں تصویر ہو تو نماز مکروہ ہوگی اور اگر پیچھے ہو تو بعض لوگوں کے نزدیک مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک نہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ مکروہ ہے اور اگر اس کے دونوں قدموں کے نیچے ہو یا اس کے ہاتھ میں ہو یا انگوٹھی پر ہو یا بالکل چھوٹی سی ہو یا تصویر کا سر کٹا ہو یا منہ کٹا ہو یا غیر جاندار کی تصویر ہو تو مکروہ نہیں۔ (شرح التنویر ص ۶۷۸ ج ۱)

کسی کے چہرے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم:

اگر کسی انسان کے چہرے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی تو مکروہ ہوگی۔ (عالمگیری ص ۶۹ ج ۱)

سلام کا جواب دینے کا حکم:

ہاتھ یا سر کے اشارے پر سلام کا جواب دیا تو نماز مکروہ ہوگی۔ (شرح التنویر ص ۶۷۳ ج ۱)

نماز میں انگلیاں چٹخانے اور ادھر اُدھر دیکھنے کا حکم:

نماز میں انگلیاں نہ چٹخائے نہ کولے پر ہاتھ رکھے اور نہ ادھر ادھر دیکھے اور اگر آنکھ کے کنارے سے دیکھا جائے دائیں بائیں گردن پھیرے بغیر تو مکروہ نہیں لیکن ایسا کرنا نہیں چاہئے۔ (شرح البدایہ ص ۱۲۴ ج ۱)

اوقاتِ صلوٰۃ

نوٹ: چونکہ آجکل بڑی تحقیقات کے بعد نماز اور روزوں کے صحیح اوقات کی سال بھر کی جنتریاں تیار کی جا چکی ہیں۔ جن سے مدد حاصل کرنا بالخصوص سحری اور افطاری کے اوقات میں بہت ضروری ہے۔ اس لئے کتاب کے آخر میں ان کو شامل کیا گیا ہے۔ باقی مندرجہ ذیل اوقات

کی تفصیل فقہاء کی کتب سے برائے فہم لکھی جاتی ہے کہ اس کا علم بھی ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

وقت الفجر:

صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور وہ سفیدی ہوتی ہے جو چوڑائی میں آسمان کے کنارے پر جہاں سے سورج نکلتا ہے ظاہر ہوتی ہے نہ کہ لمبائی میں اور سورج کے نکلنے تک رہتی ہے۔

فجر کا مستحب وقت:

البتہ مرد کیلئے تو مستحب یہی ہے کہ تاریکی میں نماز نہ پڑھے بلکہ اجالا ہوجانے کے بعد نماز شروع کرے اور اجالے ہی میں ختم کرے ہاں اگر حاجی مزدلفہ کے اندر ہے تو وہ اندھیرے میں پڑھ لے جس طرح کہ عورت کے لئے ہمیشہ اندھیرے میں نماز پڑھنا اگرچہ مزدلفہ میں نہ ہو افضل ہے اس لئے کہ اندھیرے میں پردہ زیادہ ہے۔ (ردالمختار صفحہ ۳۷۹ جلد نمبر ۱)

وقت الظہر:

ظہر کا وقت زوال شمس کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک ہر چیز کا سایہ سایۂ اصلی (یعنی جتنا سایہ زوال کے وقت ہوتا ہے اس کے علاوہ) دوگناہ ہوجائے۔
(درمختار ص ۲۱۷ ج ۱)

ظہر کا مستحب وقت:

گرمی کے موسم میں ظہر میں اتنی دیر کرنا کہ گرمی کی تیزی کم ہوجائے مستحب ہے اور سردی کے موسم میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (فتاوٰی ھندیہ ص ۳۲ ج ۱)

وقت العصر:

جب ظہر کا وقت ختم ہوتا ہے تو عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور سورج غروب ہونے تک رہتا ہے۔ (درمختار ص ۳۱۷ ج ۱)

نوٹ: مستحب وقت کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت میں زیادہ ثواب ملتا ہے اور مکروہ وقت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز تو ہوجاتی ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

عصر کا مستحب و مکروہ وقت:

عصر کی نماز کو دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے جب تک سورج کے اندر تبدیلی نہ آ جائے اور اتنی دیر سے پڑھنا کہ سورج کی دھوپ سرخ ہو جائے مکروہ ہے ہاں اس دن کی عصر پڑھ سکتے ہیں۔
(فتاویٰ ھندیہ ص۵۲ ج۱)

وقت المغرب:

مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر اس وقت تک رہتا ہے کہ آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے جہاں پر سورج غروب ہوتا ہے۔ (شرح التنویر ص۳۷۳)

مغرب کی نماز کا مکروہ وقت:

مغرب کی نماز میں اتنی دیر کرنا کہ ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہِ تحریمی ہے مگر کسی عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو اور بات ہے۔ (شرح التنویر ص۳۸۲ ج۱)

وقت العشاء:

غروبِ شفق یعنی آسمان کے کنارے سے سرخی غائب ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے اسی طرح وتر کا وقت بھی صبح صادق تک رہتا ہے۔ (شرح التنویر ص۳۷۴ ج۱)

عشاء کا مستحب وقت:

عشاء کی نماز کو تہائی رات تک دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے اور آدھی رات کے بعد پڑھنا مکروہ ہے ہاں کسی عذر کی وجہ سے دیر ہو جائے تو اور بات ہے۔ (منیہ ص۸۴ در مختار ص۳۸۱، ج۱)

وتر کا مستحب وقت:

جس شخص کو آخری رات میں بیداری کا یقین ہو تو اس کے لئے آخری رات میں وتر پڑھنا مستحب ہے ورنہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ (شرح التنویر ص۳۷۳ ج۱)

جن اوقات میں کوئی نماز درست نہیں

عین سورج نکلتے وقت اور عین زوال کے وقت اور غروبِ آفتاب کے وقت کوئی نماز اگرچہ

جنازہ اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو درست نہیں ہاں اس دن کی عصر کی نماز غروب کے وقت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (شرح التنویر ص ۳۸۴ ج ۱)

بعض مختلف چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور جن سے نہیں ٹوٹتی ہے

نمازی کے چلنے کا حکم:

قبلہ کی طرف سے نماز پڑھتے پڑھتے تھوڑا سا چلنے جس سے سجدہ کی جگہ سے آگے نہ بڑھے تو کوئی حرج نہیں ہاں اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔
(شرح التنویر ورد المختار ص ۶۵۵ ج ۱)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم

نمازی کے سامنے سے اگر کوئی عورت (وغیرہ) گزر جائے تو نماز نہ ٹوٹے گی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ کسی چیز کا آگے سے گزرنا نماز کو نہیں توڑتا مگر گزرنے والا گنہگار ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس گناہ کا علم ہو جائے جو اس کو ملے گا تو وہ چالیس سال تک کھڑا رہے (اس لئے ایسی جگہ نماز پڑھنی چاہئے کہ آگے سے کوئی نہ گزرے ورنہ نماز پڑھنے والا بھی گنہگار ہوگا۔ اور کھلے صحن وغیرہ میں نماز پڑھے تو ایک سترہ رکھے ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ لمبا ہو اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہو اور سترہ سے قریب ہو کر نماز پڑھے اور سترہ کو دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے رکھے۔
(شرح التنویر ص ۶۶۳ ج ۱)

کس مسجد میں نمازی کے آگے سے گزرنا جائز ہے؟

مسجد دو طرح کی ہوتی ہے ایک چھوٹی مسجد اور ایک بڑی مسجد، چھوٹی مسجد میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور بڑی مسجد میں اجازت ہے اب چھوٹی مسجد شرعاً وہ ہے جس کا کل رقبہ ۴۰ گز شرعی لمبائی، چوڑائی سے کم ہو (شرعی گز مشہور گز سے چھوٹا ہوتا ہے تقریباً ایک

فٹ تک) ایسی مسجد میں نمازی کے آگے سے نہ قریب سے گزر سکتے ہیں نہ دور سے اور اگر رقبہ ۴۰ گز شرعی سے زیادہ ہو تو یہ جگہ بڑی مسجد کے حکم میں ہے ایسی مساجد میں نمازی کے مقام سے دو صفوں کی مقدار چھوڑ کر آگے سے گزر سکتا ہے۔ (شامی صفحہ ۴۸۰، جلد ۲)

صفوں کو مکمل کرنے کیلئے نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ:

اگر کوئی شخص صفوں کی آخری جگہ میں کھڑا ہو گیا اور اس کے اور صفوں کے درمیان میں جگہ خالی ہے تو آنے والے شخص کے لئے اجازت ہے کہ اس کے آگے سے گزر کر صفوں میں شامل ہو جائے اس لئے کہ غلطی نماز پڑھنے والے کی ہے کہ ایسی جگہ نیت نماز کی کیوں باندھی۔
(شامی کتاب الصلوٰۃ والامامۃ صفحہ ۴۷۵، جلد ۲)

حرم کے اندر نمازی کے آگے سے گزرنے کا مسئلہ:

شامی کے اندر حاشیۂ مدنی کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے کہ بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے والے اور مقام ابراہیم کے اندر اور مطاف کے کنارے پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرنے کو روکا نہیں جائے گا۔ (شامی صفحہ ۴۸۲، جلد ۲)

تکبیر کو کھینچنے کا حکم:

اللہ اکبر کہتے وقت لفظ اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اکبر کے ہمزہ میں مد کیا اور آکبر کہا یا ب کو بڑھا کر پڑھا اور اکبار پڑھا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (ردالمحتار ص ۵۰۰ ج ۱)

نماز میں بچہ کے گرنے پر بسم اللہ یا دعا پر امین کہنے کا حکم:

اگر کوئی گرا اور بسم اللہ پڑھا یا کسی نے کسی کے لئے دعا کی جو اس کی نماز سے باہر تھا یا بددعا کی اور اس نے آمین کہا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (شرح التنویر ص ۶۴۹ ج ۱)

الحمد للہ یا انا للہ کہنے کا حکم:

اگر خوش خبری سننے پر الحمد للہ کہا یا کسی کی موت کی خبر سننے پر انا للہ پڑھا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (فتاویٰ ھندیہ ص ۱۰۳ ج ۱ شرح التنویر ص ۶۴۸ ج ۱)

پان یا میٹھی چیز کے ذائقہ کا حکم:

نمازی کے اگر پان منہ میں دبا ہوا ہے یا کوئی میٹھی چیز رکھی ہے اور اس کو چبا نہیں رہا لیکن نماز

پڑھتے پڑھتے مٹھاس اور پان کی پیک حلق میں جارہی ہے تو نماز ٹوٹ جائیگی۔ (ردالمحتار ص ۶۵۱ ج ۱)

نماز میں کھانے پینے کا حکم:

اگر کوئی چیز نماز میں کھالی یا پی لی تو اگر چہ تِل کے دانے کے برابر ہو اور بھول کر ہو تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر اس کے دانتوں کے درمیان کوئی کھانے کی چیز (چھالیا وغیرہ) پھنسی ہوئی ہے اور وہ چنے کے دانے سے کم ہے اس کو اگر نگل لیا تو نماز نہ ٹوٹے گی (ہاں اگر چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو اور نگل لیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

(شرح التنویر ص ۶۵۱ ج ۱)

سلام کے جواب کا حکم:

زبان سے سلام کا جواب دینے سے اگر بھول کر دیا جائے نماز ٹوٹ جائے گی اور ہاتھ وغیرہ کے اشارے سے ٹوٹے گی تو نہیں البتہ مکروہ ہو جائے گی۔ (شرح التنویر ص ۶۴۳ ج ۱)

قبلہ سے سینہ پھیرنے کا حکم:

اتنا مڑ جانا کہ جس سے سینہ قبلے کی طرف سے پھر جائے نماز کو فاسد کر دیتا ہے یعنی نقطۂ مغرب سے ۴۵ ڈگری سے زیادہ دائیں یا بائیں مڑ جائے بشرطیکہ بغیر عذر کے ہو، ہاں اگر عذر سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بشرطیکہ ۴۵ ڈگری سے زیادہ نہ ہو۔

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنے کا حکم:

اگر امام (یا کوئی بھی) دیکھ کر قرآن پڑھے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شرح البدایہ ص ۱۲۲ ج ۱)

چھینک پر الحمد للہ کہنے کا حکم:

کسی کو چھینک آئی اور نمازی نے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہدیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ اس طرح لوگوں کے باہمی گفتگو میں ہوتا ہے تو گویا ان سے کلام کر لیا بخلاف اس کے کہ چھینکنے والا نمازی خود بھی الحمد للہ کہے یا کسی اور کے چھینکنے پر الحمد للہ کہے تو نماز نہ ٹوٹے گی اس لئے کہ جواب اس طرح نہیں ہوتا۔ (شرح البدایہ ص ۱۲۰ ج ۱)

نماز میں کھنکھارنے کا حکم:

اگر بغیر کسی عذر کے گلا صاف کرنے لگا جس سے حروف پیدا ہو گئے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر عذر کے ساتھ ہو تو وہ چھینک کی طرح معاف ہے ہاں اگر ضرورت سے کھانسی کی اور گلا صاف کیا تو نماز نہ ٹوٹے گی لیکن اس میں بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ حروف پیدا نہ ہو جائیں۔
(شرح البدایہ ص ۱۲۰)

نماز میں بات کرنے یا آہ یا اف کہنے کا حکم:

نماز میں جان بوجھ کر یا بھول کر بات کی تو نماز ٹوٹ جائے گی اور اگر نماز میں آہ یا اوہ یا اف کہا یا رونا آ گیا اور آواز نکلنے لگی تو اگر جنت یا دوزخ کو یاد کر کے رونا آیا ہو تو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر درد یا مصیبت کی وجہ سے رونا آیا ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ (ھدایہ ص ۱۲۰ ج ۱)

عورت اور مرد کا ایک ساتھ نماز پڑھنے کا مسئلہ:

جماعت کی نماز میں عورت کا مرد کے برابر میں کھڑے ہونے کی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہونے کے لئے یہ شرائط ہیں۔

(۱) عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر جماع کے قابل ہو، اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی جماعت کی نماز میں مرد کے برابر آ جائے تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی

(۲) دونوں نماز میں ہوں، اگر ایک نماز میں ہو اور دوسرا نہ ہو تو اس صورت مین عورت کے مرد کے برابر آ جانے سے نماز فاسد نہیں ہوگی

(۳) مرد اور عورت کے درمیان کوئی حائل نہ ہو، اگر دونوں کے درمیان کوئی پردہ ستر حائل ہو تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اور اگر دونوں کے درمیان میں اتنی جگہ ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تو اس صورت میں بھی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۴) عورت میں نماز صحیح ہونے کی شرائط موجود ہوں، اگر عورت پاگل ہے یا حیض ونفاس کی حالت میں ہے تو ایسی عورت کے مرد کے برابر آنے سے مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۵) جنازے کی نماز نہ ہو، جنازے کی نماز میں عورت مرد کے برابر آ کر کھڑی ہو تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۶) عورت نماز میں مرد کے برابر کم سے کم ایک رکن کی مقدار کے برابر اتنی دیر تک رہے کہ ایک مرتبہ رکوع ہوسکتا ہے تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ اور اگر بالکل برابر میں کھڑی نہ ہوئی تو نماز فاسد نہ ہوگی اسی طرح اگر ایک عضو میں برابر ہو مثلاً سجدہ میں جاتے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کی سیدھ میں آجائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ بہتر یہی ہے کہ اس سے بھی اجتناب کیا جائے۔

(۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی برابر نماز پڑھنے والی عورت نے برابر کے مرد کی اقتداء کی یا دونوں نے کسی تیسرے آدمی کی اقتداء کی ہو۔

(۸) دونوں کی نماز ایک ہی قسم کی ہو، یعنی دونوں امام کی اقتداء کر کے نماز پڑھ رہے ہوں اگر ان میں سے ایک امام کی اقتداء کر کے نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا اقتداء کئے بغیر نماز پڑھ رہا ہے یا دونوں انفرادی طور پر نماز پڑھ رہے ہوں لیکن ایک دوسرے کے برابر میں ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی مثلاً ایک مسبوق ہے دوسرا لاحق ہے یا دونوں مسبوق ہیں تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ مسبوق امام کے سلام کے بعد تنہا نماز پڑھنے والے کے حکم میں ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہیں تو نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ لاحق مقتدی کے حکم میں ہے۔

(۹) دونوں کی جگہ ایک ہو اگر دونوں کی جگہ الگ الگ ہے مثلاً ایک مسجد کے اندر اور ایک مسجد کے باہر ہے تو اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۱۰) دونوں ایک ہی طرف ہو کر نماز پڑھتے ہوں اگر دونوں کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری رات میں قبلہ معلوم نہ ہو اور ہر شخص نے اپنے گمان غالب پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہو رہی ہو اور ہر آدمی مختلف جہت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہو تو اس صورت میں اگر محاذات ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(۱۱) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت کی ہو اگر امام نے نیت نہیں کی تو اس صورت میں مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی عورت کی نماز فاسد ہو جائیگی (ہندیہ ج ۱۔ ص ۸۹)

نوٹ: ۔ ان شرائط کے وقت نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے نماز شروع کرنے سے قبل خصوصاً حرم کے اندر اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ آس پاس کوئی عورت نہ ہو۔

حرم میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھنے کا حکم:

واضح رہے کہ احناف کے نزدیک ایک رکعت کا کوئی ثبوت نہیں اس لئے رمضان المبارک میں ان حضرات کے پیچھے نمازِ وتر پڑھنے کے بعد احتیاط اسی میں ہے کہ دھرالی جائے اور دو رکعت

کے بعد سلام بھی نہ پھیرا جائے اور اگر ان کے ساتھ شامل نہ ہو بلکہ صرف بیٹھے بیٹھے دعا پر اکتفا کرلے اور بعد میں اپنی پڑھ لے تو بھی ٹھیک ہے۔

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت:

مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے مونچھوں کے کتروانے اور ڈاڑھیوں کے بڑھانے کا حکم دیا ہے اور ظاہر ہے کہ حکم وجوب کے لئے ہوتا ہے جب تک کہ استحباب وغیرہ کی دلیل نہ پائی جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ کا پوری زندگی ڈاڑھی کو بڑھانے کا اہتمام اور کسی ایک صحابی کا بھی ڈاڑھی کو نہ کٹانا کم نہ کرانا اس کے ضروری ہونے کی واضح دلیل ہے غرض ڈاڑھی کا ایک مشت رکھنا شرعاً واجب ہے ڈاڑھی کا منڈوانا یا ایک مشت سے کم کرانا شرعاً حرام ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی سمجھنی چاہئے کہ ہر دین کا ایک شعار ہوتا ہے جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے کسی کا شعار صلیب ہے تو کسی کا پٹکا وغیرہ اور اسلام کا شعار ڈاڑھی ہے کیا ہی افسوس ہے کہ ایک مسلمان اور غیر مسلم شکل وصورت کے اعتبار سے ایک ہی ہوں۔ نیز جو ڈاڑھی کاٹتا ہے یا کم کرواتا ہے وہ پیارے نبی کے دل پر آرے چلاتا ہے۔

کتنی شرم کی بات ہے ایک امتی کے لئے کہ اپنے روحانی والد اور محسنِ اعظم کے دل پر آرے چلائے یہ جفا نہیں تو اور کیا ہے نیز انسان کوئی بھی نیک کام کرے مگر ڈاڑھی کاٹنے کا گناہ اس کو ملتا رہے گا اس لئے کہ یہ ایک ظاہری گناہ ہے اللہ پاک تمام امتِ مسلمہ کو اس حکم پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ڈاڑھی کی حدود:

سر کی طرف سے کنپٹی کی ہڈی کے نیچے دونوں کانوں کے سامنے والا حصہ اور دونوں رخساروں کے نیچے والا حصہ جہاں بال اگتے ہیں ڈاڑھی کا حصہ ہے رخساروں کے سامنے والا حصہ اس میں شامل نہیں مگر اس کو کاٹنا خلافِ اولیٰ ہے اسی طرح رخساروں سے نیچے منہ کے دونوں جانب کا حصہ جو مونچھوں سے ملا ہوا ہے اس پر اور ٹھوڑی پر اور جبڑے پر جو بال اگتے ہیں سب ڈاڑھی کے بال ہیں۔ (تبویب ص ۱۷۸ ج ۲)

ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا شرعاً گناہ ہے ایک مشت رکھنا شرعاً ضروری ہے۔
(جواھر الفقہ ص ۲۶۴ ج ۲ البحر الرائق ص ۱۲ ج ۲)

غیر شرعی ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت:

ایسے شخص کی امامت مکروہِ تحریمی ہے، یعنی فرض تو زمرے سے ساقط ہوجائے گا مگر اس کا ثواب نہ ملے گا۔ جو شخص صرف رمضان میں ڈاڑھی کاٹنا چھوڑ دے تو ڈاڑھی ایک مٹھی ہونے کی صورت میں امامت صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔

سجدۂ سہو کے مسائل

سجدۂ سہو کا طریقہ

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف سے پہلے ہی ایک سلام پھیر دے سیدھی طرف اور صحیح یہ ہے کہ درود شریف اور دعا بھی پڑھ لے پھر سلام پھیرے پھر دونوں سجدے کرکے دوبارہ تشہد اور درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

(فتاویٰ ھندیہ ۸۰ جلد ا و شرح البدایہ صفحہ ۱۴۰ جلد ا)۔

اور اگر کوئی بھول کر سلام سے پہلے سجدہ کرلے تو بھی درست ہے اس لئے کہ حدیث سے دونوں طرح ثابت ہے۔ (طحطاوی صفحہ ۳۱۵ شرح التنویر صفحہ ۲۷۷ جلد ا)

سجدۂ سہو کس چیز سے واجب ہوتا ہے:

سجدۂ سہو کسی واجب چیز کو چھوڑ دینے سے اور نماز کے واجبات آگے پیچھے کرنے سے یا کمی زیادتی کرنے سے یا تکرار یعنی دو مرتبہ کرنے سے واجب ہوتا ہے۔

(مراقی صفحہ ۲۵۰، شرح التنویر صفحہ ۳۷۷ جلد ا)

اسی طرح فرض کے تکرار سے یا فرض میں دیر کرنے سے بھی سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تفصیلی صورتیں ملاحظہ ہوں۔

مسئلہ: اگر کسی پر سجدۂ سہو واجب ہو اور نہ کرے تو اس کو نماز پھر سے پڑھنی چاہئے۔ فرض کے چھوٹنے سے تو سجدہ سہو سے بھی نماز درست نہ ہوگی اور سنت کے چھوٹنے سے سجدۂ سہو کی ضرورت

نہیں جس طرح ثناء بسم اللہ اور تسبیحات وغیرہ۔ (ردالمحتار صفحہ ۴۷۷ جلد ۱)

دو رکوع اور تین سجدے کرنے کا حکم

کسی بھی فرض میں تکرار کرنے سے جیسے دو رکوع یا تین سجدے کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ (منیہ ص ۱۲۵)

سورۃ فاتحہ کو چھوڑنے یا سورت کے بعد پڑھنے کا حکم:

فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی رکعت میں اور واجب اور سنت اور نفل کی کسی رکعت میں سورۃ فاتحہ کو چھوڑنے سے اسی طرح سورت کو پہلے پڑھنے اور سورۃ فاتحہ کو بعد میں پڑھنے سے اسی طرح سورت کو چھوڑنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔

(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۸۰۔۸۱ ردالمحتار صفحہ ۴۷۸ جلد ۱)

سورۃ فاتحہ کے بعد سوچنے کا حکم:

اگر کوئی سورۃ فاتحہ پڑھ کر سوچ میں پڑ جائے کہ کونسی سورت پڑھے اور ایک رکن یعنی تین سبحان اللہ کے بقدر سوچتا رہے اور اس حالت میں کوئی قرأت یا تسبیح نہ پڑھے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ (اس لئے کہ واجب یعنی سورت میں دیر ہوگئی ہے)۔

(شرح التنویر ۷۸۹ جلد ۱، مقدار رکن از طحطاوی علی المراقی ۲۵۸)

سوچ بچار میں اصل یہ ہے کہ اگر اس کو کسی فرض کی ادائیگی یا واجب کی ادائیگی سے تین سبحان اللہ کے بقدر روک دے تو سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے جیسے التحیات اور درود پڑھنے کے بعد سلام سے پہلے سوچنے لگنا کہ تین رکعت پڑھی یا چار رکعت اسی طرح قرآن پڑھتے پڑھتے درمیان میں سوچنے لگ جانا یا التحیات کے بعد درود شریف سے پہلے سوچنے لگ جانا یا التحیات فوراً شروع نہ کرنا سوچنے لگ جانا یا رکوع سے اٹھنے کے بعد دیر تک سوچتے رہنا یا دو سجدوں کے درمیان سوچتے رہنا جس سے دوسرے سجدے میں دیر ہو جائے وغیرہ سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔

(ردالمحتار مختصراً صفحہ ۷۸۹ جلد ۱)

دو دفعہ التحیات پڑھنے اور درود شریف کو چار رکعت والی نماز میں دو رکعت کے بعد ملا دینے کا حکم

دو رکعت کے بعد التحیات پڑھتے وقت دو دفعہ پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا اسی طرح اگر فرض یا وتر یا سنتِ موکدہ کی نماز جس میں دو رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونا ضروری ہے درود شریف بھی ملا دیا تو اللھم صل علیٰ محمد تک پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے یہی صحیح ہے۔ (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۸۱ جلد ۱)

پہلے قعدہ میں غلطی سے نہ بیٹھنے کا مسئلہ:

تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول جانے کی صورت میں اگر وہ کھڑا ہو گیا مگر سیدھا نہ ہوا تو واپس بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ لے اور سجدۂ سہو بھی لازم نہیں یہی صحیح ہے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو واپس نہ لوٹے اگر واپس لوٹا ہے تو بہت برا کیا (کیونکہ یہ فرض کو چھوڑ کر واجب کو پورا کرنا ہے اور سجدۂ سہو بھی کرنا پڑے گا اس لئے کہ واجب میں دیر ہو گئی۔ (شرح التنویر ۷۷۸)

قعدۂ اخیرہ میں بغیر تشہد پڑھے کھڑے ہو جانے کا حکم:

اگر کوئی شخص چوتھی رکعت پر بھی بیٹھنا بھول جائے اور پانچویں کے لئے کھڑا ہو جائے تو سجدہ کرنے سے پہلے یاد آنے کی صورت میں بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست ہو جائے گی اور اگر سجدہ کر لیا پھر یاد آیا تو اب اس کا فرض نفل سے تبدیل ہو گیا ایک اور رکعت اگر چاہے تو ملا دے اور آخر میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔ (شرح التنویر صفحہ ۷۸۰ جلد ۱)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد کھڑے ہونے کا حکم:

اگر کوئی شخص چوتھی رکعت میں التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے یاد آنے کی صورت میں بیٹھ جائے۔ ۔۔ بدہ سہو کر لے اس کی فرض نماز ہو جائے گی اور اگر سجدہ پانچویں رکعت کا کر لیا ہے تو ایک اور رکعت ملا دے چار رکعت فرض اور دو نفل ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی کرے۔ (شرح التنویر صفحہ ۷۸۲ جلد ۱)

نماز میں رکعت کی تعداد میں شک ہو جانے کا حکم:

اگر نماز میں شک ایسے شخص کو ہو گیا کہ کتنی رکعت پڑھی ہیں جس کی عادت نہیں ہے اتفاق سے ہو گیا تو دوبارہ نماز پڑھے اور اگر اکثر اس طرح ہوتا رہتا ہے تو جس طرف زیادہ گمان ہو اسی پر عمل کرے اور اگر شک ہی شک ہے دونوں طرف برابر ہے کسی طرف زیادہ گمان نہیں ہوتا تو کم والی رکعت سمجھے (مثلاً تین رکعت اور چار رکعت میں شک ہو تو اگر گمان تین کا غالب ہے تو تین سمجھے اور چار کا ہے تو چار سمجھے اور اگر سوچنے کے بعد دونوں طرف برابر خیال ہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے نہ چار رکعت کی طرف تو تین رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو شک کی تمام صورتوں میں لازم ہوگا۔ (شرح التنویر ۷۸ جلد ۱)

اگر نماز پڑھ لینے کے بعد شک ہوا یا قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد شک ہوا تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں (ہاں اگر صحیح یاد آ جائے تو پھر ایک رکعت اور پڑھ لے اور سجدۂ سہو کرے بشرطیکہ بات نہ کی ہو نہ ایسا کام کیا ہو جس سے نماز سے نکل جاتا ہے)۔ (ردالمحتار ص ۷۸۸، ج ۱)

وتر میں شک ہو جانے کا حکم:

وتر میں اگر دوسری رکعت اور تیسری رکعت ہونے میں شک ہو تو دوسری میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ میں التحیات بھی پڑھے کیونکہ ہو سکتا ہے یہ آخری ہو پھر تیسری میں بھی قنوت پڑھے کیونکہ وہ ہو سکتا ہے آخری ہو اور سجدۂ سہو بھی کرے۔ (شرح التنویر و ردالمحتار ص ۷۰۱، ج ۱)

وتر میں قنوت چھوڑنے کا حکم:

اگر کوئی واجب چھوڑ دیا جیسے سورۃ فاتحہ یا دعائے قنوت یا التحیات یا عیدین کی تکبیرات تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ (شرح البدایہ صفحہ ۱۴۰ جلد ۱)

ایک نماز میں کئی باتیں جن سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے پائی جانے کا حکم:

اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک سجدۂ سہو کافی ہے۔ (عالمگیری صفحہ ۸۳ جلد ۱)

یہاں تک کہ اگر نماز کے تمام واجبات چھوڑ دیئے تو بھی صرف دو سجدے سہو کے واجب

ہوئے۔ (ردالمختار صفحہ ۴۷۷ جلد ا)

اس لئے کہ اس کا تکرار مشروع نہیں (یعنی شریعت میں اس کا ثبوت نہیں)۔

(شرح التنویر صفحہ ۴۷۷، جلد ا)

سجدۂ سہو کے بغیر بھولے سے سلام پھیر دینے کا حکم:

اگر سجدۂ سہو کرنا کسی وجہ سے واجب تھا مگر بھولے سے دونوں طرف سلام پھیر دیا تو جب تک سینا قبلے سے نہ پھرا ہو اور بات نہ کی ہو اگرچہ دعا عربی میں مانگتا رہا تسبیحات پڑھتا رہا تو جب یاد آئے سجدہ میں چلا جائے اور اس طرح سجدۂ سہو کر کے نماز مکمل کرلے۔

(شرح التنویر صفحہ ۴۸۶ جلد ا)

جن باتوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے ان کو جان کر کے کرنے کا حکم:

اگر ان کاموں کو جان بوجھ کر کیا جن سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو سجدۂ سہو کرنے سے نماز درست نہ ہوگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ (مراقی صفحہ ۲۵۱)

سجدۂ تلاوت کے مسائل

قرآن میں چودہ مقامات ہیں کہ جن میں آیت کی تلاوت کرنے سے، پڑھنے والے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے سننے والا سننے کا ارادہ کرے یا نہ کرے۔

(شرح البدایہ صفحہ ۱۴۶ جلد ا)

نوٹ: ریڈیو میں سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا بشرطیکہ براہِ راست تلاوت نہ ہو ورنہ سجدہ واجب ہے البتہ ٹی وی میں سننے سے واجب ہوتا ہے۔ بشرطیکہ براہِ راست قراءت ہو رہی ہے لیکن اگر پہلے کی ریکارڈ کوٹی وی پر چلایا جائے جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو سجدہ نہیں ہے۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ:

سجدۂ تلاوت ایک سجدہ ہوتا ہے دو تکبیروں کے درمیان جن کو زور سے پڑھنا مستحب ہے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جائے کھڑے ہو کر جانا مستحب ہے اور بیٹھ کر اگر جائے تو بھی درست ہے اور سجدہ میں تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے کھڑا ہوجائے نہ

ہاتھوں کو اٹھائے سجدے میں جاتے ہوئے نہ آخر میں تشہد اور سلام پڑھے۔

(شرح التنویر صفحہ ۸۰۳)

سجدۂ تلاوت کی شرائط:

جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں (وضو کا ہونا جگہ کا پاک ہونا بدن اور کپڑے کا پاک ہونا قبلے کی طرف رخ ہونا وہ سب سجدۂ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں سوائے تکبیر تحریمہ کے۔

(فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۸۶ جلد ۱)

جس کے ذمہ بہت سے سجدے باقی ہوں تو وہ اب ان کو ادا کرے تعین کرنا کہ فلانی آیت کا سجدہ ہے ضروری نہیں اور اس میں قضا بھی نہیں ہوتی ہاں دیر کرنا مکروہِ تنزیہی ہے مگر ادا کرنا بہر حال ضروری ہے۔ (شرح التنویر صفحہ ۸۰۵ جلد ۱)

اللہ کے فضل سے نماز کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچی۔
اب روزے کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

روزے کے مسائل

روزہ کسے کہتے ہیں:

شریعت میں جب سے فجر کی نماز کا وقت آتا ہے اس وقت سے سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا، پینا اور جائز خواہش پورا کرنا چھوڑ دینے کا نام روزہ ہے۔

(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۲۵، جلد۱)۔

نوٹ: سحری وافطاری کے اوقات کی دائمی جنتری کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔
آجکل جو مختلف کمپنیاں وغیرہ اپنی مشہوری کیلئے سحری وافطاری کے اوقات کے کارڈ چھاپتی ہیں ان پر اعتماد نہ کرنا چاہیے وہ اکثر غلط ہوتے ہیں اسی طرح اعلانات اور اذان پر بھی اعتماد کرنے کے بجائے بہتر ہے کہ علمائے کرام سے مصدقہ جنتری سے مدد حاصل کی جائے۔

روزے کی نیت کا مطلب

نیت کا زبان سے کہنا تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں دل میں ارادہ ہو تو کافی ہے اور سحری کھانا وغیرہ نیت ہی کہلاتا ہے (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۲۶، جلد۱)۔

رات سے نیت کرنے کا مسئلہ:

نیت اگر صبح صادق سے پہلے نہ کی اور صبح ہوگئی مگر کچھ کھایا پیا نہیں تو بھی شرعی دن کا آدھا حصہ گزرنے سے پہلے نیت کر لینے سے روزہ درست ہو جائے گا اور وہ اس طرح پتہ چلے گا کہ پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوئی ہے اور غروب کتنے بجے ہوتا ہے ان کے درمیان کے گھنٹوں کو شمار کر کے اس کا آدھا لے لیا جائے وہ شرعی آدھا دن ہے (جو زوال سے سوا یا ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ہوتا ہے) اس سے پہلے پہلے نیت کر سکتے ہیں۔ (ردالمحتار صفحہ ۱۳۵، جلد۲)

روزے کی روح اور حقیقت

روزے کی روح اور حقیقت یہ ہے کہ آنکھ، کان، زبان اور پورے جسم کو حرام باتوں اور کاموں سے محفوظ رکھا جائے اپنے آپ کو حلال سے بچائے اور حرام سے نہ بچائے تو یہ کیسا روزہ

ہوااوراسی کوقرآن کریم میں لعلکم تتقون سے تعبیر فرمایا کہ تم گناہوں کوچھوڑو۔

روزہ کی فضیلت اوراسکی تاکید کا بیان

رمضان شریف کے روزوں کی فضیلت احادیث میں بہت آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ کے واسطے اورثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جائینگے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۷۳)

دوسری حدیث میں فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بد بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۷۳)

درِمنثور کی جلد اول میں حدیث ہے کہ روزہ داروں کے لئے قیامت کے دن عرش کے سائے میں دسترخوان بچھایا جائے گا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائینگے اورسب لوگ ابھی حساب میں پھنسے ہوئے ہونگے یہ دیکھ کر وہ لوگ پوچھیں گے کہ یہ کون ہیں کہ کھاپی رہے ہیں اور ہم حساب کتاب میں پھنسے ہوئے ہیں ارشاد ہوگا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اورتم لوگ نہ رکھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان شریف کے ایک دن کا روزہ چھوڑ دے بغیر سفر اور مرضِ شدید کے تو اگر وہ ساری زندگی بھی روزہ رکھ لے تو وہ اس کے برابر فضیلت میں نہیں ہوسکتا۔ (بخاری، ترمذی، ابوداؤد)

روزہ رکھنے کی حکمتیں:

روزہ رکھنے میں بہت سی حکمتیں ہیں مثلاً جسم کی تندرستی، نفس کا مغلوب ہونا، شیطان کی ناراضگی، دل کی صفائی، گناہوں کا معاف ہونا، آخرت میں ثواب ومرتبۂ اعلیٰ حاصل ہونا، فرشتوں کی صفت حاصل ہونا، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا وغیرہ۔

روزہ کی خوبیاں وفوائد:

روزہ کی بہت سی خوبیاں اور فائدے ہیں مثلاً:۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر معلوم ہوکر اُن کا شکرادا کرے گا۔

۲۔ روزہ کی برکت سے ہرکام میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریگا اورتقوی اختیار کریگا۔

۳۔ خواہشاتِ نفسانی کی اصلاح ہوجائیگی اور جذبات میں اعتدال پیدا ہوجائیگا۔

۴۔ فقراء و مساکین پر رحم اور ان کی خدمت کرے گا۔

۵۔ فرشتوں کی صفت سے متصف ہوگا جو کہ کھانے پینے اور ہر قسم کی لذتوں سے پاک ہیں اور ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔

۶۔ صبر کی صفت اور برداشت کی عادت پیدا ہوگی اور مصائب جھیلنے کی مشق ہوگی۔

۷۔ دل میں صفائی آجائیگی جس سے شریعت کی پابندی اور اوامر و نواہی پر عمل آسان ہوجائیگا اور رذائلِ خبیثہ کی بیخ کنی کر کے اخلاق فاضلہ پیدا کرے گا۔

۸۔ روزہ رکھنا دنیا میں روزہ دار کو گمراہی سے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچائے گا۔

۹۔ روزہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔

۱۰۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔

۱۱۔ روزہ دار کو دنیا اور آخرت میں فرحت حاصل ہوگی، دنیا میں جبکہ وہ روزہ افطار کرتا ہے اور آخرت میں جبکہ روزہ دار کو ثواب اور جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہوگا۔

۱۲۔ روزہ فرشتوں کے سامنے روزہ دار کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔

۱۳۔ روزہ دار کا جسم بیماریوں سے تندرست رہتا ہے، روزہ بلغمی امراض اور رطوباتِ ردّیہ کو جسم سے زائل کرتا ہے۔

۱۴۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور گناہوں کی آگ بجھتی ہے۔

۱۵۔ یہ ایک خفیہ عبادت ہے اس لئے اس میں ریاکاری داخل نہیں ہوتی وغیرہ۔

(زبدۃ الفقہ مع قلیل اضافہ)

۱۶۔ بھوک، پیاس برداشت کرنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ مباحات کو ترک کرنے کی مشق کر کے حرام و ناجائز چیزیں ترک کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، حکمِ ربانی کی اطاعت پر ہمت بندھتی ہے۔ بھوک، پیاس کا عملی تجربہ کر کے غریبوں اور بے کسوں کی امداد اور اعانت کا جذبہ ابھرتا ہے۔ غم خواری اور خیر خواہی پر قلوب آمادہ ہوتے ہیں۔ شہوات و خواہشات کی بھٹی ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ نفسانی قوتوں میں انکسار و اضمحلال پیدا ہو کر نفس پر کنٹرول کرنے اور برائی سے بچنے کی توفیق عطا ہوتی ہے۔ پرہیزگاری اور عفت و پاکدامنی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں اور اس کے علاوہ بے شمار دینی و دنیوی فوائد و مصالح کا ذریعہ ہے۔

روزے کی قسمیں

۱۔ **فرضِ معین روزے:**

جن فرض روزوں کا وقت معین ہے وہ ہر سال میں ایک مہینہ یعنی رمضان المبارک کے ادائی روزے ہیں۔ انکی فرضیت قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔

(بدائع ج:۲، ص:۷۵)

۲۔ **فرضِ غیر معین روزے:**

جن فرض روزوں کا کسی خاص وقت میں رکھنا متعین نہ ہو وہ رمضان المبارک کے قضا کے روزے ہیں خواہ وہ کسی عذر کی وجہ سے چھوٹ گئے ہوں یا بلا عذر قضا ہو گئے ہوں۔

(عالمگیری، ج:۱، ص:۱۹۶)

۳۔ **واجب معین روزے:**

۱۔ نذر معین کے روزے یعنی نذر کے وہ روزے جن میں کسی خاص دن یا تاریخ یا مہینے کا تعین ہو، مثلاً کسی نے جمعرات کے روزے کی نذر مانی ہو۔ (سورۃ حج، آیت:۲۹)

۲۔ قسم معین کے روزے۔

۳۔ اگر کسی اکیلے شخص نے رمضان یا شوال کا چاند خود دیکھا ہو اور اس کی شہادت شرعاً قبول نہ کی گئی ہو تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

۴۔ **واجب غیرِ معین روزے:**

۱۔ نذرِ غیرِ معین مثلاً کسی نے ایک غیرِ معین دن کے روزہ کی نذر کی۔ (سورۃ حج، آیت:۲۹)

۲۔ نفل روزہ شروع کرنے کے بعد توڑ دیا ہو تو اس کی قضا واجب ہے خواہ قصداً توڑا ہو یا بلا قصد اور یہ واجب غیرِ معین ہے جب چاہے اس کی قضا کرے۔ (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۰۸)

مسنون روزے

(یعنی جن کا ثواب زیادہ ہے اس لئے کہ حدیث میں ان کی فضیلت آئی ہے)

محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ

۱۔ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھنا مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو یہ روزہ

رکھے گا تو اس کے پچھلے ایک سال کے صغیرہ گناہ معاف ہو جائینگے مگر نویں یا گیارھویں تاریخ کا روزہ ملالے اس لئے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو دسویں تاریخ کا روزہ نویں تاریخ کے ساتھ رکھوں گا۔ (مراقی صفحہ ۳۵۰)

۲۔نویں ذی الحجہ کا روزہ:

۹ ذی الحجہ کے روزہ کی فضیلت یہ ہے کہ ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بلکہ پہلی ذی الحجہ سے روزہ ۹ ذی الحجہ تک لگا تار رکھنا مستحب ہے۔
(فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۳۰، جلد ۱)

۳۔ایامِ بیض کے روزے:

ہر مہینہ کی تیرہویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کے روزے رکھ لے تو سال بھر روزہ رکھنے کا اجر ملتا ہے ابوداؤد شریف کی حدیث ہے صحابہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایامِ بیض یعنی ہر مہینہ کی تیرھویں، چودھویں، پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم فرماتے تھے کہ یہ ایسا ہے کہ گویا سال بھر روزے رکھے۔(عالمگیری، ج:۱، ص:۲۰۱) 36 = 3×12 چھتیس روزے ہوئے پھر ہر ایک کا ثواب دس گناہ بڑھ جاتا ہے تو 360 ہو گئے۔ (سورۂ انعام، آیت:۱۶۱)

مستحب روزے

ا۔شوال کے چھ روزے:

عیدالفطر کے دن کے بعد شوال کے مہینے کے اندر چھ روزے رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔
(مراقی صفحہ ۳۵۰)

۲۔پیر اور جمعرات کا روزہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے۔

نوٹ۔ آج چودہ سو سال کے بعد سائنس کی تحقیق یہاں تک پہنچی ہے کہ جتنے روزے حدیث سے ثابت ہیں ان کا اہتمام کر لینے سے معدہ درست رہتا ہے ورنہ معدہ استعمال ہو ہو کر

گھس جاتا ہے اور ہاضمے کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے عرض کرنے کی غرض یہ ہے کہ سنت میں دین کے تو فوائد ہیں ہی اور یہی ایک مومن کا مقصد ہونا چاہئے لیکن دنیوی فوائد بھی ہیں اللہ رب العزت تمام امتِ مسلمہ کو ان نفلی روزوں کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مکروہِ تحریمی یا حرام روزے:

(۱) عید الفطر کے دن کا روزہ۔

(۲) عید الاضحیٰ کے دن کا روزہ۔

(۳) عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دن یعنی ۱۱، ۱۲، اور ۱۳ ذی الحجہ یعنی ایامِ تشریق کے روزے (ان پانچ دنوں کے روزے حرام ہیں۔ (ان پانچ دنوں کے روزے مکروہِ تحریمی ہیں اور مکروہِ تحریمی حرام کے قریب ہوتا ہے یا حرام ہیں جیسا کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور اہلِ حجاز نے کہا ہے) اور حیض ونفاس کے زمانے میں بھی عورت کے لئے روزہ رکھنا حرام اور قضا رکھنا فرض ہے۔

(ابنِ ماجہ، ص:۱۲۳)

مکروہِ تنزیہی روزے

(جن کے رکھنے پر گناہ تو نہیں البتہ بہتر نہیں ہے)

(۱) عمر بھر کے مسلسل روزے۔ (۲) صرف سنیچر، ہولی، دیوالی، نوروز وغیرہ اور ان ایام وغیرہ کے روزے جن میں اہلِ کتاب یا یہود وغیرہ برکت کے لئے رکھتے ہیں۔ (۳) شک کے دن میں یعنی شعبان کی ۳۰ تاریخ کو روزہ رکھنا مکروہ ہے نصف النہار شرعی تک انتظار کرنا مستحب ہے، مگر کوئی خبر نہ آوے تو روزہ کھول دیں اور اگر شرعی شہادت سے ثابت ہو جائے تو نیت کر لیں۔ البتہ اگر کوئی شخص جمعہ، جمعرات، دوشنبہ وغیرہ کے روزے رکھنے کا عادی ہو یا قضا و کفارہ کے روزے رکھ رہا ہو یا خالص نفل کی نیت کر سکتا ہو تو وہ شک کے دن بھی روزہ رکھ سکتا ہے۔ اور بعد میں رمضان ثابت ہونے پر اس کی قضا نہ آئے گی۔

جن روزوں میں رات سے (یعنی صبح صادق سے پہلے پہلے) نیت ضروری نہیں ہے:

۱۔ رمضان کے ادائی روزے۔

۲۔ نذر کے وہ ادائی روزے جن کا زمانہ معین کیا گیا ہو۔

۳۔ نفل کا ادائی روزہ، اس سے مراد فرض وواجب کے علاوہ باقی روزے ہیں خواہ سنت ہوں یا مستحب یا مکروہ۔ (شامی، ج:۲،ص:۳۷۷)

جن روزوں میں رات سے (یعنی صبح صادق سے پہلے پہلے) نیت ضروری ہے:

(۱) رمضان کے قضائی روزے اور نذرِ مطلق کے روزے۔

(۲) نذرِ معین کے قضائی روزے۔

(۳) نفل روزوں کی قضا جن کو شروع کرنے کے بعد توڑ دیا ہو۔

(شامی، ج:۲،ص:۳۷۷)

رمضان کا روزہ کس پر فرض ہے؟

روزہ ہر مسلمان، عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے بچہ اور مجنون پر فرض نہیں ہے جن پر روزہ فرض ہے وہ روزہ چھوڑ نہیں سکتے جب تک کوئی شرعی عذر نہ ہو اور وہ سفرِ شرعی اور بیماری ہے جس میں روزے کی وجہ سے مرض پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے یا جان چلی جانے کا خوف ہو اور دیندار ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کر دے۔ اس طرح اگر ایسی پیاس لگی کہ اگر روزہ نہ توڑا جائے گا تو ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑنا درست ہے۔

(شرح وقایہ صفحہ ۳۰۴، جلد۱، ردالمحتار صفحہ ۱۲۹، جلد۲ اور فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۳۳، جلد۱)

نوٹ: مزید عذروں کا بیان آگے آرہا ہے۔

وہ اعذار جن سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا یا توڑنا جائز ہے

جن اعذار کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز ہو جاتا ہے تیرہ ہیں:

(۱) ایسا مرض کہ جس سے جان کے ضائع ہونے یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے یا بگڑ جانے کا یا کسی نئے مرض کے پیدا ہو جانے کا یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے یا دیر میں صحت ہونے کا خوف ہو یا آنکھ کے درد کا یا کسی زخم کا یا سر کے درد کا خوف ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز ہے مثلاً کسی کے پیٹ میں اچانک ایسا درد اٹھا کہ بے چین ہو گیا اور اس کو دوا پینا ضروری ہے تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ

دینا درست ہے، اگر ان سب صورتوں میں روزہ رکھنا برداشت کر سکے تو اس کو روزہ رکھنا افضل ہے لیکن اگر ہلاکت کے خوف کا ظنِ غالب ہو تو روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔ (شامی، ج:۲، ص:۱۳۰)

(۲) سفر شرعی جس کی مقدار ۴۸ میل یا اس سے زیادہ ہو۔

مسافر کو اختیار ہے کہ سفر والے دنوں میں روزہ رکھے یا نہ رکھے لیکن اگر روزہ رکھنا ضرر نہ کرتا ہو تو روزہ رکھنا مستحب و افضل ہے اور نہ رکھنا بھی جائز ہے بعد میں قضا کرے لیکن وہ شخص رمضان شریف میں روزہ رکھنے کی فضیلت سے محروم رہے گا اور اگر روزہ رکھنے سے ہلاکت کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔

(۳) جبر و اکراہ:

اگر کسی مریض یا مسافر کو مجبور کیا گیا کہ وہ رمضان کا روزہ توڑ دے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا تو اس پر روزہ توڑ دینا واجب ہے اور شرعاً اس کو روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے حتیٰ کہ اگر اس نے روزہ نہ توڑا اور وہ قتل کر دیا گیا تو گنہگار ہوگا بخلاف اس کے اگر تندرست و مقیم شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ روزہ توڑ دے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائیگا تو اس کو روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے اور روزہ رکھنا (روزہ نہ توڑنا) افضل ہے پس اگر اس نے روزہ توڑنے سے انکار کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا گیا تو اس کو اس پر ثواب ملے گا۔

(۴) حمل (۵) ارضاع (دودھ پلانا):

اگر کوئی حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت خواہ اس بچہ کی ماں ہو، یا دایہ، اپنی یا اپنے بچے کی جان پر ہلاکت یا نقصان کا خوف کرے تو اس کو روزہ نہ رکھنا اور رکھا ہوا ہو تو روزہ توڑ دینا جائز ہے اور اس پر صرف قضا واجب ہوگی۔

(۶) بھوک (۷) پیاس:

ایسی شدید بھوک و پیاس ہو جس سے ہلاکت کا خوف ہو تو مطلق طور پر روزہ افطار کر دینا جائز ہے، اگر کسی روزہ دار کو مشقت کا کام کرنے پر مجبور کیا گیا ہو اور وہ بھوک یا پیاس کی شدت کے باعث روزہ توڑنے پر مجبور ہو جائے یا وہ ابتداء ہی سے روزہ نہ رکھے تو جائز ہے اور اس پر صرف قضا واجب ہوگی لیکن اگر اپنی مرضی سے اس قدر مشقت کا کام کیا تو اس پر روزہ رکھنے کے بعد توڑ

دینے کی صورت میں کفارہ بھی واجب ہوگا۔

(۸) جہاد (دشمن سے جنگ):

(۱) اگر کسی غازی (فوجی) کو یقینا یا غالب گمان ہو کہ رمضان میں اس کو کسی دشمنِ دین سے لڑنا پڑیگا اور روزہ رکھنے کی صورت میں اس کو کمزوری اور لڑنے میں کمی آنے کا خوف ہو تو اس کو لڑائی شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھنا یا روزہ رکھنے کے بعد توڑ دینا جائز ہے خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم ہو۔

(۹) بڑھاپا و ضعف:

شیخِ فانی خواہ مرد ہو یا عورت اگر وہ روزہ پر قادر نہ ہو تو اس کو اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور اس پر ہر روزہ کے بدلہ فدیہ دے دینا فرض ہے۔

(۱۰) حیض (۱۱) نفاس:

(۱) اگر کسی عورت کو حیض یا نفاس جاری ہو تو وہ روزے نہ رکھے اور ان روزوں کو رمضان المبارک کے بعد قضا کرے۔

(۲) اگر کسی عورت نے حیض کی حالت میں رات کے وقت یعنی طلوعِ فجر سے پہلے روزے کی نیت کی پھر فجر طلوع ہونے سے پہلے پاک ہوگئی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۳) اگر حیض یا نفاس والی عورت طلوعِ فجر کے بعد نصف النہار سے پہلے پاک ہوئی تو اس کو اس دن نہ فرض روزہ رکھنا صحیح ہے نہ نفلی روزہ، اور اس پر حیض و نفاس کے دوسرے دنوں کے ساتھ اس دن کے روزہ کی بھی قضا واجب ہوگی۔

(۱۲) بیہوشی:

(۱) ایامِ بیہوشی کے تمام روزوں کی قضا ہے اگر چہ تمام ماہِ رمضان بیہوش رہا ہو، وہ یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہوگئے۔

(۲) جس شخص کو ماہِ رمضان میں بیہوشی ہوگئی اور وہ ایک دن سے زیادہ بیہوش رہا تو جس دن اس کو بیہوشی شروع ہوئی ہے اس دن کے روزہ کی قضا واجب نہیں ہے خواہ بیہوشی رات میں طاری ہوئی ہو یا دن میں، اس کے بعد کے دنوں کی قضا ہے، لیکن اگر وہ شخص ایسا مریض یا مسافر ہو

جوروزے نہ رکھتا ہو یا ایسا بیباک شخص ہو جس کو تمام رمضان میں روزے رکھنے کی عادت ہی نہ ہو یا اس دن اس کے حلق میں دوا ڈالی گئی ہو تو اس پر بیہوشی والے دن کے روزہ کی قضا بھی واجب ہوگی، یہ حکم اس وقت ہے جبکہ اس کو اس دن کے روزہ کی نیت کرنا یا نہ کرنا یاد نہ ہو لیکن اگر وہ جانتا ہے کہ اس نے روزہ کی نیت کی ہے تو بلاشک وشبہ اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے اور اگر وہ جانتا ہے کہ اس نے روزہ کی نیت نہیں کی ہے تو اس دن کا روزہ نہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔

(۱۴) جنون:

ماہِ رمضان میں پورا مہینہ دن رات جنون کے رہنے سے روزوں کا فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے پس اگر کسی شخص پر رمضان کا پورا مہینہ جنون طاری رہا ہو تو اس پر ماہِ رمضان کے روزوں کی قضا بالاتفاق واجب نہیں ہے۔

(۲) اگر ماہِ رمضان کی پہلی رات کو افاقہ تھا پھر وہ صبح کو مجنون ہو گیا اور پورا مہینہ جنون طاری رہا تو اس پر کسی روزے کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر ماہِ رمضان میں کسی وقت ایک ساعت بھی اس کو افاقہ ہو گیا تو اس پر گذشتہ دنوں کے روزوں کی قضا واجب ہوگی۔ (زبدۃ الفقہ)

روزے کی سنتیں اور مستحبات

(۱) سحری کھانا سنت ہے، حدیث شریف میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہود ونصاریٰ، اور ہمارے روزوں میں صرف سحری کا فرق ہے یعنی وہ سحری نہیں کھاتے اور ہم سحری کھاتے ہیں (مسلم، ج:۱،ص۳۵۰، ترمذی، ج:۱،ص:۱۵۰) ایک دو لقمے کھا لینے یا ایک دو گھونٹ پانی پی لینے سے سحری کی سنت ادا ہو جاتی ہے پس اگر کسی شخص کو کھانے پینے کی حاجت نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کم از کم ایک دو لقمے یا ایک دو کھجور یا چھوہارے ہی کھا لے یا ایک دو گھونٹ پانی ہی پی لے تاکہ اس کی سحری کی سنت ادا ہو جائے، (الترغیب والترھیب، ج:۲،ص:۲۶۲) مستحب یہ ہے کہ سحری میں میٹھی چیز کھجور وغیرہ بھی شامل ہو (ابوداؤد) اور سحری کھانے میں ضرورت سے زیادہ کثرت نہ کرے۔

(۲) سحری دیر سے کھانا مستحب ہے اور بعض کے نزدیک سنت ہے (اگرچہ آخر وقت میں ایک گھونٹ پانی ہی پی لے) تاخیر کرنا اس وقت تک مستحب ہے جبکہ یقین یا گمان غالب ہو کہ ابھی رات باقی ہے یعنی صبح صادق سے پہلے یقینی طور پر یا گمان غالب کے مطابق سحری سے

فارغ ہو جانا چاہئے جب وقت میں شک واقع ہو جائے تو اب سحری کھانا مکروہ ہے۔
(عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۰)

(۳) جن روزوں کیلئے دن میں روزہ رکھنے کی نیت کرنا جائز ہے ان سب صورتوں میں رات کو یعنی صبح صادق سے پہلے روزہ کی نیت کرنا مستحب وافضل ہے۔

(۴) روزہ کی نیت زبان سے بھی کہنا سنت ہے، زبان سے نیت کیلئے مثلاً یوں کہے
وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ (عالمگیری، ج: ۱، ص:۱۹۵)

(۵) سورج غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا افضل ہے، مستحب یہ ہے کہ نمازِ مغرب سے پہلے افطار کرے، (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۰) ابر وغبار والے دن زیادہ جلدی نہ کرے بلکہ پوری طرح اطمینان کر لے، (بدائع، ج:۲،ص:۱۰۶) جو شخص بلند جگہ مینار وغیرہ پر ہو تو جب تک اس کے نزدیک سورج غروب نہ ہو جائے اس وقت تک روزہ افطار نہ کرے اگرچہ نیچے والوں کے نزدیک غروب ہو چکا ہو اور وہ افطار کر چکے ہوں کیونکہ بلندی والوں کے لئے ان کے اپنے مطلع کا اعتبار ضروری ہے اور نیچے والوں کے لئے ان کے اپنے مطلع کا اعتبار ضروری ہے۔

(۶) چھوہارے یا کھجور سے افطار کرنا سنت ہے اور ان کا طاق عدد ہونا الگ سنت ہے، اگر یہ نہ ہوں تو پھر کسی اور میٹھی چیز سے افطار کرنا سنت ہے، اگر کوئی بھی میٹھی چیز نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا سنت ہے، (ترمذی، ج:۱،ص:۱۵۰) بعض لوگ نمک کی کنکری سے روزہ کھولنا سنت سمجھتے ہیں اور اس میں بڑا ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط عقیدہ ہے۔

(۷) افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔
"اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَصَوْمَ الْغَدِمِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ نَوَيْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، یاصرف یہ کہے، اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ".
(عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۰)

روزہ دار کے لئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرتے وقت دنیا و آخرت کے لئے جو دعا چاہے مانگے اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھے
"ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ انشاء اللّٰهُ تعالٰی"

(۸) اگر کسی مؤمن کو روزہ افطار کرائے تو افطار کرانے والے کو بھی اسی کے مثل اجر حاصل ہوگا، اگر چہ ایک گھونٹ لسی یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی کے ساتھ افطار کرائے۔
(مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۱۷۳)

(۹) روزہ دار کے لئے اپنے اعضاء یعنی کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کو مکروہات مثلاً بری باتوں جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم، شہوت کی نظر، فحش گوئی، ظلم، دشمنی، ریا کاری وغیرہ سے بچانا مستحب ہے یعنی اس سے روزے کا پورا اجر وثواب حاصل ہوتا ہے اگر چہ تمام گناہوں سے بچنا ہر وقت فرض ہے لیکن روزہ دار کیلئے اس کی اور زیادہ تاکید ہے۔

روزہ کے تین درجے ہیں:

اول: عام لوگوں کا روزہ، اور وہ یہ ہے کہ کھانے پینے اور جماع سے رکا رہے، یہ روزہ کا ادنیٰ درجہ ہے۔

دوم: خواص یعنی صالحین کا روزہ، اور وہ یہ ہے کہ عوام کی طرح کھانے پینے اور جماع سے بھی رُکا رہے اور اپنے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضائے بدن کو گناہوں سے بچاتا رہے اور مباح امور میں مصروف رہنے سے بھی حتی الامکان بچتا رہے۔

سوم: اخص الخواص کا روزہ، اور وہ یہ ہے کہ اس میں عوام وخواص کے روزہ کی صفات بھی پائی جائیں اور ساتھ ہی وہ اپنے قلب کو ادنیٰ خواہشات اور دنیاوی افکار سے باز رکھے اور اپنے دل کو غیر اللہ سے پوری طرح ہٹا کر ہر وقت مشاہدۂ حق میں مستغرق رہے البتہ جو دنیاوی کام دین کے معاون ہیں وہ آخرت کا سرمایہ ہیں ان میں مشغول ہونے سے اخص الخواص کے روزہ میں کوئی حرج نہیں ہوتا لیکن حتی الامکان ان امور سے بھی بچتا رہے اور یہ درجہ انبیاء علیہم السلام وصدیقین اور مقربین اولیاء اللہ کے روزے کا ہے اور یہ سب سے اعلیٰ درجہ کا روزہ ہے۔

(۱۰) روزہ کی حالت میں جس وقت چاہے مسواک کرسکتا ہے ہر وقت مستحب ہے، اور جس وقت منھ کی بو متغیر ہو جائے اور سوکر اٹھنے کے بعد اور ہر عبادت کے وقت یعنی وضو کرتے وقت، نماز پڑھتے وقت، قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اور درس وتدریس وغیرہ کے وقت اس کی زیادہ تاکید ہے۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۱۹۹)

(۱۱) رمضان المبارک میں اور دنوں کی نسبت عبادات اور خیرات کی کثرت کرنا خصوصاً رمضان

کے اخیر عشرہ میں راتوں کو جاگنا مستحب ہے اور مسجد میں اعتکاف کرنا سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے جیسا کہ اعتکاف کے بیان میں مذکور ہے۔

رمضان کی ابتداء ایک ملک میں اور آخر میں دوسرے ملک میں ہونے کا مسئلہ:

ایک شخص نے ایک ملک میں روزے رکھنے شروع کیے پھر دوسرے ملک میں چلا گیا مثلاً پاکستان میں روزے رکھنے شروع کیے اور پھر مکہ چلا گیا تو وہیں کے حساب سے روزے بھی رکھنے پڑیں گے اور عید بھی کرنی پڑے گی۔ اب اگر اس شخص نے مکہ میں عید کر لی اور یہ شخص پاکستان میں ہوتا تو اس کے ۳۰ روزے ہوتے لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ بعد میں ایک روزہ رکھ لے اور اگر مکہ سے پاکستان آیا ہے اور ۳۰ روزے پورے کر کے آیا ہے اور یہاں ۲۹واں روزہ ہے تو اس پر ۳۱ روزے رکھنا لازم نہیں، اختیار ہے چاہے رکھے چاہے نہ رکھے البتہ روزہ رکھنا افضل ہے اگر چہ وہ نفل ہو جائینگے، البتہ روزہ نہ رکھنے کی صورت میں روزہ داروں کے سامنے کھانا پینا جائز نہ ہوگا۔
(کتاب الآثار، ص:۱۱۷)

وہ صورتیں جن میں روزہ مکروہ نہیں ہوتا:

- ☆ کسی قسم کا انجکشن یا ٹیکہ لگوانا۔ (شامی، ج:۲، ص:۳۹۵)
- ☆ کسی عذر سے رگ کے ذریعہ گلوکوز چڑھوانا۔ (بدائع، ج:۲، ص:۹۳)
- ☆ سخت ضرورت کے وقت خون چڑھوانا۔ (البحر الرائق، ج:۲، ص:۴۷۶)
- ☆ طاقت کا انجکشن لگوانا۔ (شامی، ج:۲، ۳۹۵)
- ☆ ایسی آکسیجن دینا جو خالص ہو اور اس میں ادویات کے اجزاء شامل نہ ہوں (ر)۔
- ☆ کلی کرنے کے بعد منہ کی تری نگلنا۔ (شامی، ج:۲، ص:۳۹۶)
- ☆ اپنا لعابِ دہن جو اپنے منہ میں ہو نگل لینا، البتہ اسے منہ میں جمع کر کے نگلنا نہیں چاہیے کہ یہ مکروہ ہے۔ (عالمگیری، ج:۱، ص:۱۹۹)
- ☆ ضرورت کے وقت کوئی چیز چکھ کر تھوک دینا۔ (تاتارخانیہ، ج:۲، ص:۳۸۰)
- ☆ ناک کو اس قدر زور سے سڑک لینا کہ حلق کے اندر چلی جائے۔ (شامی، ج:۲، ص:۴۰۰)

☆ دانت اس طرح نکلوانا کہ روزہ بے خطرادا ہوجائے اور خون حلق میں نہ جائے۔ (ر۔ب)
☆ دانتوں سے نکلنے والا خون نگل لینا بشرطیکہ وہ لعابِ دہن سے کم ہو اور منہ میں خون کا ذائقہ معلوم نہ ہو۔ (شامی، ج:۲، ص:۳۹۶)
☆ نکسیر پھوٹنا جسکا خون پیٹ میں نہ جائے۔ (البحر الرائق، ج:۲، ص:۲۷۳)
☆ چوٹ وغیرہ کے سبب جسم سے خون نکلنا۔ (بدائع، ج:۲، ص:۹۲)
☆ کسی زہریلی چیز کا ڈسنا۔ (ب)۔
☆ مرگی کا دورہ پڑنا۔ (ب)۔
☆ بواسیر کے مسّوں کو (جن کا محل عموماً پاخانہ کی جگہ کا کنارہ ہوتا ہے) طہارت کے بعد اندر دبا دینا۔ (ب)
☆ حلق میں بلا اختیار دھواں، گرد وغبار یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا۔ (شامی، ج:۲، ص:۳۹۵)
☆ بھول کر کھانا، پینا یا بھول کر بیوی سے صحبت کرنا۔ (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۰۲)
☆ اگر جماع کا اندیشہ نہ ہو تو بیوی سے بوس وکنار کرنا۔ (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۷۶)
☆ سوتے ہوئے احتلام (غسل کی حاجت) ہوجانا۔ (البحر الرائق، ج:۲، ص:۲۷۲)
☆ کان میں پانی ڈالنا، یا بے اختیار پانی کا چلے جانا۔ (شامی، ج:۲، ص:۳۹۶)
☆ خود بخود قے آنا۔ (شامی، ج:۲، ص:۱۰۳)
☆ آنکھوں میں دوا یا سرمہ لگانا۔ (در مع الرد، ج:۲، ص:۳۹۵)
☆ مسواک کرنا۔ (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۰۲)
☆ سر اور بدن میں تیل لگانا۔ (شامی، ج:۲، ص:۳۹۵)
☆ عطر یا پھولوں کی خوشبو سونگھنا۔ (شامی، ج:۲، ص:۴۱۷)
☆ دھونی دینے کے بعد اگربتی اور لوبان کی خوشبو سونگھنا جب کہ ان کا دھواں باقی نہ رہے۔ (شامی، ج:۲، ص:۴۱۷)
☆ رومال بھگو کر سر پر ڈالنا اور کثرت سے نہانا۔ (فتاویٰ دار العلوم، ج:۶، ص:۲۵۹)
☆ بچہ کو دودھ پلانا۔ (البحر الرائق، ج:۲، ص:۲۷۸)
☆ پان کی سرخی اور دوا کا ذائقہ منہ سے ختم نہ ہونا۔ (عالمگیری، ج:۲، ص:۳۹۶)

وہ صورتیں جن میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر مکروہ ہوجاتا ہے:

☆ ٹوتھ پیسٹ، منجن، مسی، دنداسہ اور کوئلہ وغیرہ سے دانت صاف کرنا جب کہ ان کا کوئی جزو حلق میں نہ جانے پائے۔ (شامی، ج:۲،ص:۲۱۶)

☆ نفس کے بے اختیار ہوکر صحبت ہوجانے یا انزال ہوجانے کا خطرہ ہو تو بیوی سے بوس وکنار کرنا، معانقہ کرنا اور ساتھ لیٹنا۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۷۶)

☆ بلاضرورت کسی چیز کو چبانا یا چکھ کر تھوکنا۔ (تاتارخانیہ، ج:۲،ص:۳۸۰)

☆ غیبت کرنا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۰)

☆ لڑنا، جھگڑنا اور گالی گلوچ کرنا، خواہ کسی انسان کو گالی دے یا بے جان چیز کو۔(ا۔ر)۔

☆ خون دینا، پچھنے لگانا، جس سے ضعف کا خوف ہو۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۰)

☆ اپنے منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۱۹۹)

☆ بلاعذر رگ کے ذریعہ گلوکوز چڑھوانا۔(ب)

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور صرف قضا واجب ہوتی ہے یہ ہیں:

☆ ڈاڑھ نکلوائی اور خون حلق میں چلا گیا۔ (شامی، ج:۲،ص:۳۹۶)

☆ کسی مرض کی وجہ سے اتنا خون یا پیپ دانتوں سے نکل کر حلق میں چلا جائے جو لعابِ دہن کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جس کی علامت یہ ہے کہ تھوک میں ان کا رنگ نظر آئے اور منہ میں ذائقہ محسوس ہو۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۳)

☆ ناک اور کان میں تر دوا ڈالنا اور ایسی ناس لینا یا خشک سفوف ڈالنا جس کا جوف دماغ میں پہنچنا یقینی ہو۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۲)

☆ مشت زنی کرنا (یعنی اپنے ہاتھ سے منی نکالنا)۔ (البحر الرائق، ج:،ص:۲۷۲)

☆ بیوی کا بوس وکنار کرنے کی وجہ سے انزال ہونا۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۴)

☆ ایسی چیز کا نگل جانا جسے عادتاً کھایا نہیں جاتا جیسے کنکر اور لکڑی کا ٹکڑا وغیرہ۔

(بدائع، ج:۲،ص:۹۹)

☆ یہ سمجھ کر کہ احتلام سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، روزہ افطار کر لینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۶)

☆ بیماری یا کسی مجبوری میں روزہ افطار کر لینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۱۳)

☆ سحری کا وقت خیال کر کے صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھالینا۔
(الجوہرۃ النیرۃ، ج:۱،ص:۱۷۴)

☆ یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے افطار کر لینا۔ (ہدایۃ، ج:۱،ص:۲۰۷)

☆ روزہ یاد ہو مگر وضو کرتے ہوئے یا نہاتے ہوئے بلا اختیار حلق میں پانی چلا جانا۔
(عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۲)

☆ غروبِ آفتاب سے پہلے چاند صاف نظر آیا کسی عالم نے وثوق سے افطار کر لینے کا فتویٰ دیا، جب کہ خود کو اس بارے میں مسئلہ معلوم نہ تھا اس لئے افطار کر لیا اس صورت میں قضاء بھی کرے اور استغفار بھی البتہ اس عالم پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔ (شامی، ج:۲،ص:۳۴۲)

☆ قصداً منہ بھر کرتے کر لینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۱۴)

☆ لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا۔ (شامی، ج:۲،ص:۳۹۵)

☆ منہ میں آنسو یا پسینے کے قطرے چلے جائیں اور منہ میں ان کا ذائقہ محسوس ہو اور روزہ دار ان قطروں کو نگل لے۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۳)

قضا روزے کا بیان

(۱) رمضان شریف کے جو روزے کسی وجہ سے قضا ہو گئے ہوں جہاں تک ہو سکے جلدی ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے، قضا رکھنے میں بلا وجہ دیر لگانا گناہ ہے۔ (بدائع، ج:۲،ص:۲۶۵)

(۲) قضا روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح طلوع ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہیں ہوتی بلکہ وہ روزہ نفل ہوگا قضا کا روزہ پھر سے رکھے (جیسا کہ نیت کے بیان میں مذکور ہے)۔ (السراج الوہاج، ج:۱،ص:۱۹۶)

(۳) رمضان شریف کے جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں خواہ سب کو ایک ساتھ متواتر رکھ لے یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے دونوں طرح درست ہے۔ (بدائع، ج:۲،ص:۲۶۵)

(۴) اگر رمضان کے قضا روزے ابھی نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب رمضان کے ادا

روزے رکھے اور عید الفطر گزر جانے کے بعد قضا روزے رکھے لیکن بلا وجہ اتنی دیر کرنا بُری بات اور گناہ ہے۔ (عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۸)

(۵) جس شخص کے رمضان کے روزے فوت ہو گئے اور وہ ماہِ رمضان انتیس دن کا تھا تو وہ دنوں کی تعداد کے مطابق روزے قضا کرے یعنی انتیس روزے قضا کے رکھے اور اگر وہ مہینہ تیس دن کا تھا یا اس کو معلوم نہیں ہے کہ وہ مہینہ انتیس دن کا تھا یا تیس دن کا تھا تو وہ پورے تیس روزے رکھے۔ (بدائع، ج:۲،ص:۹۷)

وہ صورتیں جن میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں:

وہ صورتیں جن میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں یہ ہیں۔
قضا یہ ہے کہ ایک روزہ کی قضا میں ایک روزہ رکھا جائے۔ اور کفارہ کا بیان آگے آرہا ہے۔

☆ جان بوجھ کر کچھ کھا پی لینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۲)

☆ کسی بزرگ کا تھوک تبرکاً چاٹ لینا، یا بیوی یا اپنے بچے کا لعاب نگل لینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۶)

☆ مسئلہ معلوم ہو یا نہ ہو اپنی بیوی سے صحبت کرنا جب کہ روزہ یاد ہو۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۶)

☆ جان بوجھ کر کچا گوشت یا چاول کھا لینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۶)

☆ جان بوجھ کر سگار، حقہ، بیڑی اور سگریٹ وغیرہ پینا۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۰۶)

☆ اگر کسی نے تھوڑی سی نسوار روزہ کی حالت میں منہ کے اندر رکھ کر فوراً نکال دی اور اس کا پورا یقین ہو کہ نسوار کا کوئی جز و حلق میں نہیں گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ وہ بالاتفاق مکروہ ہے مگر چونکہ عادتاً ایسا ہونا (مشکل) ہے کہ نسوار کا جز و حلق میں نہ جائے خصوصاً جب کہ استعمال کرنے والے کافی دیر تک منہ میں رکھے رہتے ہیں اور ذرا دیر رکھنے سے مقصد بھی حاصل نہیں ہوتا اور اس کے رہنے سے لعاب بھی زیادہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا مروجہ طور پر نسوار استعمال کرنا مفسدِ صوم ہی قرار دیا گیا ہے اور اس سے قضا و کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ (ر)

نوٹ: ان مسائل کے آخر میں ''الف'' سے مراد احکامِ رمضان المبارک مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور ''ب'' سے مراد مہنامہ البلاغ اور ''ر'' سے مراد مسائلِ روزہ مولف مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب ہیں۔

کفارہ کا بیان

واضح رہے کہ کفارہ صرف ادائے رمضان میں ہے بشرطیکہ نیت صبح صادق سے پہلے کر لی ہو اور دن میں ایسا عذر نہ آیا ہو جس سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

کفارہ کے مسائل

(۱) رمضان کا ادائی روزہ توڑ دینے کے کفارہ میں پہلے غلام آزاد کرنا واجب ہے اگر غلام نہ ملے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھے اس طور پر کہ ان میں رمضان المبارک شامل نہ ہو اور پانچ دن جن میں روزہ رکھنا منع ہے یعنی عید الفطر و عید الاضحیٰ اور تین ایامِ تشریق درمیان میں نہ آئیں، اگر کفارہ کے روزوں کی مدت میں ایک روزہ بھی چھوڑ دیا یا توڑ دیا خواہ عذر مثلاً بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کیا ہو یا بلا عذر کیا ہو وہ سب روزے کفارہ میں شمار نہیں ہوں گے بلکہ اب پھر نئے سرے سے پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنے ہوں گے (شامی، ج:۲، ص:۴۱۲) لیکن عورت کے لئے حیض کے ایام میں روزہ نہ رکھنے سے ان روزوں کا پے در پے ہونا منقطع نہیں ہوتا اس لئے اس کو نئے سرے سے رکھنے کا حکم نہیں ہے مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ جب حیض سے پاک ہو جائے تو متصل ہی پھر روزے شروع کر دے تاکہ پہلے روزوں کے ساتھ اتصال ہو جائے اگر پاک ہونے کے بعد ایک دن بھی ناغہ کر دیا تو اس کو بھی نئے سرے سے دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنے لازم ہوں گے۔ (البحر الرائق، ج:۲، ص:۲۷۷)

نفاس والی عورت کا حکم حیض والی عورت کی طرح نہیں ہے بلکہ نفاس پے در پے ہونے کو منقطع کر دیتا ہے اور اس کو نفاس سے پاک ہونے کے بعد نئے سرے سے دو ماہ کے روزے پے در پے رکھنا واجب ہے۔ (البحر الرائق، ج:۴، ص:۱۰۵)

مسئلہ: اگر کفارہ کے روزے چاند دیکھ کر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کر دیئے تو چاند کے حساب سے پورے دو مہینے کے روزے رکھے خواہ وہ دونوں مہینے کامل یعنی تیس تیس دن کے ہوں یا دونوں ناقص یعنی انتیس انتیس دن کے ہوں یا ایک کامل اور ایک ناقص ہو، اور اگر چاند کی پہلی تاریخ کے علاوہ کسی اور دن سے روزے شروع کئے تو ساٹھ روزے پورے کرے اگر اس صورت میں انسٹھ روزے پورے کر کے روزہ چھوڑ دیا تو اس پر نئے سرے سے دو مہینے کے روزے

رکھنے واجب ہوں گے۔ (زبدۃ الفقہ)

(۲) اگر کوئی شخص کفارہ کے دو ماہ کے پے در پے روزے رکھنے پر قادر نہ ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں یا فقیروں کو صبح وشام دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے خواہ ان کا پیٹ تھوڑے میں بھر جائے۔ اور اگر کھانا دینا چاہے تو ہر مسکین یا فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار کے برابر اناج یا اسکی رقم دے دیں۔ (ہندیہ، ج:۱، ص:۵۱۴)

مسئلہ: اگر ایک ہی مسکین کو ایک ہی دن میں کفارہ کا سارا کھانا ایک دفعہ میں یا تھوڑا تھوڑا کر کے دے دیا تو صرف ایک دن کا ادا ہوگا۔ اس لئے ایک کم ساٹھ مسکینوں کو اور دینا چاہئے یہی حکم ایک دن میں ایک ہی فقیر یا مسکین کو کفارہ کے اناج کی قیمت دینے کا ہے یہ صرف ایک دن کا ادا ہوگا۔ (ہندیہ، ج:۱، ص:۵۱۳)

(۳) اگر کسی نے ایک سال کے رمضان کے دنوں میں کئی دفعہ روزہ توڑا اور کسی روزہ کا بھی کفارہ ادا نہیں کیا تو اس پر اُن سب روزوں کے توڑنے کا صرف ایک ہی کفارہ کافی ہوگا اور اگر ایک روزہ توڑنے کے بعد اس کا کفارہ ادا کر دیا پھر دوبارہ روزہ توڑ دیا تو اب اس کا الگ کفارہ دینا واجب ہوگا اگر کسی نے الگ الگ رمضان کا ایک ایک روزہ توڑ دیا اور دونوں روزوں کا کفارہ ادا نہیں کیا تو دونوں روزوں کا الگ الگ کفارہ دینا واجب ہوگا۔ (شامی، ج:۲، ص:۴۱۳)

فدیہ کے مسائل

فدیہ کون ادا کرسکتا ہے:

جو شخص ایسے بوڑھاپے میں بتلا ہے کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں یا اتنا بیمار ہے کہ اب صحت مند ہونے کی امید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے بلکہ اگر وہ فدیہ دینے پر قادر ہو تو ہر روزے کے بدلہ ایک مسکین کو صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر غلہ دیدے یا اس کی قیمت دیدے۔ (عالمگیری، ج:۱، ص:۲۰۷)

اور جس کا عذر زائل ہونے والا ہو مثلاً مسافر یا مریض ہو تو اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے اور اس کو اپنی زندگی میں فدیہ دینا جائز نہیں ہے لیکن اگر ان کو قضا نہ کرسکا تو مرتے وقت ان

دنوں کے روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا اس پر واجب ہے۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۲۳)

ہر مسکین کے لئے صدقۂ فطر کی پوری مقدار شرط نہیں:

اگر ایک فقیر کو دو دن کا فدیہ ایک صاع گندم دیدیا یا ایک فقیر کو تمام روزوں کا فدیہ دیدیا یا ایک روزہ کے فدیہ کا گیہوں تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیا تو جائز ہے۔

(شامی، ج:۲،ص:۴۲۷)

فدیہ رمضان کے شروع میں بھی دے سکتے ہیں:

فدیہ دینے میں یہ اختیار ہے کہ تمام روزوں کا فدیہ شروع رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے۔ یا کل فدیہ آخر رمضان میں ایک ہی دفعہ دیدے، اگر شیخ فانی آنے والے دن کا فدیہ رات کے وقت دیدے تو جائز ہے۔ (شامی، ج:۲،ص:۴۲۷)

فدیہ ادا کرنے کے بعد صحت کا مسئلہ:

اگر فدیہ دینے کے بعد صحت مل گئی اور روزے رکھنے کی طاقت آ گئی تو سب روزے قضا کرنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۲۰۷، جلد ۱)

فدیہ کی وصیت کا مسئلہ:

اگر کوئی مرتے وقت وصیت کر جائے کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دیدینا تو اس کا ولی کفن دفن اور قرض ادا کرنے کے بعد بقیہ مال کے تیسرے حصہ میں سے جتنا فدیہ نکلے دیدے باقی واجب نہیں ہاں اگر کوئی دوسرا اپنے مال میں سے رضا مندی سے دیدے تو بھی انشاء اللہ تعالیٰ معافی ہو جائے گی۔ (شرح التنویر ج:۲ صفحہ ۱۸۸، وشامی، ج:۲،ص:۴۲۳)

فدیہ کا حقدار کون ہے؟

جن لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے انہی کو فدیہ کی رقم دے سکتے ہیں۔

(عالمگیری، ج:۱،ص:۲۰۷)

شبِ قدر کا بیان

شبِ قدر کی فضیلت:

اس رات کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ اس میں قرآن پاک کا نزول ہوا اور اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی ۸۳ سال کی عبادت سے بہتر ہے پھر بہتر ہونے کی کوئی حد مقرر نہیں ہے کتنی بہتر ہے دوگنی چوگنی دس گنی سوگنی۔

اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ جو شخص شبِ قدر میں عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو اس رات کی خیر و برکت سے محروم رہے وہ بالکل ہی محروم بدنصیب ہے۔

اور ترمذی اور ابنِ ماجہ شریف کی حدیث ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ میں شبِ قدر پاؤں تو کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دعا کیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی

یا اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں میری خطائیں معاف فرما دیجئے۔

لیلۃ القدر کی تعیین:

ایک بات تو یہ سمجھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا تو شبِ قدر کی تعین کو اٹھا لینا اور اس کا مخفی رکھنا یقیناً حکمت کے تحت ہے اور بظاہر یہ بھی ہے کہ بندے اس کی تلاش میں سال بھر عبادت کو اپنا مشغلہ بنائیں اور ایک رات میں عبادت پر اکتفا کر کے پورے سال غافل نہ ہو جائیں جیسے کہ ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا شبِ قدر کونسی ہے فرمایا:

اے خواجہ تو چہ می پرسی شبِ قدر چیست

ہر شب شبِ قدر است گر تو قدر دانی

اے دوست شبِ قدر کے بارے میں کیا پوچھتے ہو کونسی ہے اگر قدر جانو تو ہر رات شبِ قدر ہے اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ اتنی بات تو قرآن کی صراحت سے ثابت ہے کہ شبِ قدر رمضان المبارک میں آتی ہے مگر تاریخ کی تعین میں علماء کے ہدایت کی روشنی میں

مختلف اقوال ہیں جو چالیس تک پہنچے ہیں۔

مگر تفسیر مظہری میں ہے کہ ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے میں ہوتی ہے۔ مگر آخری عشرہ کی کوئی خاص تعیین نہیں ان میں سے کسی بھی رات میں ہو سکتی ہے وہ ہر رمضان میں بدلتی بھی رہتی اور ان دس میں سے خاص کر طاق راتوں ۲۱۔۲۳۔۲۵۔۲۷۔۲۹ میں سے کسی ایک میں احادیث کی رو سے زیادہ احتمال ثابت ہوتا ہے۔

کیا مختلف جگہوں میں مختلف شبِ قدر ہو سکتی ہے:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اختلافِ مطالع کے سبب مختلف ملکوں اور شہروں میں شبِ قدر مختلف دنوں میں ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ ہر جگہ کے اعتبار سے جو رات شبِ قدر قرار پائے گی اس جگہ اسی رات میں شبِ قدر کی برکات حاصل ہوں گی۔

علامات شبِ قدر:

درِ منثور اور بیہقی میں ہے کہ حضرت عبادہؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ذکر کی ہے کہ اس رات کی منجملہ علامات کے یہ بھی ہے کہ وہ رات کھلی ہوئی چمکدار ہوتی ہے صاف و شفاف نہ زیادہ گرم اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ معتدل گویا کہ اس میں انوار کی کثرت سے چاند کھلا ہوا ہے اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیاطین کو نہیں مارے جاتے ہیں اور اس کے بعد کی صبح کو سورج بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار ٹکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند اللہ جل شانہٗ نے اس دن آفتاب کے طلوع کے وقت شیطان کو اس کے ساتھ نکلنے سے روک دیا۔

ان میں سے شعاع کے بغیر آفتاب کا طلوع ہونا بہت سی احادیث میں ہے اور یہ علامت ہمیشہ ہوتی ہے باقی علامات کا پایا جانا ضروری نہیں۔ اسی طرح سمندر کا پانی میٹھا ہو جاتا ہے عبدہ ابن ابی لبابہ کہتے ہیں کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو سمندر کا پانی چکھا تو بالکل میٹھا تھا۔

ایوب بن خالد کہتے ہیں کہ مجھے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو بالکل میٹھا تھا اور یہ تیئیسویں شب کا قصہ ہے۔

مشائخ نے لکھا ہے کہ شبِ قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے حتی کہ درخت زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں مگر ان چیزوں کا تعلق امورِ کشفیہ سے ہے جو ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتے۔

اور تفسیرِ قرطبی میں ہے شبِ قدر میں بعض حضرات کو خاص انوار کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے مگر نہ سب کو حاصل ہوتا ہے اور نہ رات کی برکات اور ثواب حاصل ہونے میں ایسے مشاہدات کا کوئی دخل ہے اس لئے اس کی فکر میں نہیں پڑنا چاہئے۔

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کی تعریف

شریعت میں اعتکاف کے معنی مرد کا ایسی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا جس کا امام و مؤذن مقرر ہو یعنی اس میں پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا ہوتی ہو، اور عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا۔

اعتکاف کی تین قسمیں

(۱)۔واجب (۲)۔سنتِ مؤکدہ (۳)۔مستحب

واجب وہ ہوتا ہے جس کی نذر کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اعتکاف کرونگا یا ویسے ہی اپنے اوپر کچھ دنوں کا اعتکاف لازم کر لیا تو وہ واجب ہو جاتا ہے۔

اور سنتِ مؤکدہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالالتزام ثابت ہے مگر یہ بعض کے کرنے سے سب کے ذمہ سے اتر جاتا ہے اس کو سنتِ مؤکدہ علی الکفایۃ کہتے ہیں

اور مستحب یہ ہے کہ کسی بھی وقت مسجد میں اعتکاف کی نیت کر لے جتنی دیر مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پاتا رہے گا۔

(درِمختار صفحہ ۱۵۵/۱۵۶، جلد ۱، عالمگیری صفحہ ۲۰۹، جلد ۱، البحر الرائق صفحہ ۲۹۹، جلد ۲)

اعتکاف کی فضیلت

اعتکاف کی بڑی فضیلت ہے حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن کے نفلی اعتکاف سے جہنم سے تین خندقیں دور کر دیا جاتا ہے اور ایک خندق کی مسافت اتنی ہے جتنی زمین و آسمان، مشرق و مغرب کے درمیان کی مسافت ہے اور مغرب سے عشاء کے درمیان کے اعتکاف سے جنت میں ایک محل بنا دیا جاتا ہے۔

اعتکاف کی خوبیاں

اعتکاف کی بہت سی خوبیاں ہیں اُن میں سے کچھ یہ ہیں

۱۔ اپنے قلب کو دنیاوی امور سے فارغ کرنے کا ذریعہ ہے، اعتکاف کرنے والا اپنے آپ کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگا دیتا ہے اور دنیا کے اشغال سے اپنے آپ کو الگ کر دیتا ہے تاکہ اللہ کے فضل و کرم کے ساتھ اس کی طرف التجا کرنے کے لئے اس کا تقرب حاصل کرے۔

۲۔ اعتکاف کرنے والے کے تمام اوقات نماز میں صرف ہوتے ہیں خواہ حقیقۃً ہوں یا حکماً کیونکہ وہ ہر وقت نماز یا جماعت کے انتظار میں رہتا ہے۔

۳۔ اعتکاف کرنے والا اپنے اندر فرشتوں کے ساتھ مشابہت پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا اور نافرمانی سے بچتا اور کھانا پینا بقدرِ امکان ترک کرتا ہے۔

۴۔ اعتکاف کرنے والا روزہ دار ہوتا ہے اور روزہ دار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔

۵۔ اعتکاف کرنے والا شیطان اور دنیا کے مکر و غلبہ سے محفوظ ہوتا ہے گویا کہ مضبوط قلعہ میں محفوظ ہو جاتا ہے۔

۶۔ اعتکاف کرنے والا اپنے پروردگار کے گھر کو لازم پکڑتا ہے تاکہ وہ اس کی حاجت پوری کرے اور اس کو بخش دے۔

۷۔ اعتکاف اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو اشرف الاعمال ہے۔

۸۔ اعتکاف کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

۹۔ اعتکاف عبادت ہے کیونکہ اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بندگی و عاجزی کا اظہار

کرتا اور بقدرِ امکان ہر وقت دوسری عبادات میں مشغول رہتا ہے۔

خواتین کا اعتکاف

خواتین رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن سورج چھپنے سے ذرا پہلے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آئے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کر رکھی ہو اس جگہ پر جم کر بیٹھیں اور صرف بیت الخلاء کی حاجت اور کھانا پینا لینے کے لئے اگر کوئی موجود نہ ہو تو اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی کھانا، پانی دینے والا ہو تو اس کے لئے بھی نہ اٹھے۔ (مراقی علی حاشیۃ الطحاوی صفحہ ۳۸۳)

ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سوئے اور بہتر یہ ہے کہ خاموش نہ بیٹھی رہے بلکہ قرآن یا نفلیں یا تسبیح جو توفیق ہو وہ پڑھے۔ (شرح التنویر صفحہ ۲۱۷، جلد ۲)

دورانِ اعتکاف ماہواری کا حکم

اگر ماہواری آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں اعتکاف درست نہیں۔

(شرح التنویر صفحہ ۲۰۸، جلد ۲)۔

اور میاں بیوی والے تعلقات بھی چھوڑ دے۔ (مراقی صفحہ ۳۸۴)

نوٹ: اعتکاف جتنی اہم عبادت ہے کہ اس میں بندہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے اور اپنی اور اعزاء کی بخشش کروانے اور اللہ کا بننے کے لئے دھرنا دے کر اللہ کے در کا بھکاری بن جاتا ہے اتنا ہی اس میں کوتاہی سے کام لیا جاتا ہے نہ مسائل کی رعایت ہوتی ہے نہ وقت کو قیمتی بنایا جاتا ہے بلکہ مسجد کی بے حرمتی اور شور وغل کرنے کی نحوست سے آدمی ہمیشہ اعتکاف سے در کنار مسجد میں فرض نماز سے بھی اپنے کو محروم کر دیتا ہے اس لئے اس کے مسائل اور معتکف کے لئے ضروری ہدایات اور مختصر دستور العمل چوبیس گھنٹے کیسے گزارے تفصیل سے نقل کیا جاتا ہے تاکہ اس عبادت کا مقصود حاصل ہو اللہ تعالیٰ ساری امتِ مسلمہ کو اس نعمتِ عظمیٰ کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

اعتکاف کی شرطیں

اعتکاف کے صحیح ہونے کی شرطیں:

۱۔نیت: خواہ اعتکاف واجب ہو یا سنت یا نفل ہو اس کی صحت کے لئے نیت کا ہونا شرط ہے، نیت کے بغیر اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے یعنی واجب اعتکاف نیت کے بغیر کرنے سے اس کے ذمہ سے ادا نہیں ہوگا اور نفلی اعتکاف نیت کے بغیر کرتے سے اس کا ثواب حاصل نہیں ہوگا۔

واجب اور سنت اعتکاف میں جب کسی ایسے کام کے لئے مسجد سے باہر جائے جس کے لئے جانا اعتکاف والے کے لئے جائز ہے تو مسجد میں واپس آنے پر اس کو نئے سرے سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲۔ مسجد میں اعتکاف کرنا: جس مسجد میں اذان و اقامت ہوتی ہو وہاں اعتکاف کرنا درست ہے اور اس مسجد میں اعتکاف کرنا درست نہیں ہے جس میں پانچوں وقت کی نماز کے لئے جماعت قائم نہ ہوتی ہو، جامع مسجد میں مطلقاً اعتکاف جائز ہے خواہ وہاں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو، یا نہ ہوتی ہو، سب سے افضل یہ ہے کہ مسجد الحرام میں اعتکاف کرے پھر مسجدِ نبوی (ﷺ) میں افضل ہے پھر مسجدِ اقصیٰ یعنی بیت المقدس میں پھر ان تینوں مساجد کے علاوہ کسی جامع مسجد میں افضل ہے اور یہ حکم اسوقت ہے جبکہ جامع مسجد میں پانچ وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو ورنہ اپنے محلہ کی مسجد میں جس میں پانچ وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو افضل ہے تاکہ نماز باجماعت کے لئے اس کو دوسری جگہ جانے کی ضرورت نہ پڑے، پھر جس مسجد میں نمازی زیادہ ہوں اور وہاں جماعت بڑی ہوتی ہو وہ افضل ہے۔

۳۔روزہ: واجب یعنی نذر کے اعتکاف میں روزہ شرط ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک مہینہ کا اعتکاف روزوں کے بغیر کروں تو اس پر واجب ہے کہ وہ اعتکاف کرے اور روزے بھی رکھے۔

اگر کسی نے رات کے ساتھ دن کے اعتکاف کی بھی نیت کی تب بھی درست نہیں ہے کیونکہ اس نے نذر میں دن کو رات کے تابع کیا ہے پس جب متبوع میں نذر باطل ہوگئی تو تابع میں بھی باطل ہو جائے گی لیکن اگر دن کے اعتکاف کی نذر کی اور اس کے ساتھ رات کے اعتکاف کی بھی

نیت کی تو دونوں کا اعتکاف لازم ہوگا۔

اگر کسی نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں رات اور دن کا اعتکاف کروں تو اس پر لازم ہے کہ رات اور دن کا اعتکاف کرے اگر چہ رات کا روزہ نہیں ہوتا لیکن رات اس میں تبعاً داخل ہو جائے گی۔

نفلی اعتکاف میں روزہ شرط نہیں ہے۔

اور مسنون اعتکاف یعنی رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے پس اگر کسی نے مثلاً مرض یا سفر وغیرہ عذر کی وجہ سے رمضان کے اخیر عشرہ کے روزہ نہیں رکھے اور اس عشرہ کا اعتکاف کیا تو یہ اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ کی جگہ ادا نہیں ہوگا بلکہ نفلی ہوگا۔ اگر کسی نے رمضان کے مہینے کے اعتکاف کی نذر کی تو اس کی نذر صحیح ہے یعنی یہ نذر اس پر لازم ہو جائے گی اور رمضان کے روزے اعتکاف کے روزوں کے بجائے کافی ہو جائیں گے لیکن اگر اس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اعتکاف نہ کیا تو اس پر لازم ہے کہ اس اعتکاف کی قضا کے لئے کسی اور مہینے کا اعتکاف لگا تار کرے اور اس میں روزے رکھے اور اگر کسی نے ماہِ رمضان میں اعتکاف کی نذر کی اور اس نے ماہِ رمضان کے روزے نہیں رکھے پھر لگا تار ایک مہینے کے روزے مع اعتکاف کے قضا کئے تو جائز ہے۔

۴۔ مسلمان ھونا: کیونکہ کافر عبادت کی اہلیت نہیں رکھتا۔

۵۔ عاقل ھونا: کیونکہ مجنون نیت کی اہلیت نہیں رکھتا، اصل میں یہ دونوں امر نیت کے لئے شرط ہیں۔

۶۔ جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ھونا: کیونکہ جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں مسجد میں آنا منع ہے اور اعتکاف کی عبادت مسجد کے بغیر ادا نہیں ہوتی۔

بالغ ہونا اعتکاف کی صحت کے لئے شرط نہیں ہے پس سمجھ والے لڑکے کا اعتکاف صحیح ہوگا جیسا کہ اس کا نفلی روزہ درست ہو جاتا ہے، مرد ہونا اور آزاد ہونا بھی شرط نہیں ہے پس عورت کا اعتکاف خاوند کی اجازت سے جائز ہے۔

اور جب عورت کو اس کے خاوند نے اعتکاف کی اجازت دیدی تو اب اس کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس کا منع کرنا صحیح نہیں ہے۔

معتکفین کے لئے ضروری ہدایات

اعتکاف میں بیٹھنے والے حضرات درج ذیل امور کا خیال رکھیں۔

۱۔ معتکف بالغ اور باریش ہو اور اس کی عمر ۱۸ سال سے زائد ہو۔

۲۔ معتکف اپنا زیادہ وقت عبادات، تلاوت اور ذکرِ الٰہی میں گزاریں۔

۳۔ جو باتیں گناہِ کبیرہ اور حرام ہیں اعتکاف کی حالت میں ان سے خاص طور پر بچیں، مثلاً جھوٹ بولنا، جھوٹی قسمیں کھانا، یا کسی کا مذاق اڑانا، غیبت کرنا، غرور و تکبر کرنا، ریاکاری اور عیب جوئی کرنا وغیرہ علاوہ ازیں نہ کسی کو تکلیف پہنچائیں نہ کسی سے لڑائی جھگڑا کریں۔

۴۔ سیاسی گفتگو سے پرہیز کریں۔

۵۔ کسی کو دنیا کی فضول باتیں کرنے کے لئے نہ بلائے اور اس سے دنیا کی باتیں کرنے سے بچیں کیونکہ یہ مکروہ اور گناہ ہے اس کی وجہ سے نیکیاں بھی ضائع ہوتی ہیں۔

۶۔ آپس میں ہنسی مذاق، دل لگی اور تفریح کے لئے محفل جمانے سے باز رہیں۔

۷۔ مسجد میں سگریٹ، بیڑی یا نشہ آور چیزیں استعمال کرنے سے مکمل احتیاط برتیں۔

۸۔ ایسی باتوں سے پرہیز کریں جن کی وجہ سے مسجد یا اعتکاف کے انتظام میں بدنظمی پیدا ہو یا شور وغل کا سبب بنے جس کی وجہ سے دوسرے معتکفین حضرات کے آرام یا ان کی عبادت میں خلل واقع ہو۔

۹۔ مسجد میں ریڈیو، اخبار اور اسلحہ نہ لائیں۔

۱۰۔ مسجد کے اندر گیس یا مٹی کے تیل کا چولہا جلانا ممنوع ہے اگر ناگزیر ہو تو مسجد کے باہر وضوخانہ میں جلائیں۔

۱۱۔ اعتکاف خانہ میں مسجد کی دری یا فرش پر اپنی پاک وصاف چادر ضرور بچھائیں تاکہ مسجد کا فرش وغیرہ گندہ نہ ہو نیز کھانے، پینے میں دسترخوان بچھانے کا اہتمام کریں۔

۱۲۔ اعتکاف خانہ نہایت صاف وستھرا رکھیں اور اپنا سامان بھی سلیقہ سے رکھیں۔

۱۳۔ مسجد کے پنکھے اور لائٹ بقدرِ ضرورت استعمال کریں بلاضرورت استعمال کرنے سے اور کھلا چھوڑ کر چلے جانے سے سخت احتیاط کریں۔

۱۴۔ دورانِ اعتکاف بیرونی حضرات کی دعوت عام کرنے اور انہیں بلا کر اپنے پاس بٹھائے

رکھنے کی ممانعت ہے آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے عرض و مناجات کے لئے آئے ہیں اس میں مشغول رہیں۔

۱۵۔ مسجد کے انتظام میں کوئی مداخلت نہ کریں۔

۱۶۔ دورانِ اعتکاف کسی شکایت یا ضرورت کے سلسلے میں مسجد کی انتظامیہ سے رجوع کریں خود منتظم نہ بنیں۔

اعتکاف کے ضروری مسائل

مسنون اعتکاف میں معتکف درج ذیل امور کے لئے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔

ا۔ پیشاب، پاخانے کی ضرورت کے لئے۔

ب۔ غسلِ جنابت کے لئے جب کہ مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو۔

ج۔ وضو کرنے کے لئے جب کہ مسجد میں رہتے ہوئے وضو کرنا ممکن نہ ہو۔

د۔ کھانے پینے کی ضروری اشیاء باہر سے لانے کے لئے جب کہ کوئی اور شخص لانے والا موجود نہ ہو۔

ز۔ جس مسجد میں اعتکاف کیا ہے اگر اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو جمعہ کی نماز کے لئے دوسری مسجد میں جانا درست ہے۔

س۔ مسجد کے گرنے کی صورت میں دوسری مسجد میں منتقل ہونا درست ہے اور منتقل ہونے کے لئے مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا بشرطیکہ وہاں سے نکلنے کے بعد راستے میں کہیں نہ ٹھہرے بلکہ سیدھا دوسری مسجد میں چلا جائے ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

ط۔ اگر کوئی موذن اعتکاف میں بیٹھا ہو اور اسے اذان دینے کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑے تو اس کے لئے باہر نکلنا جائز ہے مگر اذان دینے کے بعد باہر نہ ٹھہرے بلکہ فوراً مسجد میں آجائے۔

مذکورہ بالا ضروریات کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے مسجد کی حدود سے باہر نکلنا جائز نہیں اگر ایک لمحے کے لئے بھی معتکف حدودِ مسجد سے باہر نکل جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً تھوکنے، ناک صاف کرنے، منجن یا پیسٹ کرنے، برتن دھونے یا کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں

ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کے لئے حدودِ مسجد سے باہر ہوتی ہے لہٰذا ان کاموں کے لئے بھی وہاں نہ جائے ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا البتہ مسجد کے اندر رہتے ہوئے اگلدان یا سلفچی میں ہاتھ دھونا یا وضو کی نالی میں مسجد سے باہر ہاتھ منہ نکال کر یہ کام کر سکیں تو کر سکتے ہیں۔

۲۔ جن امورِ بالا کے لئے مسجد کی حدود سے نکلنا جائز ہے ان سے فارغ ہونے کے بعد راستے میں ایک لمحہ کے لئے بھی جان کر یا بھول کر ٹھہرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اس لئے اس کی سخت احتیاط کریں البتہ بیت الخلاء یا غسل خانے مشغول ہوں تو خالی ہونے تک اس کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔

۳۔ مسجد سے باہر سلام یا بات چیت کا مسئلہ:

بیت الخلاء جاتے وقت یا وہاں سے آتے وقت راستے میں گھر میں کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا یا مختصر بات چیت کرنا جائز ہے بشرطیکہ یہ بات چیت چلتے چلتے کی جائے اس کے لئے ٹھہرنا نہ پڑے۔ اگر جان کر یا بھول کر ٹھہر گئے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ معتکف کے لئے سگریٹ نوشی کا مسئلہ:

مسجد میں معتکف کو سگریٹ پینے سے بچنا ضروری ہے۔ سخت مجبوری ہو تو جب وہ بیت الخلاء کے لئے نکلے تو راستے میں چلتے چلتے بیڑی، سگریٹ پینا جائز ہے بشرطیکہ اس غرض سے ٹھہرنا نہ پڑے اور پھر منہ کی بدبو دور کر کے مسجد میں آئے۔

۵۔ حالتِ اعتکاف میں احتلام اور غسلِ جمعہ کا مسئلہ:

معتکف کو احتلام ہو جانے کی صورت میں غسلِ جنابت کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے غسلِ جنابت کے سوا کسی اور غسل کے لئے مسجد سے جانا جائز نہیں۔ لہٰذا جمعہ کے غسل یا ٹھنڈک کی غرض سے غسل کرنے کے لئے باہر جانا جائز نہیں اگر اس غرض سے معتکف باہر نکلے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ نمازِ جنازہ اور بیمار پرسی کا مسئلہ:

جب نمازِ جنازہ پڑھنے والے اور لوگ موجود ہوں تو کسی معتکف کو نمازِ جنازہ میں شرکت کے

لئے یا کسی کی بیمار پرسی کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں ہے۔

۷۔ دورانِ اعتکاف روزہ ٹوٹ جانے کا مسئلہ:

اعتکاف کے لئے چونکہ روزہ شرط ہے اس لئے اگر کسی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے تو اس سے اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا۔

۸۔ بیوی کے ساتھ ہم بستری کا مسئلہ:

بیوی کے ساتھ ہم بستری کرنے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں ہو یا رات میں مسجد میں ہو یا باہر۔

۹۔ دورانِ اعتکاف بیمار ہو جانے کا مسئلہ:

اعتکاف کے دوران کوئی ایسی بیماری پیدا ہوگئی جس کا علاج مسجد سے باہر نکلے بغیر ممکن نہیں تو اعتکاف توڑنا جائز ہے اس صورت میں اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا لیکن توڑنے کے بعد اس کی قضا لازم ہوگی۔

۱۰۔ کسی دوسرے کی بیماری کا مسئلہ:

ماں، باپ یا بیوی بچوں میں سے کسی کی سخت بیماری کی وجہ سے بھی اعتکاف توڑنا جائز ہے اس مجبوری میں گناہ نہیں ہوگا لیکن توڑنے کے بعد اس کی قضا لازم ہوگی۔

۱۱۔ اعتکاف کی قضا کا مسئلہ:

اگر کسی بھی وجہ سے اعتکافِ مسنون ٹوٹ جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے صرف اس دن کے قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں اور ایک دن کی قضا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اسی رمضان المبارک میں وقت باقی ہو تو اسی رمضان المبارک میں کسی دن غروبِ آفتاب سے پہلے اگلے دن غروبِ آفتاب تک قضا کی نیت سے اعتکاف کرلیں اور اگر رمضان المبارک میں وقت باقی نہ ہو یا کسی وجہ سے اس میں اعتکاف کرنا ممکن نہ ہو تو رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی دن روزہ رکھ کر ایک دن کے لئے اعتکاف کیا جاسکتا ہے۔

(احکامِ اعتکاف اور مسائلِ اعتکاف)

معتکف کے لئے مختصر دستور العمل

معتکف درج ذیل امور پر عمل کر کے زیادہ سے زیادہ اعتکاف کو بہتر بنا سکتا ہے کیونکہ وہ دربارِ خداوندی میں اسی لئے حاضر ہوا ہے اور اس کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے۔ مثلاً

۱۔ تمام نمازیں باجماعت اور تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنے کا خیال رکھنا۔

۲۔ مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نفل اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات نفل ادا کرنا، آیت الکرسی اور چاروں قل ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں دم کر کے ان کو سارے بدن پر پھیرنا یہ دم تین بار کرنا چاہئے۔

۳۔ عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علمِ دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کرنا یا کسی مستند اور معتبر عالمِ دین کے درس میں شرکت کرنا۔

۴۔ شبِ قدر میں مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر و تلاوت اور نوافل میں مشغول رہنا اور جب سونے کو دل چاہے تو سنت کے مطابق قبلہ رو ہو کر سونا (اگر باآسانی ممکن ہو)۔

۵۔ سحری میں طبعی ضروریات سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق وضو کرنا، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور تہجد کی نفلیں ادا کرنا اور نوافل سے فارغ ہو کر کچھ دیر خاموشی سے ذکر و تسبیح میں مشغول رہنا اور خوب گڑگڑا کر اپنے جملۂ مقاصد حسنہ اور فلاحِ دارین کی دعائیں مانگنا۔

۶۔ سحری کھانا اور سحری سے فارغ ہو کر نمازِ فجر کی تیاری کرنا، جب تک نماز کے انتظار میں رہیں استغفار یا ذکر یا دعا میں مشغول رہنا۔

۷۔ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر آیت الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کرنا اور پھر پورے جسم پر پھیرنا اور یہ دم تین بار کرنا اور سبحان اللہ، الحمدللہ، لاالہ الااللہ، استغفر اللہ اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھنا۔

۸۔ اشراق کے وقت کم از کم دو زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعات اشراق ادا کرنا۔ چاشت کی کم از کم دو رکعات اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعات نفل ادا کرنا اور جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کرنا۔

۹۔ جب زوال ہو جائے تو کم از کم دو رکعات ورنہ چار رکعات نفل سنن زوال ادا کرنا اور نمازِ ظہر کے انتظار میں صفِ اول میں بیٹھنا اور تکبیرِ اولیٰ کا اہتمام کرنا۔

۱۰۔ صلوٰۃ التسبیح پڑھنا اور زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنا۔

۱۱۔ نمازِ عصر سے فارغ ہو کر تلاوت کرنا ان تسبیحات کو ادا کرنا جن کا ذکر نمبر ۷ میں گزرا ہے اور دعا میں مشغول رہنا یہ وقت بہت قیمتی ہے اس کو ضائع کرنے سے بطورِ خاص بچنا۔

۱۲۔ جو باتیں حالتِ اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کرنا جن کی کچھ تفصیل اعتکاف کے ضروری مسائل میں آچکی ہے اس کا بغور مطالعہ کرنا۔

۱۳۔ معتکفین پر لازم ہے کہ صفِ اول میں خود ہی آ کر بیٹھیں خود کہیں دوسری جگہ ہوں اور تولیہ اور چادر وغیرہ سے جگہ روکنا درست نہیں اس سے بچنا اور ہر قول و فعل نشست و برخاست اور طرزِ عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا بے حد اہتمام رکھنا، اپنی صفائی کا خیال رکھنا اور مسجد کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھنا۔

۱۴۔ اپنی اور دیگر احباب اور معتکفین اور عام مسلمانوں کی مغفرت کی دعائیں کرنا، اللہ تعالیٰ سے امیدوارِ رحمت رہنا، مایوسی سے بچنا۔

آخری جمعہ اور خاص تصورات:

اس آخری جمعہ کے بارے میں بعض لوگوں کے ذہنوں میں کچھ خاص تصوّرات ہیں جن کی اصلاح ضروری ہیں۔ عام طور پر ہمارے معاشرے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ آخری جمعہ جس کو ''جمعۃ الوداع'' بھی کہتے ہیں، یہ کوئی مستقل تہوار ہے اور اس کے کچھ خاص احکام ہیں، اس کی کوئی خاص عبادتیں ہیں جو حضور ﷺ نے تجویز فرمائی ہیں۔ اور لوگوں نے اس دن عبادت کرنے کے مختلف طریقے گھڑ رکھے ہیں، مثلاً جمعۃ الوداع کے دن اتنی رکعتیں نوافل پڑھنی چاہئے اور ان رکعتوں میں فلاں فلاں سورتیں پڑھنی چاہئے۔

جمعۃ الوداع کوئی تہوار نہیں:

خوب سمجھ لیجئے کہ اس قسم کی کوئی ہدایت حضور اقدس ﷺ نے نہیں دی، جمعۃ الوداع بحیثیتِ جمعۃ الوداع کوئی تہوار نہیں، نہ اس کیلئے حضور اقدس ﷺ نے کوئی احکام الگ سے عطا فرمائے نہ اس دن میں عبادت کا کوئی خاص طریقہ بتلایا نہ اس دن میں کسی خاص عمل کی تلقین فرمائی

جو عام دنوں میں نہ کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ عام جمعوں کی طرح ایک جمعہ ہے، البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ویسے تو رمضان المبارک کا ہر لمحہ ہی قابلِ قدر ہے لیکن رمضان کا جمعہ بڑا قابلِ قدر ہے۔ حدیث کے بیان کے مطابق رمضان ''سیّدالشہور'' ہے یعنی تمام مہینوں کا سردار ہے اور جمعہ ''سیّدالایام'' ہے، یعنی تمام دنوں کا سردار ہے لہٰذا جب رمضان المبارک میں جمعہ کا دن آتا ہے تو اس دن میں دو فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں، ایک رمضان کی فضیلت، اور دوسری جمعہ کی فضیلت، اس لحاظ سے رمضان کا ہر جمعہ بڑا قابلِ قدر ہے۔

یہ آخری جمعہ زیادہ قابلِ قدر ہے:

اور آخری جمعہ اس لحاظ سے قابلِ قدر ہے کہ اس سال یہ مبارک دن دوبارہ نہیں ملے گا سارے رمضان میں چار یا پانچ جمعہ ہوتے ہیں، تین جمعے گزر چکے ہیں اور یہ اب آخری جمعہ ہے، اب اس سال یہ نعمت میسّر آنے والی نہیں، اللہ تعالیٰ نے اگر زندگی دی تو شاید آئندہ سال یہ نعمت دوبارہ مل جائے، اس لئے یہ ایک نعمت ہے جو ہاتھ سے جا رہی ہے، اس کی قدر و منزلت پہچان کر انسان جتنا بھی عمل کر لے، وہ کم ہے۔ بس اس جمعۃ الوداع کی یہ حقیقت ہے، ورنہ یہ نہ تو کوئی تہوار ہے، نہ اس کے اندر کوئی خاص عبادت اور خاص عمل مقرر ہے۔

جمعۃ الوداع اور جذبۂ شکر:

البتہ جب جمعۃ الوداع کا دن آتا ہے تو دل میں دو قسم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ہر مومن کے دل میں یہ جذبات پیدا ہونے چاہئیں، ایک مسرت اور شکر کا جذبہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں رمضان المبارک عطا فرمایا، اور رمضان المبارک میں روزہ رکھنے کی، تراویح پڑھنے کی اور تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمائی، یہ بات قابلِ شکر اور قابلِ مسرت ہے، اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس لئے کہ نہ جانے کتنے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو گذشتہ سال ہمارے ساتھ روزوں میں تراویح میں شریک تھے۔ لیکن اس سال وہ زمین کے نیچے جا چکے، ان جانے والوں سے رمضان کے ایک ایک لمحے کی قدر و قیمت پوچھے وہ یہ حسرت کر رہے ہیں کہ کاش ان کو رمضان کے کچھ لمحات اور مل جاتے تو وہ اپنے نامۂ اعمال میں اضافہ کر لیتے، لیکن ان کا وقت ختم ہو چکا، اب حسرت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان المبارک کے یہ لمحات عطا فرما رکھے ہیں۔

غافل بندوں کا حال

اور اس لحاظ سے اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ بہت سے بندے ایسے ہیں کہ جن کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ کب رمضان آیا تھا اور کب چلا گیا، العیاذ باللہ العلیّ العظیم ۔ نہ ان کو روزے رکھنے سے کوئی غرض، نہ تراویح پڑھنے سے کوئی مطلب ۔ اللہ بچائے! آنکھوں پر غفلت کے پردے پڑے ہوئے ہیں، رمضان کے آنے پر ان کے نظام الاوقات میں، ان کے کھانے پینے کے اوقات میں اور انکے سونے جاگنے کے اوقات میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایسے غافل لوگوں میں شامل نہیں فرمایا، اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اے اللہ! آپ نے ہمیں روزہ رکھنے کی توفیق بخشی، تراویح پڑھنے کی توفیق بخشی، اگر ہم بھی ان میں شامل ہوجاتے تو نہ جانے ہمارا کیا حشر ہوتا، اس لئے شکر ادا کرنے اور مسرت کا موقع ہے۔

نماز روزے کی ناقدری نہ کریں

ہمارے ذہنوں میں بعض اوقات جو خیالات آتے ہیں کہ ہم نے روزہ تو رکھ لیا لیکن روزہ کا حق ادا نہیں کیا، تراویح تو پڑھ لی لیکن اس کا صحیح حق ادا نہ ہوسکا، تراویح میں نہ خشوع تھا اور نہ خضوع تھا، دل کہیں تھا، دماغ کہیں تھا، اسی حالت میں ہم نے تراویح ادا کرلی۔ یہ خیال لاکر بعض لوگ اس روزے کی اور تراویح کی ناقدری کرتے ہیں۔ ارے بھائی! یہ ناقدری کی چیز نہیں، یہ نماز کیسی بھی ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دربار میں حاضری کی توفیق عطا فرمادی، یہ توفیق بذاتِ خود ایک نعمت ہے، لہٰذا اس توفیق پر شکر ادا کرو، اس حاضری کی ناقدری نہ کریں، یہ نہ کہیں کہ ہم نے نماز کیا پڑھی؟ ہم نے تو ٹکریں ماریں اور اٹھک بیٹھک کرلی۔ ارے اللہ جل شانہ کو تمہارے ساتھ کچھ خیر ہی کا معاملہ کرنا تھا، اسی لئے تمہیں مسجد کے دروازہ پر لے آئے، اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ خیر مقصود نہ ہوتی تو تمہیں ان لوگوں میں شامل کردیتے جنہوں نے کبھی مسجد کی شکل تک نہیں دیکھی، اسی لئے ان عبادات کی ناقدری نہ کریں بلکہ ان پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

سجدہ کی توفیق عظیم نعمت ہے

ہم نے جیسی تیسی نماز پڑھ لی، نہ اسمیں خشوع تھا نہ اسمیں خضوع تھا، وہ نماز بیجان اور بے روح سہی، لیکن قبول ہو کہ نہ ہو پھر بھی ایک نعمت ہے۔

روزے دار کیلئے دو خوشیاں:

اللہ جلّ شانہ کا اس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ہمیں رمضان المبارک عطا فرمایا اور اس مہینے کی برکتوں سے ہمیں نوازا، اور اس میں روزے رکھنے اور تراویح پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی، اور پھر اس مبارک مہینے کے اختتام پر اس مہینے کی انوار وبرکات سے مستفید ہونے کی خوشی میں ''عیدالفطر'' عطا فرمائی۔ حدیث شریف میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

للصائم فرحتان فرحة عند افطاره وفرحة حين يلقىٰ ربّه'.

(نسائی، کتاب الصیام، باب فضل الصیام)

یعنی اللہ تعالیٰ نے روزے دار کیلئے دو خوشیاں رکھی ہیں ایک خوشی وہ ہے جو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب قیامت کے روز اپنے پروردگار سے جا کر ملاقات کرے گا۔ اصل خوشی تو وہی ہے جو آخرت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی، انشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ ہر صاحبِ ایمان کو یہ خوشی عطا فرمائے۔ آمین۔

وہ سجدہ جسے ترے آستاں سے نسبت ہے

یہ سجدہ جسے اللہ تعالیٰ کے آستانے پر کرنے کی توفیق ہوگئی یہ بھی ایک نعمت ہے پہلے اس کا شکر ادا کرلیں۔ بے شک ہم اسکا حق ادا نہیں کر پائے، بے شک ہماری طرف سے اس میں کوتاہیاں رہیں، لیکن ان کوتاہیوں کا علاج یہ نہیں کہ ان عبادات کی ناقدری شروع کردیں، بلکہ ان کوتاہیوں کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں، استغفار کریں اور یہ کہیں کہ اے اللہ! آپ نے ہمیں عبادات کی توفیق عطا فرمائی، اس پر آپ کا شکر ہے، لیکن ہم سے اس عبادت میں کوتاہی ہوئی، اے اللہ! ہم اس پر استغفار کرتے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

اس استغفار کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کوتاہیوں کا ازالہ فرمادیں گے۔

افطار (عید) کے وقت خوشی

لیکن اس آخرت کی خوشی کی تھوڑی سی جھلک اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی رکھدی ہے۔ یہ وہ خوشی ہے جو افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ پھر یہ افطار دو قسم کے ہیں: ایک افطار وہ ہے جو روزانہ رمضان میں روزہ کھولتے وقت ہوتا ہے، اس افطار کے وقت ہر روزہ دار کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دیکھئے! سارے سال کھانے پینے میں اتنا لطف اور اتنی خوشی حاصل نہیں ہوتی جو لطف اور خوشی رمضان المبارک میں افطار کے وقت حاصل ہوتی ہے، ہر شخص اس کا تجربہ کرتا ہے علماءِ کرام روزانہ کے اس افطار کو "افطارِ اصغر" کا نام دیتے ہیں۔ اور دوسرا افطار وہ ہے جو رمضان المبارک کے ختم پر ہوتا ہے جس کے بعد عید الفطر کی خوشی ہوتی ہے، اس کو "افطارِ اکبر" کہتے ہیں اس لئے کہ سارے مہینے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں روزے رکھنے اور اسکی بندگی اور عبادت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ عید کے دن خوشی اور مسرت عطا فرماتے ہیں۔ یہ خوشی آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت حاصل ہونے والی خوشی کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے جو اللہ تعالیٰ نے عید کی شکل میں بندوں کو عطا فرمائی ہے۔

اسلامی تہوار دوسرے مذاہب کے تہواروں سے مختلف ہے

اور یہ بھی اسلام کا نرالا انداز ہے کہ پورے سال میں صرف دو تہوار اور دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں، جب کہ دنیا کے دوسرے مذاہب اور ملتوں میں سال کے دوران بہت سے تہوار منائے جاتے ہیں، عیسائیوں کے تہوار الگ ہیں، یہودیوں کے تہوار الگ ہیں، ہندوؤں کے تہوار الگ ہیں، لیکن اسلام نے صرف دو تہوار مقرر کئے ہیں، ایک عید الفطر اور دوسری عید الاضحیٰ۔ اور ان دونوں تہواروں کو منانے کیلئے جن دنوں کا انتخاب کیا گیا، وہ بھی دنیا سے نرالے ہیں، اگر آپ دوسرے مذاہب کے تہواروں پر غور کریں گے تو یہ نظر آئے گا کہ وہ لوگ ماضی میں پیش آنے والے کسی اہم واقعے کی یادگار میں تہوار مناتے ہیں۔ مثلاً عیسائی ۲۵ ردسمبر کو "کرسمس" کا تہوار مناتے ہیں، اور بقول ان کے یہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا دن ہے، حالانکہ تاریخ کے اعتبار سے یہ بات درست نہیں، لیکن انہوں نے اپنے طور پر یہ سمجھ لیا ہے کہ ۲۵ ردسمبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام دنیا میں تشریف لائے تھے، چنانچہ آپ کی یاد کی پیدائش میں انہوں نے "کرسمس" کے دن کو تہوار کیلئے مقرر کرلیا ہے۔

جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر چلے گئے، اس دن کی یاد میں یہودی اپنا تہوار مناتے ہیں۔ ہندوؤں کے یہاں بھی جو تہوار ہیں وہ بھی ماضی کے کسی نہ کسی واقعہ کی یاد میں منائے جاتے ہیں۔

اسلامی تہوار ماضی کے واقعے سے وابستہ نہیں

جبکہ اسلام نے جو دو تہوار ''عیدالفطر'' اور ''عیدالاضحیٰ'' مقرر کیے ہیں، ماضی کا کوئی واقعہ اس دن کے ساتھ وابستہ نہیں، یکم شوال کو عیدالفطر منائی جاتی ہے، اور دس ذی الحجہ کو عیدالاضحیٰ منائی جاتی ہے، ان دونوں تاریخوں میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اسلام نے نہ تو حضور اقدس ﷺ کی ولادت کے دن کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ قرار دیا، نہ ہی حضور اقدس ﷺ کے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کے واقعہ کو ''عید'' کا دن قرار دیا، نہ ہی حضور اقدس ﷺ کے بدر کے میدان میں فتح حاصل کرنے کو ''عید'' کا دن قرار دیا، نہ ہی غزوۂ احد اور غزوۂ احزاب کے دن کو ''عید'' کا دن قرار دیا، اور جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا اور بیت اللہ کی چھت سے حضرت بلالؓ کی اذان پہلی مرتبہ گونجی، اس دن کو بھی ''عید'' کا دن قرار نہیں دیا۔ اسلام کی پوری تاریخ اور خاص طور پر حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ ایسے واقعات سے مالا مال ہے، لیکن اسلام نے ان میں سے کسی واقعہ کو ''عید'' کا دن قرار نہیں دیا۔

''عیدالفطر'' روزوں کی تکمیل پر انعام

جن ایام کو اسلام نے تہوار کیلئے مقرر فرمایا، ان کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ وابستہ نہیں جو ماضی میں ایک مرتبہ پیش آکر ختم ہو چکا ہو، بلکہ اس کے بجائے ایسے خوشی کے واقعات کو تہوار کی بنیاد قرار دیا جو ہر سال پیش آتے ہیں اور ان کی خوشی میں عید منائی جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں عیدیں ایسے موقع پر مقرر فرمائی ہیں جب مسلمان کسی عبادت کی تکمیل سے فارغ ہوتے ہیں، چنانچہ عیدالفطر رمضان کے گزرنے کے بعد رکھی ہے کہ میرے بندے پورے مہینے عبادت کے اندر مشغول رہے، پورے مہینے انہوں نے میری خاطر کھانا پینا چھوڑے رکھا، نفسانی خواہشات کو چھوڑے رکھا، اور پورا مہینہ عبادت کے اندر گزارا، اس کی خوشی اور انعام میں یہ عیدالفطر مقرر فرمائی۔

''عیدالاضحیٰ'' حج کی تکمیل پر انعام

اور عیدالاضحیٰ ایسے موقع پر مقرر فرمائی جب مسلمان ایک دوسری عظیم عبادت یعنی حج کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس لئے کہ حج کا سب سے بڑا رکن وقوفِ عرفہ ۹ ر ذی الحجّہ کو ادا کیا جاتا ہے اس تاریخ کو پوری دنیا سے آئے ہوئے لاکھوں مسلمان میدانِ عرفات میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظیم عبادت کی تکمیل کرتے ہیں اس عبادت کی تکمیل کے اگلے دن یعنی دس ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ نے دوسری عید مقرّر فرمائی۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ سبق دیدیا کہ ماضی کے واقعات جو ایک مرتبہ پیش آئے اور ختم ہو گئے، وہ واقعات تمہارے لئے عید کی بنیاد نہیں، بیشک تمہاری تاریخ ان واقعات سے جگمگا رہی ہے اور تمہیں ان پر فخر کرنے کا بھی حق پہنچتا ہے کہ تمہارے آباء واجداد نے یہ کارنامے انجام دئے تھے، لیکن تمہارے لئے ان کا عمل کافی نہیں، تمہارے لئے تمہارا اپنا عمل ہونا ضروری ہے، کوئی شخص آخرت میں صرف اس بنیاد پر نجات نہیں پائے گا کہ میرے آباء واجداد نے اتنے بڑے کارنامے انجام دئے تھے، بلکہ وہاں پر ہر آدمی کو اپنے عمل کا جواب دینا ہوگا۔ اقبال مرحوم نے خوب کہا کہ۔

تھے تو وہ آباء تمہارے مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

لہٰذا محض پرانے واقعات پر خوشی مناتے رہنا، صاحبِ ایمان کیلئے یہ کافی نہیں، بلکہ خود تمہیں اپنے عمل کو دیکھنا ہے، اگر تمہارے اپنے عمل کے اندر اچھائی ہے تو خوشی منانی ہے اور اگر برائی ہے تو رنج کرنا ہے اور ندامت کا اظہار کرنا ہے۔

عید کا دن ''یوم الجائزۃ'' ہے

بہر حال! یہ عید الفطر خوشی منانے کا اور اسلامی تہوار کا پہلا دن ہے، حدیث میں اس کو ''یوم الجائزۃ'' بھی قرار دیا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورے مہینے کی عبادتوں پر انعام دئے جانے کا دن ہے جو ''مغفرت'' کی شکل میں دیا جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ گزر جانے کے بعد عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ صاحبِ ایمان کی طرف اشارہ کر کے فرشتوں پر فخر فرماتے ہیں۔

انسان کی تخلیق پر فرشتوں کے اعتراض کا جواب

اس لئے فخر فرماتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا جارہا تھا تو ان فرشتوں نے اعتراض کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا کہ:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ. (سورۃ البقرۃ، آیت ۳۰)

آپ اس مٹی کے پتلے کو پیدا کررہے ہیں جو زمین پر جاکر فساد پھیلائیگا اور خون ریزیاں کرے گا اور ایک دوسرے کے گلے کاٹے گا، اور ہم آپ کی تسبیح وتقدیس کے لئے کافی ہیں۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ. (سورۃ البقرۃ، آیت ۳۰)

میں اس مخلوق کے بارے میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں جانتا ہوں کہ اس مخلوق کے اندر اگرچہ میں نے فساد کا مادہ رکھا ہے، فساد پھیلانے کی بھی صلاحیت اس کے اندر موجود ہے، لیکن اس کے باوجود جب یہ مخلوق میرے حکم کی تعمیل کرے گی اور عبادت اور بندگی کرے گی تو یہ تم سے بھی آگے بڑھ جائے گی۔ کیونکہ تمہارے اندر فساد کا مادہ ہی نہیں رکھا، چنانچہ اگر تم گناہ کرنا بھی چاہو تو گناہ نہیں کرسکتے، نہ تم کو بھوک لگتی ہے، نہ تم کو پیاس لگتی ہے نہ تمہارے دل میں جنسی اور نفسی خواہشات پیدا ہوتی ہے، تمہیں تو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے کہ بس ''اللہ اللہ'' کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے رہو۔ لیکن اس انسان کو بھوک بھی لگے گی، پیاس بھی لگے گی، جنسی خواہشات بھی پیدا ہونگیں، اور جب میں اس مخلوق سے یہ کہہ دوں گا کہ مت کھانا، جب میں اس سے یہ کہہ دوں گا کہ مت پینا تو اس حکم کے نتیجے میں انسان سارا دن اسطرح گذار دے گا کہ اندر سے پیاس لگ رہی ہوگی، فریج میں ٹھنڈا پانی موجود ہوگا، کمرے میں دوسرا کوئی انسان دیکھنے والا نہیں ہوگا، لیکن اس کے باوجود صرف میرے ڈر سے اور میری عظمت کے خیال سے اور میرے حکم کی اطاعت میں یہ اپنے ہونٹوں کو خشک کئے ہوئے ہوگا۔ اس صفت کیوجہ سے یہ انسان تم سے بھی آگے بڑھ جائے گا۔

آج میں ان سب کی مغفرت کردوں گا

بہر حال! عید الفطر کے دن جب مسلمان عید گاہ میں جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے سامنے جنہوں نے اعتراض کیا تھا، فخر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اے میرے فرشتوں! یہ ہیں میرے بندے جو عبادت میں لگے ہوئے ہیں، اور بتاؤ جو مزدور اپنا کام پورا کرلے اسکو کیا صلہ ملنا چاہئے؟ جواب میں فرشتے فرماتے ہیں کہ جو مزدور کام پورا کرلے، اس کا صلہ یہ ہے کہ اسکو اسکی پوری پوری مزدوری دیدی جائے، اس میں کوئی کمی نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے ہیں، میں نے رمضان کے مہینے میں ان کے ذمّے ایک کام لگایا تھا کہ روزہ رکھیں اور میری خاطر کھانا پینا چھوڑ دیں اور اپنی خواہشات کو چھوڑ دیں، آج انہوں نے یہ فریضہ پورا کرلیا، اور اب یہ اس میدان کے اندر جمع ہوئے ہیں، اور مجھ سے دعا مانگنے کیلئے آئے ہیں، اپنی مرادیں مانگ رہے ہیں، میں اپنی عزّت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں، اپنے علوِّ مکان کی قسم کھاتا ہوں کہ آج میں سب کی دعائیں قبول کروں گا، اور میں ان کے گناہوں کی مغفرت کروں گا اور ان کی برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کردوں گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب روزہ دار عید گاہ سے واپس آتے ہیں تو اس حالت میں جاتے ہیں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔

عید گاہ میں نماز ادا کی جائے

یہ کوئی معمولی انعام نہیں کہ اللہ تعالیٰ پورے مجمع کی مغفرت فرمادیتے ہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز کیلئے اس بات کو سنّت قرار دیا کہ مسلمان بڑی تعداد میں کھلے میدان میں جمع ہوں اور مجمع کثیر ہو، کیونکہ مجمع جب بڑا ہوگا تو اس مجمع میں نہ جانے کس اللہ کے بندے کی برکت سے اللہ تعالیٰ پورے مجمع پر فضل فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی تو ایسی ہے کہ اگرچہ انعام کے مستحق تو چند افراد ہوتے ہیں، جنہوں نے صحیح معنیٰ میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کی تھی، لیکن جب اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں تو مجھ جیسے ناکارہ بھی اگر وہاں موجود ہوں تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ ان چند افراد کی تو مغفرت کردوں اور باقی کی نہ کروں، یہ میری رحمت سے بعید ہے، لہٰذا سب کو اپنے فضل وکرم سے نوازدیتے ہیں۔

ورنہ توفیق کیوں دیتے؟

اگر میدانِ عید میں بلا کر یہ نوازش مقصود نہ ہوتی، ہماری اور آپ کی مغفرت کرنی مقصود نہ ہوتی تو پھر رمضان میں روزے رکھنے اور تراویح پڑھنے کی توفیق ہی کیوں دیتے؟ مسجد میں آنے کی اور تلاوت کرنے کی توفیق ہی کیوں دیتے؟ جب انہوں نے ان عبادات کی توفیق دی تو ان کی رحمت سے امید یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمایا ہے، مغفرت کا ارادہ فرمایا ہے۔ لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تو ہماری مغفرت کا ارادہ فرما رہے ہیں اور ہم اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اور گناہوں کے اندر اضافہ کرلیں، اس لئے کہ ہم تو گناہ کرنے پر لگے ہوئے ہیں اور اپنے اعمال کے ذریعہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہمیں مغفرت نہیں چاہئے۔

چنانچہ جیسے ہی عید کا دن آیا، بس گناہوں کا سیلاب امڈ آیا، نہ اللہ کا کوئی خیال، نہ اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی فکر، نہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا کوئی احساس۔ اس عید کے دن گناہوں پر گناہ ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کی جارہی ہیں، گانا بجانا جو کافروں کا خوشیاں منانے کا طریقہ تھا وہ ہم نے اختیار کرلیا، خواتین نے بے پردگی اور بے حجابی اختیار کرلی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ایک ایک حکم کی خلاف ورزی کر کے عید کا دن منایا جارہا ہے۔ یہ کیسی عید ہوئی؟ وہ تو مغفرت کا ارادہ فرما رہے ہیں، لیکن ہم نے گناہ کر کے جہنم میں جانے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس انجام سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

آئندہ بھی اس دل کو صاف رکھنا

اور مغفرت کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے باطن میں گناہوں کا جو میل کچیل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو دھو کر صاف کر دیا، اب تم سب سفید صاف ستھرے دھلے ہوئے کپڑے کی مانند ہو، اب صاف کپڑے کی حفاظت کرنا، کیونکہ کپڑا جتنا سفید صاف اور دھلا ہوا ہوگا، اتنا ہی اس پر دھبہ برا معلوم ہوگا، اور اگر کپڑا پہلے سے میلا ہے، اس پر داغ دھبے لگے ہوئے ہیں، اس پر ایک داغ اور لگ جائے تو پتہ بھی نہیں چلے گا، لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے آج عید کے دن ہمیں اور آپ کو دھو کر صاف اور اجلا کر دیا، تو اب ہمارا کام یہ ہے کہ اس کپڑے کی حفاظت کریں اور اب گناہ کا دھبہ نہ لگے، اب اس پر معصیت اور نافرمانی کا داغ نہ لگے۔ اور اس فکر میں نہ رہیں کہ اگر داغ لگ بھی گئے تو اگلے رمضان میں دوبارہ دھل جائیں گے، ارے یہ کس کو معلوم ہے کہ اگلا رمضان نصیب

ہو یا نہ ہو، کس کو معلوم ہے کہ آئندہ گناہ سے توبہ کی توفیق ملے گی یا نہیں، لہٰذا آئندہ آنے والی زندگی میں گناہ کے دھبہ سے بچنے کی پوری کوشش کریں۔

خلاصہ

بہرحال جو آیت شروع میں لکھی گئی تھی کہ:

وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ.

(سورۃ البقرۃ، آیت ۱۸۵)

یعنی میں نے یہ عید کا دن ایسے موقع پر مقرر کیا ہے کہ جس میں تم رمضان کے روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر کرو تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ شکر گزار بننے کا راستہ یہی ہے کہ جس ذات نے تمہاری برائیوں کو حسنات سے بدل دیا ہے، اس کی نافرمانی سے اور گناہوں سے اور معصیتوں سے آئندہ زندگی کو بچانے کی فکر کرو۔

آج کا دن ہمارے اور آپ کیلئے الحمدللہ خوشی کا دن بھی ہے، فرحت کا دن بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت کی امید رکھنے کا دن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس فریضے کی ادائیگی کی توفیق بھی عطا فرمائے اور آئندہ زندگی کو گناہوں سے، معصیتوں سے، اور نافرمانیوں سے بچانے کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس کاوش کو میری اور میرے والدین کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

اللہ کے فضل سے روزہ کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچی۔
اب زکوٰۃ کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

مسائلِ زکوٰۃ

اصطلاحات وتعریفات

قرآن وحدیث میں زکوٰۃ وصدقات کے متعلق چند الفاظ بار بار آئے ہیں، زکوٰۃ، صدقہ، انفاق فی سبیل اللہ، اطعام، اسی طرح کتبِ فقہ میں زکوٰۃ، عشر، خمس، نصاب وغیرہ کے اصطلاحی الفاظ بار بار استعمال ہوتے ہیں، شروع میں ان کی تعریف اور معنیٰ لکھے جاتے ہیں، تاکہ مسائل کے سمجھنے میں سہولت ہو،

زکوٰۃ: ۔اس کے لغوی معنیٰ بڑھنے اور پاک ہونے کے ہیں، مگر بقولِ امام راغب اصفہانیؒ ہر بڑھوتری کو زکوٰۃ نہیں کہا جاتا، بلکہ ایسی معنوی زیادتی کو کہتے ہیں جو منجانبِ اللہ بطورِ برکت کے ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر طہارت اور پاکی کو زکوٰۃ نہیں کہتے، بلکہ اس باطنی اور معنوی پاکی کو کہتے ہیں جو منجانبِ اللہ کسی کو حاصل ہو، انسان اختیاری طور پر اپنے بدن یا کپڑے وغیرہ کو پاک کرے، وہ زکوٰۃ نہیں شریعت کی اصطلاح میں زکوٰۃ کے معنیٰ یہ ہیں کہ اپنے خاص مال کا خاص حصہ جو شریعت نے مقرر فرمایا ہے (جو کل مال کا چالیسواں حصہ ہے) اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کسی ایسے مسلمان فقیر یا مسکین جو زکوٰۃ لینے کا شریعت میں حقدار ہے اس کو دے کر اس طرح مالک بنادینا کہ اپنا نفع اس سے بالکل ہٹالیا جائے۔ (تفصیل سب آجائے گی)۔اس کو زکوٰۃ کہنے کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنا مال میں برکت اور زیادتی کا سبب ہے، اور یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ زکوٰۃ دینے سے انسان کو باطنی پاکی حاصل ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن وسنت کی اصطلاح میں زکوٰۃ اس حصۂ مال کو کہا جاتا ہے، جس کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا انسان پر فرض کیا گیا ہے، کتبِ فقہ میں بھی زکوٰۃ اسی معنیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

صدقہ: ۔یہ لفظ صدق سے ماخوذ ہے، جس کے معنیٰ سچ اور سچائی کے ہیں، صدقہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو سچے دل سے خالص رضاءِ الٰہی کے لئے خرچ کیا جائے، یہ لفظ قرآن وسنت کی اصطلاح میں عام ہے، صدقۂ واجبہ (مثلاً زکوٰۃ، عشر، صدقۃُ الفطر) کو بھی صدقہ کہا جاسکتا ہے، اور نفل طور پر بغرضِ ثواب کچھ خرچ کیا جائے اس کو بھی صدقہ کہتے ہیں، قرآن وحدیث میں فرض

ونفل دونوں قسم کے لئے لفظِ صدقہ کا استعمال بکثرت معروف ہے، کتب فقہ میں بھی اسی طرح یہ لفظ عام معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، بلکہ حدیث میں تو اس کا استعمال اس سے بھی زیادہ عام معنیٰ میں ہر نیک کام کے لئے کیا گیا ہے، کسی سے ہنس کر بولنے کو، کسی کا بوجھ اٹھوا دینے وغیرہ کو بھی حدیث میں صدقہ فرمایا ہے۔

خیرات: ۔یہ لفظ جس معنیٰ کے لئے اردو زبان میں بولا جاتا ہے قرآن وحدیث میں اس معنیٰ کے لئے استعمال نہیں ہوا، ہمارے عرف ومحاورہ میں لفظِ ''خیرات'' بھی صدقہ ہی کے معنیٰ میں بولا جاتا ہے، جو فرض ونفل ہر طرح کے صدقات پر حاوی ہے۔

انفاق واطعام: ۔انفاق کے لفظی معنیٰ خرچ کرنے کے اور اطعام کے معنیٰ کھانا کھلانے یا کھانا دینے کے ہیں، قرآن وحدیث میں یہ لفظِ صدقہ کی طرح عام استعمال ہوا ہے، یعنی فرض وواجب کے لئے اور نفل وتبرع کے لئے بھی۔

عشر: ۔زرعی زمینوں کی پیداوار میں جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اس کو ''عشر'' کہتے ہیں ،اسی طرح تجارتی اموال کی زکوٰۃ جو راستوں پر چوکیاں بٹھا کر وصول کی جاتی ہیں اس کو بھی عشر کہا جاتا ہے، عشر کو زکوٰۃ کے لفظ سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

خمس: ۔وہ پانچواں حصہ مال کا ہے جو مالِ غنیمت میں سے بیت المال کے لئے نکالا جاتا ہے، یا معادن یعنی مختلف قسم کی کانوں سے نکلنے والی اشیاء کا پانچواں حصہ بطورِ حقِ فقراء جمع کیا جائے۔

نصاب: ۔اصطلاحِ فقہ میں اس مقدار کو کہا جاتا ہے جس کے مالک کو عرفِ شرع میں مالدار سمجھا جاتا ہو، جس کی وجہ سے مالک پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، جیسے ساڑھے سات تولہ سونا وغیرہ۔

مسائلِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کا حکم اور ادا نہ کرنے پر وعید:

زکوٰۃ ادا کرنا فرضِ قطعی ہے جس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اور اس سے روکنے والا قتل کیا جائے گا اور جو انکار تو نہیں کرتا مگر اپنے مال کی زکوٰۃ بھی ادا نہیں کرتا اس کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

تاریخِ زکوٰۃ

قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح یہ ہے کہ زکوٰۃ کا فریضہ مسلمانوں پر مکہ مکرمہ میں ہی نماز کے ساتھ عائد ہو چکا تھا، جیسا کہ مکی سورتوں میں زکوٰۃ کے احکام سے ثابت ہوتا ہے، اور امامِ تفسیر ابنِ کثیرؒ وغیرہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔

البتہ نصابِ زکوٰۃ اور مقدارِ زکوٰۃ اور مصارفِ زکوٰۃ کا تعین اور اس کی وصول یابی کا سرکاری انتظام مدینہ طیبہ میں پہنچنے کے بعد تدریجاً ہوا ہے، ۲ھ میں صدقۃ الفطر واجب کیا گیا، اور اس کے بعد سرکاری طور پر زکوٰۃ وعشر وغیرہ وصول کرنے کے لئے مدینہ کی اسلامی حکومت کی طرف سے عمال مقرر ہوئے، اور اس طرح سے تمام اموالِ صدقہ بیت المال میں جمع کر کے فقراء ومساکین پر صرف کرنے کا اہتمام تھا۔

زکوٰۃ، نماز کی طرح ایک مالی عبادت ہے جس کا ادا کرنا ہر مالدار کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی بیت المال اس کو وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو، پچھلے انبیاء کی تمام شریعتوں میں بھی نماز کی طرح زکوٰۃ کی پابندی فرض تھی، مگر ان پچھلی شریعتوں میں مالِ زکوٰۃ کو فقراء ومساکین کی ضرورتوں میں خرچ کرنے کی اجازت نہ تھی بلکہ اس کو کسی جگہ میں رکھ دیا جاتا تھا، جس کو آسمانی بجلی آکر جلا دیتی تھی اور یہی قبولیتِ زکوٰۃ کی علامت تھی۔

امتِ مرحومہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کی اجازت دے دی، کہ اس مال کو مسلمانوں کے فقراء ومساکین پر خرچ کیا جائے، امت کے فقراء ومساکین کی مشکلات کو حل کرنے کا یہ ایسا بہترین طریقہ ہے کہ اگر زکوٰۃ کو صحیح طور پر نکالا جائے اور اس کے صحیح مصرف پر خرچ کرنے کا اہتمام کیا جائے تو بقول بعض اہلِ یورپ کے ایک مسلمان بھی ننگا بھوکا نہیں رہ سکتا۔

زکوٰۃ کے معاملے میں غفلت

مگر افسوس یہ ہے کہ آج کل عام جہالت وغفلت کی بناء پر بہت سے مسلمان تو زکوٰۃ نکالتے ہی نہیں، اور جو زکوٰۃ نکالتے ہیں وہ صرف زکوٰۃ کا نکالنا کافی سمجھتے ہیں، حالانکہ قرآن کریم نے صرف زکوٰۃ اپنی جیب سے نکالنے کا حکم نہیں فرمایا، بلکہ اس کو مستحقین تک پہنچانے اور ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے قرآنی ارشاد اٰتوا الزکوۃ کے معنیٰ زکوٰۃ نکالنے کے نہیں بلکہ ادا کرنے کے ہیں، اور ادا کرنا اسی

کو کہا جاتا ہے کہ جس کا حق ہے اس کو پہنچایا جائے، محض اپنے پاس سے نکال دینے اور کسی کو دیدینے سے حق ادا نہیں ہوتا، جیسا کہ دنیوی قرضوں میں ہر شخص جانتا ہے کہ جو قرض کسی کا کسی کے ذمہ ہے ہو محض جیب سے نکال دینے پر ادا نہیں ہوتا، جب تک قرض خواہ تک پہنچا کر اس کا مالکانہ قبضہ نہ کرادیا جائے، قرض سے سبکدوشی نہیں ہوتی، اسی طرح جب تک زکوٰۃ، مستحقین زکوٰۃ کو نہ پہنچائی جائے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

اس میں عام طور پر زکوٰۃ نکالنے والے مسلمان بڑی غفلت کا شکار ہیں کہ مستحقین کی تلاش وتحقیق کئے بغیر رقمِ زکوٰۃ کسی کو دے کر اپنے آپ کو سبکدوش سمجھ لیتے ہیں، جس کا نتیجہ ہے کہ غیرِ مستحق لوگ زکوٰۃ وصدقات پر قابض ہوجاتے ہیں، اور مستحقین افلاس ومصیبت کا شکار رہتے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:۔

۱۔(وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِهَا جِبَاھُھُمْ وَ جُنُوْبُھُمْ وَ ظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ)(سورۃ التوبۃ: آیۃ،۳۴)

ترجمہ: ”جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں، اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (یعنی زکوٰۃ نہیں نکالتے) سو آپ ﷺ ان کو ایک بڑی دردناک سزا کی خبر سنا دیجئے، جو کہ اس روز واقع ہوگی، جب کہ اس سونا چاندی کو دوزخ کی آگ میں پہلے تپایا جائے گا، پھر اس سونے چاندی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، ان کی کروٹوں اور ان کی پشتوں کو داغ دیا جائے گا (اور یہ بتایا جائے گا) کہ یہ وہی ہے جس کو تم نے اپنے واسطے جمع کر کے رکھا تھا، بس اب اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو!

۲۔مامنع قوم الزکوۃ اِلَّا ابتلاھم بالسنین (جمع الفوائد، ج: ۱، ص: ۱۴۳)

ترجمہ: ”جو قوم زکوٰۃ نہیں نکالتی اللہ تعالیٰ اسے قحط سالی یعنی ضروریاتِ زندگی کی مہنگائی میں مبتلا کردیتے ہیں“

۳۔آنحضرت ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے:

مَنْ اٰتَاهُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زکٰوته مثل له مالهُ یوم القیٰمة شجاعاً اقرع له زَبِیْبَتَانِ یُطَوِّقُهُ یوم القیمة ثم یاخذ بِلِھْزِمَتَیْهِ یعنی بشدقیه ثُمَّ یقول انا مالک انا کنزک (رواہ البخاری شریف، ج: ۱، ص: ۱۸۸)

ترجمہ: ''جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کے مال کو بڑا زہریلا گنجا سانپ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا، اور کہے گا، میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں''

۴۔ آپ کا ایک اور ارشاد ہے کہ ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں، ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ سخی کو اس کے مال کا بدل عطاء فرما، دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ بخیل کو ہلاکت نصیب کر۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے، تو ان سے پوچھا کہ ''ان کی زکوٰۃ دیتی ہو یا نہیں''؟ انہوں نے عرض کیا کہ ''نہیں''، تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس کے بدلہ میں تم کو آگ کے کنگن پہنائے جائیں''؟ انہوں نے عرض کیا، ''نہیں''، آپ ﷺ نے فرمایا، ''تو اس کی زکوٰۃ دیا کرو'' (ترمذی)

۶۔ قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے ان میں سے رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسے چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (بخاری)

زکوٰۃ کس شخص پر فرض ہے:

وہ عاقل، بالغ، مسلمان شخص جس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو یا کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ نقد رقم، کچھ سامانِ تجارت جس کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر ہو اس پر سال بھی گزر جائے اور اگر ایسے شخص پر قرضہ ہو تو قرض منہا کرنے کے بعد مذکورہ نصاب اس کی ملکیت میں موجود ہو تو شرعاً اس شخص پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اس عبارت کے مسئلوں کی وضاحت:

مسئلہ۔ کافر پر اور نابالغ بچے کے اوپر اور ایسا پاگل جس کی سال بھر کبھی عقل ٹھکانہ نہیں لگی زکوٰۃ فرض نہیں چاہے ان کے پاس کتنا ہی مال ہو۔ (شامی، ج:۲، ص:۲۵۸) (ہدایہ، ج:۱، ص:۱۸۶)

زکوٰۃ کا نصاب

ساڑھے باون تولہ (612 گرام) چاندی یا ساڑھے سات تولہ (87½ گرام) سونا یا

ان کی بنی ہوئی کوئی بھی چیز برتن زیورات وغیرہ۔ (شرح التنویر صفحہ ۴۴، جلد ۲)

یا اس میں سے کسی کے بقدر روپے ہوں یا مالِ تجارت جس کو تجارت کی نیت سے خرید لیا جاوے اب چاہے وہ لوہا ہو، تانبہ ہو، پیتل ہو، موبائل ہو، کوئی بھی مشینری ہو یا گاڑیاں ہوں جو شوروم میں کھڑی ہیں یا پلاٹ ہوں جن کو بیچنے کی نیت سے خریدا ہے یا فلیٹ ہوں جو کہ بیچنے کی نیت سے خریدے ہوں اگر ان کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب تک پہنچتی ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے اگر چہ رات دن کا ضروری خرچ اسی آمدنی سے چلتا ہو۔

(شرح البدایہ ص ۱۷۷ ج ۱)

اموال کی ان تین قسموں کے علاوہ مکان، دکان...... برتن، فرنیچر اور دوسرے گھریلو سامان، ملوں اور کارخانوں کی مشینری، جواہرات، خواہ کتنی قیمت کے ہوں ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں ان میں سے کوئی چیز فروخت کرنے کے قصد سے خریدی ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

فیکٹریوں کے کچے مال کا مسئلہ

فیکٹری وغیرہ میں جو کچا مال ہوتا ہے جو مشینری سے ابھی تیار ہو رہا ہے جیسے دھاگا وغیرہ وہ بھی اسی میں داخل ہے کیونکہ ان کو بھی تجارت کی نیت سے خریدا گیا ہے اور اس پر بھی اگر نصاب کے بقدر ہو تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (شامی، ج:۲، ص:۲۶۴) (ہدایہ، ج:۱، ص:۱۸۶)

فیکٹریوں کی مشینریوں کا مسئلہ

فیکٹریوں میں جو مشینریاں ہوتی ہیں اگر وہ بیچنے کی نیت سے نہیں خریدیں اور اسی طرح جو جگہ فیکٹری کی مشینری وغیرہ رکھنے کے لئے خریدی ہے ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ سونا، چاندی، اور روپے پیسے کے علاوہ اور جتنا مال واسباب ہے گھر کا جتنا ساز وسامان ہے برتن کپڑے وغیرہ اگر وہ تجارت کی نیت سے خریدے گئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے ورنہ زکوٰۃ واجب نہیں۔

(شرح البدایہ صفحہ ۱۶۹، جلد ۱، شرح التنویر صفحہ ۱۲، جلد ۲)

کچھ سونا کچھ چاندی کچھ مال تجارت کا مسئلہ

اگر کسی کے پاس کچھ سونا، کچھ چاندی اور کچھ مال تجارت ہے تو سب کی قیمت نکال کر دیکھی جائے اگر ساڑھے باون تولہ 612 گرام چاندی یا ساڑھے سات تولہ 87½ گرام سونے کی قیمت کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔(عالمگیری، ج:۱،ص:۱۷۹)اور اگر سونے چاندی یا مال تجارت میں سے ایک چیز نصاب سے کم ہو اور ساتھ ہی کچھ رقم ہو خواہ وہ پانچ دس روپے ہی ہوں تو بھی مجموعی قیمت لگا کر زکوٰۃ کا حکم لگایا جائے گا۔

(فتاویٰ عثمانی، ج:۱،ص:۴۹) (شرح البدایہ،صفحہ۱۷۸،جلد۱)

کرائے کے مکان اور دُکان کا مسئلہ:

کسی نے گھر یا دکانیں بیچنے کی نیت سے خریدی ہیں مگر ان کو کرایہ پر چڑھا دیا اور ان کا کرایہ آتا ہے تو اس سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور وہ مالِ تجارت سے نکل جائینگے ،اسی طرح اگر کوئی برتن وغیرہ خریدے مگر کوئی پکی نیت نہیں کہ استعمال کرے گا یا تجارت کرے گا تو بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (فتاویٰ قاضی خان صفحہ ۱۱۷،جلد۱)(شامی، ج:۲،ص:۲۷۳)

بعد میں تجارت کی نیت کا مسئلہ:

اگر تجارت کی نیت بعد میں کرلی تو وہ مالِ تجارت نہ بنے گا خریدتے وقت کا اعتبار ہے۔

(بدائع، ج:۲،ص:۲۱)

استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم

سونا چاندی خواہ زیور کی شکل میں ہو یا برتنوں کی شکل میں اس پر زکوٰۃ واجب ہے، (الدرالمختار، ج:۲،ص:۲۹۸) جولوگ یہ کہتے ہیں کہ استعمالی زیورات پر زکوۃ نہیں ہے ان کی بات درست نہیں، البتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ سونے یا چاندی کے برتنوں کا استعمال جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ عثمانی، ج:۲،ص:۴۲)(الدرالمختار، ج:۲،ص:۳۴۱)

میکے اور سسرال کی طرف سے ملنے والے زیور پر زکوٰۃ کا حکم

میکے سے جو زیور ملا اس کی زکوٰۃ خود عورت پر فرض ہے، (الدر المختار، ج:۲،ص:۳۴۱) اور جو سسرال کی طرف سے ملا، اگر وہ عورت کی ملکیت کر دیا گیا تھا تو عورت پر فرض ہے، ورنہ جس کی ملکیت ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

جی پی فنڈ کی رقم سے خریدے گئے مکان کے کرایہ پر زکوٰۃ کا حکم

جی پی فنڈ کی رقم سے آپ نے جو مکان بنوا کر کرایہ پر دیدئے تو اس کی آمدنی آپ کے لئے جائز ہے لیکن جو رقم سودی بینک میں رکھی ہے اس پر جو سود لگتا ہے اس کا لینا حلال نہیں صرف اپنی اصل رقم وصول کر سکتے ہیں، اضافہ نہیں بلکہ ضروری ہے کہ اپنی رقم اسلامی بینک یا کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھوائیں جن پر سود نہیں لگتا اور مکان سے جو کرایہ ملے گا اس پر زکوٰۃ ہوگی، مکان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲،ص:۴۸)

سونا اور این آئی ٹی یونٹ پر زکوٰۃ کا حکم

سوال:۔ میں نے مبلغ بیس ہزار روپے پر اویڈنٹ فنڈ سے قرض لیا اور اس سے N.I.T یونٹس اور سونا خریدلیا، کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ میری عمر ۵۵ سال ہے اس بیس ہزار روپے قرض کی قسط اپنی تنخواہ سے ہر ماہ کٹوانا پڑتی ہے، اور مجھے پراویڈنٹ فنڈ ۵ سال بعد ملے گا؟

جواب:۔ صورتِ مسؤلہ میں آپ نے جو سونا خریدا اور جو این آئی ٹی یونٹ حاصل کئے ان پر زکوٰۃ آپ کے ذمہ واجب ہے، آپ نے اپنے اور پراویڈنٹ فنڈ سے جو رقم لی ہے وہ شرعاً قرض نہیں ہے بلکہ اپنے باقی ماہانہ حق کی وصولی ہے۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲،ص:۴۹)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم

اس معاملے میں اہلِ علم کی تحقیق یہ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جب تک ملازم کو وصول نہ ہو جائے اس وقت تک اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اور رقم وصول ہونے کے بعد بھی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، ایسی رقم پر زکوٰۃ کا وجوب اس وقت شروع ہوتا ہے جس وقت سے وہ رقم وصول ہوئی، البتہ جو پراویڈنٹ فنڈ جبری نہ ہو، اور ملازم نے اپنے اختیار سے اس کی رقم کٹوائی

ہواس کے معاملہ میں احتیاط اسی میں ہے کہ رقم وصول ہونے پر سالہائے گزشتہ کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے۔

مختصراً اس کی وجہ یہ ہے کہ فقہاءؒ نے دَین کی تین قسمیں قوی، متوسط، اور ضعیف قرار دی ہیں۔(الدرالمختار، ج:۲، ص:۳۰۵) پراویڈنٹ فنڈ کی رقم ان میں دَینِ ضعیف ہی میں داخل ہے ،اور دینِ ضعیف پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔اس مسئلہ کی مکمل تحقیق حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہم نے امدادالفتاوٰی جلد سوم ص:۶۴۸ تا ۶۵۰ مطبوعہ کراچی میں لکھ دی ہے،اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اس کی تصدیق فرما کر اپنے سابقہ فتوٰی سے رجوع فرمایا ہے۔

بیمہ کمپنی میں جمع کرائی گئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہے

کمپنی کے شیئرز پر زکوٰۃ واجب ہے

بیمہ کی جو رقم کمپنی میں لگی ہوئی ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ہر سال زکوٰۃ ادا کرتے وقت اسے اپنے مال میں ضرور شمار کریں۔

کمپنی کے حصص خریدنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کا کاروبار جائز ہو اور حصص کی قیمت پر زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲، ص:۷۱)

حرام مال کی زکوٰۃ

اگر مال خالص حرام ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، کیونکہ مالِ حرام کا حکم یہ ہے کہ اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کر دیا جائے اور اگر مالک معلوم نہیں تو ثواب کی نیت کیے بغیر سارا مال صدقہ کر دیا جائے اپنے پاس نہ رکھا جائے۔(۲)

حرام مال، حلال مال کے ساتھ مخلوط ہے تو اس صورت میں حرام مال کی مقدار کو نکالنے ... اگر حلال مال نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے تو اسپر زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر حرام

مال مالک کو واپس کرنا ممکن ہے تو واپس کردے ورنہ صدقہ کردے۔(۱)

حرام مال میں زکوٰۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا حلال مال نصاب کے برابر ہے، اور اس میں حرام مال کو ملا دیا ہے تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر زکوٰۃ لازم ہے، اور اگر دوسرا حلال مال نصاب کے برابر نہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، بلکہ وہ کل مال صدقہ کرنا واجب ہے یعنی اگر حرام مال کا مالک یا اس کا وارث معلوم ہے اس کو واپس کردے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے۔(۲)

(دارالعلوم ص:۸۶، ردص: محمودیہ ص:۸۴، ج:۳، اصلاح انقلاب ج:۱ص:۱۵۲)

حساب کے بغیر زکوٰۃ دینا

حساب کے بغیر زکوٰۃ دینے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی اس لئے سالانہ کتنی زکوٰۃ دینی ہے اس کا حساب کرلینا ضروری ہے ورنہ زکوٰۃ کم ادا ہونے کی صورت میں آخرت میں پکڑ ہوگی اور سزا بھگتنا پڑے گی۔(۳)

البتہ یہ اجازت ہے پورے سال میں زکوٰۃ کی نیت سے تھوڑی تھوڑی زکوٰۃ دیتا رہے اور سال کے آخر میں حساب کرلے، اگر پوری زکوٰۃ ادا ہوگئی بہتر ورنہ باقی زکوٰۃ ادا کردے۔

مال پر سال کا گزرنا

واضح رہے کہ مالِ نصاب پر سال کا گزرنا زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے شرط ہے ادائیگی کے لئے شرط نہیں، اس لئے اگر کوئی صاحبِ نصاب مالدار آدمی سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرے تو بھی جائز ہے۔

(شرح البدایہ صفحہ ۱۷۶، جلد ۱)

بلکہ اگر صاحبِ نصاب آدمی کئی سال کی پیشگی زکوٰۃ ایک ساتھ دیدے تو یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔

(شرح التنویر، ردالمحتار صفحہ ۱۴، جلد ۲)

البتہ زکوٰۃ سال کے پورا ہونے سے پہلے واجب نہیں ہوتی (اگر ادا کردیا تو دوبارہ ادا کرنا

ضروری نہیں ہوگا)۔ مثلاً کسی کے پاس سال کے شروع میں نصاب کے بقدر مال تھا سال ختم ہونے کا وقت آیا تو مال نصاب سے کم ہوگیا تو اب زکوٰۃ واجب نہیں اور اس میں چاند کے حساب سے سال کا اعتبار ہوگا (زبدۃ الفقہ صفحہ ۱۵، جلد ۲)۔

مال پر سال گزرنے کا مطلب

پورا سال گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ سال کے دونوں سروں میں پورا ہو درمیان میں اگر نصاب سے کم رہ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں، مثلاً کسی کے پاس 7½ تولہ سونا تھا مگر سال کے بیچ میں پانچ تولہ رہ گیا مگر پھر آخرِ سال میں 7½ تولہ ہوگیا تو اسے 7½ تولہ کی زکوٰۃ دینی ہوگی، اسی طرح اگر کسی کے پاس سال شروع ہوتے وقت صرف نصاب کے بقدر مال ہے پھر سال پورا ہونے سے پہلے کچھ اور مال مل گیا تو سال پورا ہونے پر ان تمام مال کی زکوٰۃ دی جائیگی۔

(زبدۃ الفقہ)

دکانوں یا پلاٹوں میں پیسوں کی انویسمینٹ

اگر کسی نے پلاٹوں اور دکانوں وغیرہ میں اپنے پیسوں کی انویسمینٹ کی اور سال پورا ہونے سے پہلے ہی اسکو بیچ دیا تو ان روپوں کی مالیت پر سال پورا ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی چاہے جتنی مالیت ہو۔

مال چوری ہونے کا مسئلہ

زکوٰۃ نکالنے سے پہلے سارا مال چوری ہوجائے یا اور کسی طرح ضائع ہوجائے تو زکوٰۃ معاف ہوگئی لیکن اگر خود کسی کو دے دیا جو زکوٰۃ کا مستحق نہ تھا یا خود ہلاک (ضائع) کر ڈالا تو زکوٰۃ معاف نہ ہوگی۔ (شرح البدایہ صفحہ ۱۷۶، جلد ۱)

مال خیرات کرنے کا مسئلہ

سال گزرنے پر سارا مال خیرات کر ڈالا تو اگرچہ زکوٰۃ کی نیت نہ ہو اس کی زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔ (شرح البدایہ صفحہ ۱۷۰، جلد ۱)

مالِ نصاب کا قرض سے پاک ہونا

کسی کے پاس اگر نصاب کے بقدر مال ہے اور اتنے ہی کا وہ قرض دار بھی ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں اس لئے کہ وہ نہ ہونے کے حکم میں ہے لیکن اگر اتنا مال ہو کہ قرض کی رقم نکال کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر بچ جائے تب زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(شرح البدایہ صفحہ ۱۶۸، جلد ۱)

کاروباری قرض کا مسئلہ

بعض لوگ کاروباری ترقی کے لئے یا کسی اور وجہ سے بینکوں یا کمپنیوں سے یا کسی اور شخص یا ادارے سے قرض لیتے ہیں مگر ان کی طرف سے فوراً مطالبہ نہیں ہوتا یا بلکہ سالانہ قسطیں مقرر ہو جاتی ہیں، تو ایسا قرض زکوٰۃ کے فرض ہونے سے مانع نہیں ہے۔ بلکہ صرف سالانہ قسط نکال کر باقی مال پر زکوٰۃ فرض ہوگی البتہ اگر قرض فوراً یا چند ماہ میں ادا کرنا ہو تو پھر مکمل قرض نکالنے کے بعد اگر نصاب کے بقدر قیمت بچے تو زکوٰۃ فرض ہوگی ورنہ نہیں۔

(بدائع، ج:۲، ص:۶/ شامی، ج:۲، ص:۲۶۱/ تاتارخانیہ، ج:۲، ص:۲۹۲)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بطورِ قرض لی گئی رقم پر زکوٰۃ کا حکم

سوال:۔ زید کے پاس ۴۰ لاکھ روپے کے شیئرز ہیں، اور واجب الاداء زکوٰۃ ایک لاکھ روپے ادا کرنے کے لئے زید کے پاس نقد رقم نہیں ہے وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے قرض لینا چاہتا ہے اس طرح قرض ایک لاکھ روپے لے کر زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔ تو کیا ۴۰ لاکھ روپے پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی یا ۳۹ لاکھ پر؟

جواب:۔ صورتِ مسؤلہ میں اس کو پورے چالیس لاکھ کی زکوٰۃ یعنی ایک لاکھ روپے ادا کرنے ہوں گے جو روپے زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے قرض لئے گئے انہیں قابلِ زکوٰۃ رقم سے منہا نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲، ص:۴۹)

زکوٰۃ کا قرضہ بھی زکوٰۃ کے واجب ہونے سے مانع ہے

کسی شخص کے پاس اگر بقدرِ نصاب مال تھا اور اس پر دو سال گزر گئے اور اس نے ان دو سالوں کی زکوٰۃ نہیں دی اور اس کے پاس کوئی اور مال بھی نہیں تو اس پر دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ پہلے سال کی زکوٰۃ جو اس کے ذمہ قرض ہے اسے نکال دینے کے بعد بقیہ مال نصاب کے بقدر نہیں رہے گا۔ (عمدۃ الفقہ)

مسئلہ۔ یہاں قرض سے مراد وہ قرضہ ہے جو زکوٰۃ کے واجب ہونے سے پہلے کا ہو۔ اگر زکوٰۃ واجب ہوگئی یعنی سال پورا ہوگیا اب قرضہ چڑھا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی ادکرنی پڑے گی۔ (زبدۃ الفقہ جلد نمبر۲ صفحہ۱۲)

سونے چاندی کی زکوٰۃ قیمتِ خرید کے اعتبار سے نکالی جائے گی

سوال:۔ تقریباً ۲۰ سال سے کسی عورت نے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونے سے زیادہ کے زیورات ہیں مگر زکوٰۃ نہیں نکالی اور اب زکوٰۃ نکالنا چاہتی ہیں تو کیا طریقہ کار ہوگا؟ کیا سونے کی موجودہ قیمت لگائی جائے گی یا جس سال کی زکوٰۃ نکالنا ہے اس سال جو سونے کی قیمت ہوگی اس پر زکوٰۃ نکالی جائیگی؟

جواب:۔ اس عورت پر واجب ہے کہ جتنے سالوں کی زکوٰۃ اس نے ادا نہیں کی ان تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے، واضح رہے کہ زکوٰۃ کا وجوب اس وقت سے شمار ہوگا، جب سے عورت کے پاس بقدرِ نصاب مال آئے ہوئے ایک سال پورا ہوا ہو، البتہ پچھلے ہر سال کی زکوٰۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲،ص:۵۰) (بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۲۲)

زکوٰۃ میں قیمتِ خرید کا حساب ہے یا قیمتِ فروخت کا؟

جس تاریخ میں زکوٰۃ کا سال پورا ہوتا ہے اس تاریخ میں مال کا جتنا اسٹاک موجود ہے اس کی قیمت اسی تاریخ کے بازار کے نرخ کے لحاظ سے لگائی جائے گی، (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۲۲) قیمتِ خرید کے لحاظ سے نہیں، البتہ زکوٰۃ کے لئے قمری مہینہ کی کوئی تاریخ مقرر کرنا

ضروری ہے۔

سوت، خام کپڑے، رنگین کپڑے اور تیار کپڑے میں سے ہر ایک پر زکوٰۃ واجب ہے اور ان میں ہر ایک چیز کی قیمت اس تاریخ کی بازاری قیمت کے لحاظ سے لگائی جائے گی، قیمتِ خرید کے اعتبار سے نہیں، (بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۲۲)

قیمت نہ لاگت کے لحاظ سے ہوگی نہ خوردہ نرخ کے لحاظ سے بلکہ یہ مال اگر آپ اس تاریخ میں اکٹھا فروخت کریں تو جتنی قیمت فروخت ہوسکتی ہے، وہ قیمت لگائی جائے گی۔

(فتاویٰ عثمانی، ج:۲، ص:۵۲)(سنن ابی داوٗد، ج:۱، ص:۲۲۵)

زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ اور اس کا حکم

۱۔ جب مال پر پورا سال گزر جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دینی چاہئے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اچانک موت آجائے، اور یہ فریضہ گردن پر رہ جائے، اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ نہیں دی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر گیا، تو یہ گناہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے، اور دونوں سالوں کی زکوٰۃ ادا کر دینی چاہئے، غرض یہ کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر کرنا اگرچہ گناہ ہے، لیکن یہ جب بھی دی جائے گی ادا ہوگی، قضا نہیں کہلائے گی۔ (درِمختار، ج:۲)

۲۔ جس قدر مال ہے اس کا چالیسواں حصہ دینا فرض ہے، یعنی ڈھائی فیصد مال دیا جائے گا۔ (درِمختار، ج:۲)

۳۔ زکوٰۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے کہ چاہے ایک ہی مستحق کو پوری رقم دیدیں یا کئی غریبوں میں تقسیم کر دیں، نیز یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے ایک دن میں پوری رقم دیدیں، یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینوں میں دیں۔ (درِمختار، ج:۲)

۴۔ بہتر یہ کہ ایک غریب کو کم از کم اتنا دیں کہ اس روز کے لئے کافی ہو جائے، اس روز کے لئے اسے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔ (درِمختار، ج:۲)

۵۔ ایک ہی فقیر کو اتنا مال دینا کہ جتنے مال پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے مکروہ ہے، لیکن اگر دیدیا تو

زکوٰۃ ادا ہوگئی، اور اس سے کم دینا بغیر کراہت کے جائز ہے۔ (ہدایہ، ج:١)

٦۔ کسی کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے، تو اختیار ہے کہ زکوٰۃ میں چاہے تین تولہ چاندی دیدیں یا تین تولہ چاندی کی قیمت، یا اس قیمت کا کوئی اور سامان دیدیں، یہی حکم سونے کا ہے کہ اس کی زکوٰۃ چاہے خود سونے میں سے دیدیں یا قیمت کے برابر کوئی چیز دیدیں۔

٧۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جو رقم کسی مستحقِ زکوٰۃ کو بہ نیتِ زکوٰۃ دی جائے وہ اس کی کسی خدمت وغیرہ کے معاملہ میں نہ ہو۔

مسئلہ: اسی لئے کسی مسجد کے امام، مؤذن، یا مدرسہ کے مدرس، ملازم کو جو رقم دی جائے اس کا ثواب تو بڑا ہے، مگر وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ اس کی خدمت کے معاوضہ میں ہے، ہاں کوئی مؤذن، امام، مدرس یا اپنے گھر کا نوکر اگر غریب ہے، اور تنخواہ میں اس کی ضروریات پوری نہیں ہوتی تو تنخواہ کے علاوہ زکوٰۃ کی رقم سے بھی اس کی امداد کی جاسکتی ہے، اس صورت، میں جو کچھ اس کو بہ نیتِ زکوٰۃ دیا جائے گا، زکوٰۃ ادا ہوجائے گی، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی مستحقِ زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر دیدی جائے جس میں اس کو ہر طرح کا اختیار ہو، اس کے مالکانہ قبضہ کے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ: اسی لئے اگر زکوٰۃ کی نیت سے دس بیس مسکینوں کو بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، کیونکہ اس کھانے کا ان کو مالک نہیں بنایا گیا۔

مسئلہ: مسجد، خانقاہ، شفاخانہ، کنواں، پل یا اور کسی رفاہی ادارہ کی تعمیر میں رقمِ زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں اور اگر اس میں خرچ کردی گئی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، کیونکہ اس میں بھی مستحق زکوٰۃ کو مالکانہ طور پر نہیں دیا گیا۔

مسئلہ: اسی طرح رقم زکوٰۃ سے کتابیں خرید کر کسی مدرسے کے لئے وقف کردینا یا کوئی زمین خرید کر کسی رفاہِ عام کے کام کے لئے وقف کردینا بھی ادائیگیِ زکوٰۃ کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: زکوٰۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحقینِ زکوٰۃ کو بطورِ عاریت کے لئے مفت رہنے کے

لئے دینے سے بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، جب تک مکان کا ان کو مالک نہ بنا دیا جائے۔

مسئلہ: شفاخانوں کی تعمیر اور اس کی ضروریات اور ملازمین کی تنخواہوں میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جا سکتی، البتہ دوائیں جو مستحقینِ زکوٰۃ کو مفت دی جائیں وہ زکوٰۃ میں لگ سکتی ہیں۔

مسئلہ: بعض حضرات زکوٰۃ اور صدقاتِ واجبہ کی رقم اس کام کے لئے جمع رکھتے ہیں اس سے غریب مسلمانوں کو قرضِ حسنہ دیا جائے، اور پھر وقت پر وصول کر لیا جائے، ایسا کرنا ثواب تو ضرور ہے مگر زکوٰۃ اس طرح ادا نہیں ہوتی، جب تک مستحقین کو وہ مالکانہ طور پر نہ دیدی جائے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی میں کی جانے والی کوتاہیاں

الحمد اللہ بہت سے مسلمان ایسے ہیں کہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں لیکن ان میں سے بہت سے لوگ طرح طرح کی کوتاہیوں میں مبتلا ہیں مثلاً

۱..... بعض لوگ زکوٰۃ کا باقاعدہ حساب نہیں کرتے جتنا جی میں آئے دیدیتے ہیں۔ اس بات کا اہتمام نہیں کرتے کہ جتنی زکوٰۃ ان پر واجب تھی وہ سب ادا ہوگئی کہ نہیں۔ یہ طرزِ عمل درست نہیں۔ اگر اس طرح کرنے سے کچھ مال کی زکوٰۃ رہ گئی تو اتنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔

۲..... بعض لوگ حساب تو کرتے ہیں لیکن صحیح صحیح حساب نہیں کرتے بلکہ اندازہ سے حساب کرتے ہیں۔ اپنے اموال کا ایک عمومی اندازہ لگاتے ہیں اور اس کے حساب سے بننے والی زکوٰۃ ادا کر دیتے ہیں۔ ان میں بعض لوگ احتیاطاً کچھ زیادہ زکوٰۃ ادا کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ بھی درست نہیں اس لئے کہ اس سے پوری زکوٰۃ ادا ہونے کا یقین نہیں ہوتا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ اموال کا پورا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اس کے بعد اگر کچھ زکوٰۃ مزید ادا کر دی جائے تو یہ بہتر اور احتیاط کی بات ہے۔

۳..... بعض لوگ اموالِ زکوٰۃ کی وہ قیمت لگاتے ہیں جس پر انہوں نے مال خریدا یا جتنی رقم خرچ کرنے پر وہ مال تیار ہوا۔ یہ بھی درست نہیں صحیح بات یہ ہے کہ زکوٰۃ کا حساب کرتے ہوئے ان اموال کی موجودہ بازاری قیمت لگانی چاہئے۔

۴..... بعض لوگ تمام اموال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے بلکہ بعض اموال کی زکوٰۃ ادا کر دیتے

ہیں اور بعض کی نہیں کرتے۔ ان کوتاہی کا بڑا سبب لاعلمی ہے کہ ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے کون کون سے اموال پر زکوٰۃ واجب ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کوتاہیاں ہوجاتی ہیں لیکن درج بالا کوتاہیاں وہ ہیں جن کا تعلق زکوٰۃ کے حساب سے ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے باقاعدہ ایک تفصیلی نقشہ مع مثال شائع کیا جائے تاکہ عوام الناس کے لئے اس کے ذریعے زکوٰۃ کا حساب نکالنا آسان ہو۔ چنانچہ ذیل میں ایک نقشہ دیا جارہا ہے۔ آپ اس کی راہنمائی میں صحیح صحیح زکوٰۃ نکال سکتے ہیں۔

ناقابلِ زکوٰۃ اثاثے

۱.....گھریلو سامان وغیرہ۔

۲.....OPERATING ASSETS یعنی وہ اثاثے جو فروخت کرنے کے لئے نہیں بلکہ کاروبار چلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں، مثلاً بلڈنگ، مشینری، فرنیچر وغیرہ۔

۳.....اسی طرح وہ دکان، مکان، فلیٹ، پلاٹ یا گاڑیاں وغیرہ جنہیں استعمال کے لئے یا کرایہ حاصل کرنے کے لئے خریدا گیا ہو محض سرمایہ محفوظ کرنے کے لئے انہیں خریدا گیا ہو اور خریدتے وقت انہیں آگے بیچنے کی نیت نہ ہو۔

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

(الف) قابل زکوٰۃ اثاثے

۱).....سونا (خواہ کسی شکل میں ہو)۔ 87½ گرام مثلاً اس کی قیمت	50,000/-
۲).....چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو)۔ 612 گرام	10,000/-
۳).....مال تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین وغیرہ	300,000/-

۴)......بینک میں جمع شدہ رقم۔	100,000/-
۵)......اپنے پاس موجود رقم۔	100,000/-
۶)......ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو) خواہ نقد رقم کی صورت میں دیا ہو یا مال تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوا ہو۔	50,000/-
۷)......غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے)	10,000/-
۸)......کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں، ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلو)	50,000/-
۹)......جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جاسکتا ہے۔ (اور بہتر ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے)	50,000/-
۱۰)......بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC,NDFC,NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی)	100,000/-
۱۱)......کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم سونا، چاندی، مال تجارت۔	10,000/-
۱۲)......کمیٹی (وی سی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جب کہ وی سی وصول نہ ہوئی ہو)۔	10,000/-
۱۳)......خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لئے خریدا گیا۔	200,000/-
۱۴)۔تیار شدہ مال کا اسٹاک۔	20,000/-
۱۵)......کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ۔ (قابلِ زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)	50,000/-
کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں	11,10,000/-

(ب) وہ رقوم جو منہا کی جائیں گی یعنی کل مالیت کی رقم سے ان کو نکالا جائے گا

۱)......واجب الادا قرضہ مثلاً 10,000

۲)......کمیٹی (بیسی) کے بقایا جات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو)۔ -/100,000

۳)......یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں۔ -/10,000

۴)......پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں۔ -/100,000

۵)......ملازمین کی تنخواہیں جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں۔ -/100,000

۶)......گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم اگر ابھی تک ذمہ میں باقی ہو۔ -/10,000

۷)......قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں۔ -/100,000

کل مالِ زکوٰۃ (رقم)	-/11,10,000
وہ رقم جو منہا کی جائے گی	-/3,80,000
وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے	-/7,80,000
مقدارِ زکوٰۃ (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)	-/18,250

نوٹ۔ یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ کار اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور نمونہ کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

مسئلہ۔ آج کل لوگوں نے زیورات بنکوں میں رکھے ہوتے ہیں اور ان کو نکال کر سناروں کے پاس لے جانا چاہیے تا کہ ان کا وزن کرایا جائے بدامنی کی وجہ سے ناممکن ہو تو آسان صورت یہ ہے کہ ناپ تول کا چھوٹا دستی آلہ خرید لیا جائے اس کو ساتھ لاکرز میں لے جا کر مقدار معلوم کر کے صحیح طرح زکوٰۃ ادا کی جائے ایک آدمی خریدے تو پورے خاندان اور دوستوں کو کام آ جائے گا اور ثواب میں شرکت ہو جائیگی۔

کمپنی کے ”ریزروفنڈ“ پرزکوٰۃ کا حکم

مشترک کاروبار میں ہر حصہ دار پر اتنے مال کی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جتنا کاروبار میں سے اس کے حصہ میں آئے (تاتارخانیہ، ج:۲،ص:۲۹۷) جس میں ریزروفنڈ میں اس کا حصہ بھی شامل ہے، (تقسیم شدہ منافع کی زکوٰۃ اس کے علاوہ ہے) لہٰذا اگر ہر حصہ دار اپنے اپنے کل حصہ کی زکوٰۃ نکالدے تو ریزروفنڈ کی زکوٰۃ بھی اس میں خود بخود آجائے گی۔ (فتاویٰ عثمانیہ، ج:۲،ص:۶۸)

انکم ٹیکس کی ادائیگی سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی

انکم ٹیکس کا زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں، زکوٰۃ عبادت اور اللہ کا حق ہے، اور انکم ٹیکس ایک حکومت کا ٹیکس ہے، لہٰذا ایک کی ادائیگی سے دوسرے کی ادائیگی نہیں ہوتی، (شامی، ج:۲، ص:۳۱۰) انکم ٹیکس کے لئے حقیقی سرمایہ کو چھپاتے میں جب جھوٹ بولنا پڑے یا جھوٹی شہادت دینا پڑے تو جائز نہیں۔ (فتاویٰ عثمانیہ، ج:۲،ص:۶۹)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے نیت شرط ہے

جس وقت زکوٰۃ کی رقم کسی غریب کو دے اس وقت اپنے دل میں ضرور خیال کرے کہ میں زکوٰۃ دے رہا ہوں (یا زکوٰۃ کی رقم اپنے مال سے علیحدہ کرنے کے وقت زکوٰۃ میں دینے کی نیت کی تو یہ بھی کافی ہے اگر چہ فقیر کو دیتے وقت نیت کرنا بھول جائے خواہ زکوٰۃ کی کل رقم علیحدہ کرتے وقت نیت کرے یا اس کا بعض حصہ نکالتے وقت نیت کرے کیونکہ مستحقین کو متفرق وقتوں میں دینا ہوتا ہے اور ہر وقت نیت کے حاضر ہونے میں دقت ہے اس لئے زکوٰۃ کی رقم یا سامان علیحدہ کرتے وقت کی نیت کو شرع نے کافی قرار دیا ہے)۔ (زبدۃ الفقہ وشرح البدایہ صفحہ ۱۷۰، جلد ۱)

اگر ویسے ہی دیدیا بغیر نیت کے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ نفلی صدقہ کا ثواب ملے گا لیکن اگر بغیر نیت کے دیدیا اور وہ فقیر کے پاس ہے اس نے ابھی تک خرچ نہیں کیا تو نیت کر لینا درست ہے ہاں خرچ کر ڈالنے کے بعد اب نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔ (شرح التنویر صفحہ ۱۶، جلد ۲)

مسئلہ۔ زکوٰۃ کی رقم میں اختیار ہے چاہے ایک ہی فقیر کو سب دیدے چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دے۔

(شرح البدایہ صفحہ ۹۹، ۱۲۵، جلد ۲)

سال بھر جو کچھ فقیر کو دوں وہ زکوٰۃ میں سے ہو:

اگر اپنے مال میں سے زکوٰۃ کی نیت سے مالِ زکوٰۃ علیحدہ نہیں کیا اور یہ نیت کر لی کہ آخر سال تک جو کچھ دونگا وہ زکوٰۃ ہے تو یہ جائز نہیں پس اس صورت میں وقتاً فوقتاً جو کچھ وہ فقیروں کو دیتا رہا اگر اس نے ہر دفعہ اس کے دینے کے وقت زکوٰۃ کی نیت کر لی تھی تو جائز و درست ہے اور اگر بغیر نیت کے دیتا رہا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ وہ صدقہ وخیرات ہوگا اور اس کا ثواب الگ ملے گا۔ (زبدۃ الفقہ)

سال بھر تھوڑا تھوڑا کر کے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے

بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ جتنی جلدی ہو سکے ادا کر دینی چاہئے اور تھوڑی تھوڑی کر کے سال بھر میں بھی ادا کر دینا جائز ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲،ص:۱۷۲)

اگر مستحق کو زکوٰۃ بتلا کر نہ دی جائے

بعض لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہوتے ہیں مگر ان کو پتا چل جائے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے تو شرم کی وجہ سے رد کر دیں گے اور نہیں لیں گے تو ان کو نہ بتایا جائے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے ان کو ہدیہ یا قرض یا بچوں کی عیدی یا مٹھائی وغیرہ کے نام سے دیں۔ (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۱۰، جلد ۱)

مقروض کا قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی

کسی غریب پر قرضہ ہے اب جس کا قرض ہے وہ اگر یہ نیت کرے کہ میں اس کا قرضہ معاف کرتا ہوں وراس کے یہ پیسہ زکوٰۃ میں شمار ہو جائیں گے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی البتہ اس کو زکوٰۃ کے پیسہ دیئے جائیں اور پھر اس سے قرض وصول کر لیا جائے۔ (شرح التنویر صفحہ ۱۸، جلد ۲)

محض زبانی طور پر قرض سے سبکدوش کرنا کافی نہیں ہوگا۔ (شامی، ج:۲،ص:۱۷۱)

زکوٰۃ کے صحیح ہونے کے لئے تملیک شرط ہے

یہ بھی شرط ہے کہ جس شخص کو زکوٰۃ ادا کی جارہی ہو وہ مالِ زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے اس لئے اگر مستحق کو مالک نہ بنایا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی چاہے وہ مال مستحقین ہی کے نفع علاج یا طعام وغیرہ کے اندر خرچ ہو اس لئے جو لوگ ہسپتالوں میں زکوٰۃ کی رقم دیتے ہیں جن سے مریضوں کا علاج ہوتا ہے اور مریض کی ملکیت میں وہ پیسے نہیں جاتے ہیں تو ان کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اس کی تدبیر موجودہ دور کے علماء نے یہ بیان کی ہے کہ یا تو زکوٰۃ کی رقم ان مریضوں کے ہاتھ میں دیدی جائے کہ جتنا ان کے علاج پر خرچ ہوا ہے اس کی فیس کے طور پر وہی رقم کاؤنٹر پر جمع کرادیں یا پھر اس کی دو آسان صورتیں ہیں (۱) یہ ہے کہ علاج سے پہلے فارم پر کیا جائے جس کی صورت یہ ہے۔

فارم برائے عاقل، بالغ، مستحقِ زکوٰۃ مریض/مریضہ

میں مسمی/مسماۃ.............................. ولد..............................

عمر.............. پتہ.............................. عاقل

بالغ اقرار کرتا/کرتی ہو کہ میں نصابِ زکوٰۃ یا نصابِ قربانی کا مالک نہیں ہوں یعنی میری ملکیت میں نہ 52.5 (ساڑھے باون) تولہ چاندی ہے نہ اس کی قیمت کے برابر نقد روپیہ، نہ سونا نہ اتنی قیمت کا سامانِ تجارت یا کوئی غیر ضروری سامان ہے۔ نیز ایسا بھی نہیں ہے کہ مذکورہ بالا سب یا بعض قسموں کا مال مل کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتا ہو اور میں سید (ہاشمی) بھی نہیں ہوں اور شرعی قاعدہ کی رو سے زکوٰۃ لینے کا/کی واقعی مستحق ہوں.......... لہٰذا میں اس ہسپتال.............. کی انتظامیہ کو اس بات کا اختیار دیتا/دیتی ہوں کہ جب تک میرا قیام اس ہسپتال میں رہے اس وقت تک وہ خود یا اس کا نمائندۂ مجاز میرے لئے زکوٰۃ، صدقات وعطیات کی رقم یا اشیاء وصول کریں اور اسے میرے کھانے پینے اور علاج معالجہ کے لئے خرچ کریں یا ایسے دیگر غریب مریضوں پر خرچ کریں جو علاج کے مصارف برداشت نہ کرسکتے ہوں۔

دستخطِ مریض/مریضہ

اس فارم کے پر کرنے کے بعد زکوٰۃ ادا ہوگی بشرطیکہ وہ وکیل اعتماد والا ہو اور ان پیسوں کو غلط خرچ نہ کرے اس لئے ہسپتالوں میں پیسے جمع کرانے سے پہلے یہ تحقیق کر لینی چاہیئے کہ وہ اس طرح فارم پر کرواتے ہیں یا نہیں۔ (عمدۃ الفقہ)

(۲) دوسری صورت تملیک کی استقراض ہے:

دوسری صورت تملیک کی استقراض ہے جو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تحریر فرمائی ہے کہ کسی مستحق سے کہہ دیا جائے کہ تم قرضہ لے کر اتنی رقم فلاں مسکین یا مستحق کی مدد کر دو یا مدرسہ میں دیدو، ہم تمہارا قرضہ اتار دیں گے۔ اب وہ زکوٰۃ کے پیسے اس شخص کو اس کے قرضہ اتارنے کی نیت سے دیدیئے جائیں۔ (فتویٰ مفتی محمد شفیع صاحبؒ دارالافتاء ۱۹/۱۰/۱۳۹۴)

مسئلہ: اس استقراض والی صورت کے بعد وہ پیسے سفید پوش لوگوں کو بھی دیئے جا سکتے ہیں جن کے پاس کھانے پینے کی قلت اور تنگی ہے اور کچھ سونا اور چاندی بھی ہے جس کی وجہ سے وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتے تو اب وہ شخص قرضہ لے کر اس کی مدد کر دے پھر زکوٰۃ کی رقم سے اس کا قرضہ ادا کر دیا جائے بشرطیکہ وہ قرضہ لینے والا بھی مستحقِ زکوٰۃ ہو۔

(فتویٰ دارالافتاء دارالعلوم کراچی)

مستحقینِ زکوٰۃ:

ان کو مصارفِ زکوٰۃ بھی کہتے ہیں، شریعت میں وہ مسلمان ہیں جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور جو مصارف زکوٰۃ کے ہیں وہی مصارف صدقہ فطر اور فدیے کے بھی ہیں مصارفِ زکوٰۃ اس زمانے میں یہ لوگ ہیں۔

۱۔ فقیر: جس کے پاس تھوڑا سا مال ہو یعنی سونے، چاندی وغیرہ تو ہو مگر نصاب کی مقدار سے کم ہو یا سونا چاندی اور مالِ تجارت نہ ہوں اور کوئی زائد چیزیں ہوں لیکن ان کی قیمت نصاب تک نہ پہنچے۔ (شرح التنویر صفحہ ۹۳، جلد ۲)

۲۔ مسکین: جس کے پاس کچھ نہ ہو اور وہ اپنے کھانے کے لئے یا بدن ڈھانپنے کے لئے مانگنے کا محتاج ہو۔ (شرح التنویر صفحہ ۹۳، جلد ۲)

۳۔غارم:یعنی قرضدار جس کے ذمہ کسی کا قرضہ ہو اور اس کے پاس ادا کرنے کے لئے کچھ نہ ہو یا ادا کرنے کیلئے تو ہو مگر اتنا نہ ہو کہ قرضہ ادا کر کے زکوٰۃ کے نصاب کے بقدر رقم بچ جائے تو اس کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست ہے اسی طرح غریم (قرضخواہ) جس کے پیسے لوگوں نے دبائے ہوئے ہیں اور وہ وصول کرنے پر بھی قادر نہیں ہے اور اپنے پاس اتنے پیسے بھی نہیں جتنے پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے تو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے اس لئے کہ فقیر ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۲۱، جلد ۱)

۴۔مسافر۔چاہے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں یا حاجی کو دوران حج ایسا اتفاق ہوا کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کوئی وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا خرچہ بھی نہیں تو ایسے شخص کو بھی جتنی اس کی حاجت ہے اتنا زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۲۱، جلد ۱)

زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنوانے یا کسی کا کفن دفن کر دینے کا مسئلہ

زکوٰۃ کے پیسے سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث مردہ کا کفن دفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا درست نہیں جب تک مستحق کو نہ دے دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(شرح التنویر صفحہ ۱۰۰، جلد ۲)

مستحق کا زکوٰۃ لے کر مسجد کو عطیہ کرنے کا حکم

زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کی رقم کسی مستحق کو مالک و قابض بنا کر دینا ضروری ہے، اور یہ رقم مسجد میں یا مدرسہ کی تعمیر میں یا تنخواہوں میں صرف کرنا جائز نہیں، (الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲، ص:۳۴۴) البتہ اگر وہ مستحق شخص اس رقم کو الگ و قابض کی حیثیت سے وصول کر لے اور یہ سمجھ لے کہ یہ رقم اس کی ہوگئی اور اس کے بعد اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ یا لالچ کے وہ رقم مسجد میں اپنی طرف سے دیدے تو اب اس کا استعمال جائز ہے۔ (الدر المختار، ج:۲، ص:۲۷۱)

اسی طرح اگر مذکورہ طالب علم کو واقعۃً اس رقم کا مالک بنا دیا گیا تھا اور اس نے اس پر قبضہ بھی کر لیا تھا اور یہ سمجھ چکا تھا کہ یہ رقم اس کی ہے اور اس کے استعمال میں وہ خود مختار ہے، پھر کسی دباؤ کے بغیر اس نے

وہ رقم مسجد میں دیدی تو اب اس رقم کا استعمال مسجد میں جائز ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲، ص:۱۳۸)

زکوۃ وفطرہ رفاہی کاموں اور طلباء کے تعلیمی وظائف میں خرچ کرنا اور بینک کے سود کا مسئلہ اور لاٹری

پہلے اصولی طور پر یہ سمجھ لیجئے کہ زکوۃ، صدقۃ الفطر اور کفارہ کی رقم کسی ایسے غریب شخص کو مالک وقابض بنا کر دی جانی ضروری ہے، جو صاحب نصاب نہ ہو، یعنی اس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا نقد روپیہ، زیور یا گھر کا ضرورت سے زائد سامان نہ ہو، لہٰذا جو طلبہ ان شرائط پر پورے اترتے ہوں انہیں تعلیمی وظیفہ اس طرح دیا جاسکتا ہے کہ رقم ان کو مالک بنا کر ان کے حوالہ کر دی جائے (الدر المختار، ج:۲، ص:۳۴۴) اور پھر وہ اس کو تعلیمی مصارف میں خرچ کریں یا پھر وہ آپ کے لئے وکالت نامہ تحریر کردیں کہ ہم آپ کو اپنی طرف سے تعلیمی رقم وصول کرنے اور پھر ہماری طرف سے اس کو ہماری تعلیمی ضروریات پر خرچ کرنے کی اجازت دیتے ہیں، لیکن زکوۃ کی مذکورہ رقم کو کسی تعمیر یا اساتذہ کی تنخواہوں یا کسی رفاہی کام پر خرچ کرنا جائز نہیں، (الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲، ص:۳۴۴) یہ تفصیل تو زکوۃ صدقۃ الفطر اور کفارے کی رقم کے بارے میں ہے۔

جہاں تک بینک کے سود کا تعلق ہے، اس کا لینا دینا قطعاً حرام ہے اور مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بینک سے سود وصول نہ کریں یا تو کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھوادیں یا سیونگ اکاؤنٹ میں اس تصریح کے ساتھ رکھوائیں کہ ہماری رقم پر سود نہ لگایا جائے، تاہم اگر کسی شخص نے غلطی یا لاعلمی سے بینک سے سود کی رقم وصول کرلی تو اسے ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کرنا ضروری ہے اور اس صدقہ کے بارے میں بھی وہی شرائط ہیں جو اوپر زکوۃ کے بارے میں مذکور کی گئیں، یعنی وہ کسی غیر صاحب نصاب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، اسے بھی عام رفاہی کاموں میں نہیں لگایا جاسکتا، رہی لاٹری! تو وہ شرعاً قمار ہے، اس میں حصہ لینا حرام ہے، اور اگر غلطی سے اس کی رقم وصول کرلی ہے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو سود کا بیان ہوا۔ (فتاویٰ عثمانی، ج:۲، ص:۱۰۴)

کافر کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ

اپنی زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں اسی طرح صدقۂ فطر اور کھانا وغیرہ بھی مسلمان کو دینا ضروری ہے نفلی صدقہ البتہ کافر کو بھی دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۲۱، جلد ۱)

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست نہیں

اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہے ان کو دینا درست نہیں اسی طرح اپنے بیٹے، پوتے، بیٹی، نواسے جو اس سے پیدا ہوئے ہیں ان کو بھی دینا درست نہیں اس طرح شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔

(شامی، ج:۲، ص:۳۴۶/ شرح التنویر صفحہ ۱۸۸، جلد ۱)

جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ کی رقم دینا درست ہے

ان رشتہ داروں کے علاوہ دوسرے رشتہ دار جتنے بھی ہیں جیسے بھائی، بہن، بھتیجے، بھانجے، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلے ماں باپ، سوتیلا دادا، ساس، سسر وغیرہ کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا صرف درست نہیں بلکہ بہتر ہے اور دوگنا اجر ملے گا ایک زکوٰۃ ادا کرنے کا دوسرا صلہ رحمی کا۔

(ردالمحتار صفحہ ۱۰۱، جلد ۲)

سیّدوں کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ

سیدوں کو جو حضرت فاطمہؓ کی اولاد ہیں اس طرح علوی لوگ یعنی حضرت علیؓ کی جو اولاد، حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سے ہیں ان کو اسی طرح جو حضرت عباسؓ کی اولاد سے ہوں یا جو حضرت جعفرؓ بن ابی طالب، حضرت عقیلؓ بن ابی طالب کی اولاد سے ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں البتہ صدقاتِ نافلہ ان کو دے سکتے ہیں۔

(شرح البدایہ صفحہ ۱۸۸، جلد ۲)، (شرح التنویر صفحہ ۱۰۷، جلد ۲)

ملازمین کو زکوٰۃ دینے کا مسئلہ

گھر کے نوکر وغیرہ یا فیکٹری کارخانے کے ملازمین اگر مستحق زکوٰۃ ہوں تو ان کو زکوٰۃ کا پیسہ

دینا درست ہے عیدوغیرہ کے مواقع میں بطورِ انعام واکرام کے دے دے اور دل میں زکوٰۃ کی نیت رکھے بشرطیکہ یہ رقم تنخواہ سے علیحدہ ہو۔ (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۲۲، جلد ۱)

زکوٰۃ سے تبلیغی کتابیں چھپوانے کا حکم

زکوٰۃ سے تبلیغی کتابیں خریدی جاسکتی ہیں لیکن ایسی کتابیں صرف ان لوگوں کو دی جاسکتی ہیں جو مستحقِ زکوٰۃ ہوں۔

جس کے بارے میں شبہ ہو اسے زکوٰۃ دینے کا مسئلہ

اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں زکوٰۃ کا مستحق ہے یا نہیں تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے اگر بغیر تحقیق کے دیدیے تو دل کو دیکھا جائے گا کہ زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل کہتا ہے کہ یہ مستحق ہے فقیر ہے تو زکوٰۃ ہوگئی اور اگر دل میں اس کے مالدار ہونا کا گمان غالب ہے تو زکوٰۃ نہ ہوگی پھر سے دیدے۔ (ردالمحتار صفحہ ۱۰۸، جلد ۲)

صدقۂ فطر کے مسائل

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے:

جو مسلمان اتنا مالدار ہے کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہے یعنی اس کے پاس سونا، چاندی یا مالِ تجارت میں سے کوئی بقدرِ نصاب ہیں اس پر تو یہ صدقہ واجب ہے لیکن جس کے پاس یہ چیزیں تو نہیں مگر ضرورت سے زائد سامان ہے برتن وغیرہ جن کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر یا اس سے زائد ہے اور اس پر قرضہ بھی نہیں (جس کی تفصیل گزر چکی ہے) تو اس کے اوپر بھی عیدالفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے شریعت میں اس کو صدقۂ فطر کہتے ہیں اور اگر سامان ضرورت سے زائد نہ ہو اور زکوٰۃ کا نصاب بھی نہیں تو وہ مال، اسباب، متاع وسامان چاہے اس کی کتنی ہی قیمت ہو جیسے گاڑیاں وغیرہ تو ان پر صدقۂ فطر نہ ہوگا کیونکہ یہ ضرورت میں داخل ہے۔

(مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحاوی صفحہ ۳۹۴)

صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا وقت:

عید کے دن جس وقت فجر کا وقت داخل ہوتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے اس لئے اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے مرگیا یا بعد میں پیدا ہوا تو اس پر یہ صدقہ واجب نہ ہوگا۔

(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۲۳، جلد ۱)

نابالغ اولاد کے صدقۂ فطر کا مسئلہ

یہ صدقہ عورت کو تو صرف اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اور مرد کو اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ ان کے پاس مال نہ ہو اگر ان کے پاس مال ہے تو انہی کے مال میں سے دے۔ (ھدایہ صفحہ ۱۹۰، جلد ۱/ قاضی خان صفحہ ۲۶۵، جلد ۱)

صدقۂ فطر کی مقدار

صدقۂ فطر اگر گندم یا کشمش کے حساب سے دے تو احتیاطاً دو کلو گندم اور کشمش یا ان کی قیمت دے اور اگر کھجور یا جو کے حساب سے دے تو احتیاطاً پورے چار کلو کے بقدر دے۔

مسئلہ۔ صدقۂ فطر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

(ھندیہ، ج: ۱ ص: ۱۹۱/ شرح التنویر صفحہ ۱۲۷، جلد ۲)

عشرۂ ذوالحجہ کے متفرق مسائل

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد بال، ناخن کٹانے اور حجامت بنوانے سے دسویں تاریخ تک رکا رہے۔

ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لے کر نویں تاریخ تک نو دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے، ایک ایک دن کا روزہ ثواب میں سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور نویں تاریخ یعنی عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔ پھر دسویں سے لے کر تیرہویں تک روزہ رکھنا حرام ہے۔

ف:۔ ذوالحجہ کی نویں تاریخ جس دن عرفات کے میدان میں حاجی حج کے لئے جمع ہوتے ہیں اس دن کو عرفہ کہتے ہیں۔ شریعت میں سال بھر کے اندر بس ایک ہی دن عرفہ ہے، کم علم لوگوں

نے اور بھی کئی دنوں کا نام اپنی طرف سے عرفہ رکھ لیا جو کہ غلط ہے۔

تکبیرِ تشریق

تکبیرِ تشریق نویں ذوالحجہ کی نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں تاریخ کی عصر کی نماز کے بعد تک ہر فرضِ عین نماز کا سلام پھیرتے ہی ایک مرتبہ بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ البتہ عورتیں آہستہ آہستہ آواز سے کہیں۔ ﴿شامی﴾

تنبیہ:۔ بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، اس تکبیر کو پڑھتے نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں حالانکہ اس کا درمیانے طریقہ پر بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اس کی اصلاح ضروری ہے۔

ف:۔ ماہ ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تین تاریخوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں، تشریق کے معنی گوشت کو دھوپ میں ڈالنے کے ہیں۔ چونکہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت سکھایا جاتا ہے اس لئے دسویں تاریخ کے بعد ان تین دنوں کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے۔

تکبیرِ تشریق یہ ہے: اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔

نمازِ جنازہ اور وتر اور سنتوں کے بعد یہ دعا نہیں کہی جائے۔

تکبیرِ تشریق امام، مقتدی، اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) عورت، مرد، مسافر، مقیم، شہر والوں اور گاؤں والوں سب پر واجب ہے۔ ﴿درمختار﴾

اگر امام نے یہ تکبیر نہ کہی ہو خواہ قصداً خواہ بھولے سے تو مقتدیوں کو پھر بھی تکبیر کہنا ضروری ہے۔

جن دنوں میں یہ تکبیر کہی جاتی ہے اگر ان دنوں کی کوئی نماز رہ گئی ہو، اب اگر اس کی قضا اسی سال کے انہی دنوں میں کی جائے گی تب تو یہ تکبیر کہی جائے گی ورنہ نہیں۔ مثلاً نویں تاریخ کی نماز کی قضا اسی سال کی دسویں تاریخ کو کی جائے تو تکبیر بھی نماز کے بعد کہی جائے اور اگر اس کی قضا ان دنوں کے گزرنے کے بعد یا اگلے سال کے انہی دنوں میں کی جائے، اسی طرح ان دنوں سے پہلے کی قضا نماز اگر ان دنوں میں پڑھی جائے تو تکبیر نہ کہی جائے۔

مسبوق جس کی رکعت رہ گئی ہو وہ بھی اپنی رکعت پوری کرنے کے بعد یہ تکبیر کہے گا۔ لیکن اگر بھول کر امام کے ساتھ تکبیرِ تشریق کہہ لے تو بھی نماز ہو گئی اور لاحق جس کی رکعت امام کی اقتدا کرنے کے بعد رہ گئی ہو اس پر بھی یہ تکبیر واجب ہے۔

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد جب تک قبلہ سے سینہ نہ پھیرا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے نماز کی بناء ممنوع ہو جاتی ہے۔اس وقت تک یہ تکبیر کہنا ضروری ہے۔نماز کے سلام کے بعد اگر کسی نے قہقہہ لگایا یا عمداً حدث کیا یا کلام کیا تو اب یہ تکبیر نہیں کہہ سکتا۔البتہ اگر سلام کے بعد خود بخود حدث ہو گیا ہو تو یہ تکبیر کہہ لے کیونکہ ان کے لئے وضو شرط نہیں ہے۔ ﴿مراقی﴾

قربانی کے احکام ومسائل

فضیلتِ قربانی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عید الاضحیٰ کے دن اولادِ آدم کا کوئی عمل (سوائے فرض اعمال) اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں سمیت زندہ ہو کر آئیگا اور قربانی کا خونِ زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے لہٰذا اے اللہ کے بندو! دل کی پوری خوشی سے قربانیاں کیا کرو۔

﴿ترمذی شریف ج:۱،ص:۲۷۵﴾

قربانی نہ کرنے پر وعید

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسکے پاس گنجائش ہو اور وہ اسکے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ ﴿ابنِ ماجہ ص:۲۲۶﴾

قربانی کی حقیقت اور روح

قربانی میں حقیقت تو یہ تھی کہ بندہ خود اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت تو دیکھئے کہ انکو گوارا نہ ہوا اسلئے یہ حکم دیا کہ تم جانور ذبح کر دو ہم یہی سمجھ لینگے کہ تم نے اپنے کو قربان کر دیا اور ہر سال کی قربانی سے سبق دیا جاتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے اپنا سب کچھ قربان کر دینا ضروری ہے ورنہ ایمان کامل نہ ہوگا، اور غلامیت اور عبدیت کا حق ادا نہ ہوگا۔

؎ جان دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا

﴿خطباتِ حکیم الاسلام ج:۲ ص:۴۴۴ و احکام وتاریخ قربانی ص:۲۲﴾

قربانی کس پر واجب ہے؟

قربانی ہر اس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے۔ جو صدقہ فطر کے نصاب کا مالک ہو یعنی اسکے پاس یا تو 612 گرام چاندی یا 87.50 گرام سونا ہو یا انمیں سے کسی کے بقدر روپے ہوں یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہو یا شیئرز (Shares) ہوں یا ضرورت سے زائد مکانات، جائداد یا گھریلو سامان ہو، جسکی مالیت 612 گرام چاندی کے برابر ہو۔

﴿شرح التنویر ج:۵ ص:۳۰۴، ردالمحتار ج:۶ ص:۳۱۲، فتاویٰ ھندیہ ج:۵ ص:۲۹۲﴾

لہٰذا مجنون، شرعی مسافر اور غریب پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح ماں باپ پر بھی بچہ کی طرف سے قربانی واجب نہیں، نہ اپنے مال میں سے نہ بچے کے مال میں سے، اگر کرنی ہو تو اپنے مال میں سے کریں اور وہ نفلی ہوگی۔ ﴿ہندیہ ج:۶ ص:۱۹۷﴾

قربانی کے وقت میں مقیم اور مالدار رہنے کا مسئلہ

بارہویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے کوئی مسافر گھر پہنچ گیا یا کہیں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی یا غریب کے پاس مال آ گیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

﴿ہندیہ ج:۶، ص:۱۹۸، بدائع: ج:۵، ص:۶۴﴾

قربانی کا وقت

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے لے کر بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے تک قربانی کا وقت ہے، دن میں کریں یا رات میں کریں بشرطیکہ روشنی ہو، لیکن شہری لوگ عید کی نماز سے پہلے اگر قربانی کرینگے تو انکی قربانی درست نہ ہوگی۔

﴿شرح البدایہ ص:۴۴۳، ہندیہ ج:۶ ص:۱۹۸﴾

قربانی کے دنوں میں قربانی نہ کرسکنے کی صورت میں شرعاً حکم

اگر قربانی کے دن گزر جائیں اور قربانی نہ کی تو دو صورتیں ہیں:

(۱) جانور موجود تھا ذبح کرنے کا موقع نہ ملا تو وہ جانور زندہ فقیروں کو خیرات کرنا پڑیگا اور اسکا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ کسی مالدار کو کھلا سکتا ہے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جانور خریدا نہیں تو ایک بکرے کی قیمت خیرات کرنی پڑیگی۔

﴿شرح التنویر ج:۵ ص:۳۱۲﴾

قربانی کے دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی

صاحبِ استطاعت آدمی پر ہر سال جانور کی قربانی حضرت ابراہیمؑ کی یادگار ہے اسلئے جانور ذبح کرنے کے بجائے اسکی قیمت صدقہ کرنے سے نہ قربانی کی ذمہ داری ادا ہوگی نہ حضرت ابراہیمؑ کی یادگار پر عمل ہوگا۔ ﴿مرقاۃ المفاتیح ج:۳ ص:۳۱۴﴾

قربانی کا جانور ذبح کرنے کا مسنون طریقہ

سب سے پہلے تو دل میں نیت کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے اس جانور کی قربانی کر رہا ہوں جو مجھ پر واجب ہے، اور زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے۔

﴿ردالمحتار ج:۵ ص:۳۰۴﴾

اس کے بعد جانور کو سیدھی کروٹ پر قبلہ رخ لٹائے اور ذبح کرنے والے کا چہرہ بھی قبلہ کی طرف ہو یہ سنت ہے اور بلا عذر اس کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ ﴿بدائع ج:۵ ص:۶۰﴾

اسکے بعد یہ دعا پڑھے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مینڈھوں کو ذبح کرتے وقت قبلہ رُخ لٹا کر یہ پڑھی تھی:

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اِنَّ صَلٰوتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرۡتُ وَاَنَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ اَللّٰهُمَّ مِنۡكَ وَلَكَ ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

پھر اپنا پاؤں جانور کے پہلو پر رکھ کر بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکۡبَرُ پڑھ کر چھری چلائے، اسلئے کہ نبی اکرم ﷺ نے اس طرح فرمایا تھا۔ ﴿بخاری ومسلم﴾

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلۡهُ مِنِّیۡ کَمَا تَقَبَّلۡتَ مِنۡ حَبِیۡبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیۡلِكَ اِبۡرَاهِیۡمَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ

(ترجمہ: اے اللہ! اس قربانی کے عمل کو میرے حق میں قبول فرمالیجئے جیسے کہ آپ نے اپنے محبوب محمد ﷺ اور خلیل ابراہیمؑ کی طرف سے اسکو قبول فرمایا۔)

ذبیحہ پر کسی بھی زبان میں اللہ کا نام لینا

سوال:۔ ذبح کرتے وقت کون سے الفاظ کہنا ضروری ہیں؟ کیا عربی زبان میں کہنا ضروری

ہے؟

جواب:۔ "بسم اللہ" کہنا کافی ہے خواہ کسی زبان میں کہے۔ ﴿الشلبی، ج:۲، ص:۲۸۹﴾

ذبیحہ کی گردن جدا ہو جانا

سوال:۔ زید نے قربانی کا جانور اس طرح ذبح کیا کہ تمام گردن جدا ہو گئی اس سے قربانی حلال ہو گئی یا حرام رہی؟

جواب:۔ قربانی تو حرام نہیں ہوئی حلال رہی ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

﴿شامی، ج:۵، ص:۱۸۸﴾

ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا

سوال:۔ قربانی کرتے وقت ایک جانور کو ذبح کیا جاتا ہے، اور دوسرا جانور قریب ہی بندھا رہتا ہے، ذبح ہوتے ہوئے دیکھتا ہے ایسا کرنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب:۔ ایسا کرنا منع ہے ایک جانور دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے۔ ﴿مصنف عبدالرزاق، ج:۴، ص:۴۹۴﴾

ٹھنڈا ہونے سے پہلے ذبیحہ کی کھال اتارنا

رسولِ اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ﴿ابنِ ماجہ، ص:۲۲۹/ابواب الذبائح﴾ یہ جانور پر ظلم ہے۔

جن جانوروں کی قربانی درست ہے

بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی کی قربانی درست ہے اگرچہ خصی ہوں۔ ﴿فتاویٰ ہندیہ ج:۶ ص:۱۹۹﴾

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

سوال:۔ صاحبِ نصاب مسلمان کے لئے قربانی، اونٹ، بھینس، گائے، دنبہ، بکرا یا بھیڑ میں یا ان کے نر و مادہ میں ثواب کا کچھ فرق ہے؟

جواب:۔ جس جانور کی قربانی محض ایک آدمی کی طرف سے ادا ہوتی ہے، اور اس میں

شرکت نہیں ہوتی اس کی قربانی افضل ہے، بشرطیکہ اس کا گوشت اور قیمت شرکت کرنے والے جانور سے گھٹیا اور کم نہ ہو ورنہ شرکت والے جانور کا ساتواں حصہ افضل ہوگا۔ بکرا، دنبہ وغیرہ اگر خصی ہو تو وہ مادہ سے افضل ہے، ورنہ مادہ افضل ہے، ادا بہر صورت ہو جاتی ہے۔

﴿شامی، ج:۹،ص:۲۸۱﴾

نر و مادہ میں کس کی قربانی افضل ہے

اگر دونوں قیمت اور گوشت میں برابر ہوں تو مادہ کی قربانی افضل ہے۔

﴿شامی، ج:۵،ص:۲۰۵﴾

ایک فربہ (موٹے) بکرے کی قربانی بہتر ہے یا دو کی جبکہ قیمت میں برابر ہوں

سوال:۔ سو روپے میں اگر ایک ہی بکرا ذبح کیا جائے جو خوب موٹا تازہ ہو تو یہ بہتر ہے، یا سو روپے میں دو عدد ذبح کیا جائے جو کہ مناسب بدن کے ہوں؟

جواب:۔ سو روپے میں اگر دو مناسب بکرے ملیں جن سے دو واجب ادا ہو سکیں تو یہ بہتر ہے کہ اس سے اتنی ہی قیمت میں ایک بکرا موٹا ذبح کیا جائے، جس سے ایک ہی واجب ادا ہو۔

﴿خانیة علی الهندیة، ج:۳،ص:۳۴۹﴾

البتہ بہت موٹا جانور جس کی قیمت اتنی زیادہ ہو کہ اتنی قیمت میں کئی جانور جو بہت کمزور نہ ہوں آسکیں تو کئی جانور کرنا بہتر ہے کہ اس میں غریبوں کا بھلا بھی ہے دکھلاوے کے خیالات سے بھی حفاظت ہے۔ اور بہت بڑے جانور کا گوشت بھی قابلِ استعمال نہیں ہوتا، ان وجوہات کی وجہ سے بہت بڑا جانور بہتر نہیں ہے۔

گائے اونٹ وغیرہ میں شرکت کا مسئلہ

گائے، اونٹ اور بھینس میں اگر سات یا اس سے کم آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو یہ بھی درست ہے۔

(۱) لیکن پہلی شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو بلکہ گوشت تقسیم کرتے وقت اندازے سے تقسیم نہ کریں بلکہ خوب تول کر تقسیم کریں ورنہ سود ہو جائیگا۔

﴿شرح التنویر ج:۵ ص:۳۰۸﴾

واضح رہے کہ یہ برابری اس وقت ضروری ہے جب تقسیم کرنا چاہیں اور اگر تقسیم نہ کریں بلکہ ایک ساتھ فقراء، یا دوست، رشتہ داروں میں تقسیم کرنا چاہیں تو برابری ضروری نہیں۔

﴿ردالمحتار ج:۵ ص:۳۱۰﴾

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ سب کی نیت قربانی یا عقیقہ کرنے کی ہو، گوشت کھانے کی نیت نہ ہو ورنہ کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔ ﴿ھندیہ ج:۶ ص:۲۰۴﴾

مسئلہ: جانور ذبح کرتے وقت شرکاء کی طرف سے ذبح کی نیت ضروری ہے اور وہ دل کے ارادے کا نام ہے۔ ﴿بدائع ج:۵ ص:۷۱﴾ اگر کئی جانور ہیں اور ایک ساتھ کئی افراد کی طرف سے قربانی ہو رہی ہے تو کونسا جانور کس کا ہے متعین کرنا ضروری ہے۔ ورنہ قربانی صحیح نہ ہوگی۔

﴿فتاویٰ شامی ج:۶ ص:۳۱۲﴾

اسی طرح جسکی طرف سے قربانی ہو رہی ہے اسکے علم میں ہونا ضروری ہے ورنہ قربانی درست نہ ہوگی اور شرکت کی صورت میں اوروں کی بھی درست نہ ہوگی۔ ﴿ھندیہ ج:۶ ص:۲۰۲﴾

حرام کمائی سے قربانی

حرام آمدنی جسکا مدار سود پر ہو جیسے انشورنس (Insurance) بینک کی ملازمت وغیرہ اس سے قربانی کرنا جائز نہیں ہے ایسا شخص یا تو اپنے پاس موجود حلال رقم سے قربانی کرے یا کسی سے حلال رقم بطورِ قرض لے لے اور اس رقم سے قربانی کرلے۔

(۲) **سوال:** کیا قربانی کے ہر شریک اور معاون پر تکبیر کہنا واجب ہے؟

جواب: مسئلہ یہ ہے کہ ذابح پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اسی طرح معینِ ذابح پر بھی واجب ہے۔ ﴿وتشترط التسمية من الذابح حال الذبح وشمل ما اذا كان الذابح اثنين الخ، ج: ۹، ص: ۴۳۸﴾

اور معین ذابح حقیقۃً وہ ہے جو چھری چلانے میں مدد دے، مثلاً ایک شخص کمزور ہے اس میں چھری چلانے کی پوری قوت نہیں، تو دوسرا آدمی اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر قوت سے چھری چلادے تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھنا لازم ہے، اور جو آدمی جانور کے پیر وغیرہ پکڑے وہ حقیقۃً معینِ ذابح نہیں اس لئے اس پر بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حرام کمائی والے کی شرکت کا مسئلہ

اجتماعی قربانی میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ حرام آمدنی والے افراد کے ساتھ شرکت

نہ ہو ورنہ قربانی صحیح نہ ہوگی اسلئے کہ مسندِ احمد کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکیزہ مال ہی کو قبول فرماتے ہیں اور اسکی آسان صورت ایسے اداروں کیلئے یہ ہے کہ وہ اعلان لگادیں کہ حرام کی کمائی والے شرکت نہ کریں ورنہ خود ذمہ دار ہونگے۔

میت کی طرف سے قربانی کرنا

سوال:۔ اگر آدمی قربانی میں اپنا حصہ نہ لے اور میت کی طرف سے لے تو ایسا کرنا درست ہے، یا اپنا حصہ بھی لے اور میت کی طرف سے بھی لے تب کرنا درست ہوگا؟

جواب:۔ اگر زندہ آدمی صاحبِ نصاب ہے تو اس کو اپنا حصہ لینا واجب ہے، اگر نہیں لے گا تو گنہگار ہوگا، اور پھر اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہوگا، تاہم اگر میت کی طرف سے لے کر قربانی کردے گا تو اس کا ثواب میت کو پہنچ جائے گا، اگر میت نے وصیت کی ہے، تو ایک تہائی ترکہ سے لیکر قربانی کرنا واجب ہوگا، اگر وصیت نہیں کی تو واجب نہیں، اگر کوئی وارث بالغ ہو اور اپنے روپے سے حصہ لیکر میت کو ثواب پہنچادے تو شرعاً درست ہے۔

﴿شامی، ج:۶، ص:۳۲۶﴾

ایک حصہ کا ثواب متعدد کو

سوال:۔ زید ایک قربانی اپنی طرف سے کرتا ہے، اور ایک اپنے والدین، دادا، دادی، نانا، نانی غرض متعدد اموات کی طرف سے کرتا ہے، تو کیا اس طرح قربانی درست ہوجائے گی، اور ان سب اموات کو ایک قربانی کا ثواب پہنچ جائے گا؟

جواب:۔ اس طرح قربانی درست ہوجائے گی، اور ثواب بھی سب کو پہنچ جائے گا۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایک قربانی کا ثواب پوری امت کو پہنچایا ہے۔ ﴿شامی، ج:۵، ص:۲۰۷﴾

اجتماعی قربانی میں بقیہ قیمت کا حکم

اجتماعی قربانی میں بقیہ قیمت مالک کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا صحیح نہیں۔ لہٰذا انکو واپس کرنا واجب ہوگا۔ ﴿فتاویٰ رحیمیہ ج:۱۰ ص:۴۵﴾

قربانی کے جانوروں کی عمروں کا مسئلہ

بکرا بکری کی عمر ایک سال کم از کم ہونا ضروری ہے۔ اور گائے بھینس کم از کم دو سال کا ہونا

ضروری ہے اور اونٹ کم از کم پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔

﴿شرح التنویر ج:٦ ص:٣١٤، بدائع ج:٥ ص:٧٠﴾

اور عمروں کے معلوم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ دو دانت نکل آئے ہوں۔

﴿کفایت المفتی ج:٨ ص:٢١٧﴾

جن جانوروں کی عیوب کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی

(۱) **اندھا جانور**، جسکو بالکل نظر نہ آتا ہو یا تہائی روشنی سے کم نظر آتا ہو تو قربانی جائز نہ ہوگی اسلئے خریدتے وقت آنکھ کے آگے اشارے سے دیکھ کر تحقیق کرنی چاہئے۔

﴿ھندیہ ج:٥ ص:٢٩٧﴾

(۲) **لنگڑا جانور**، جو جانور چوتھا پاؤں رکھ ہی نہیں سکتا، یا رکھتا ہے مگر سہارا نہیں لے سکتا اسکی بھی قربانی درست نہیں، اور اگر سہارا لیتا ہے تو لنگڑانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

﴿بدائع ج:٥ ص:٧٥﴾

(۳) **مریل جانور**، جسکی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو اسکی قربانی درست نہیں، (اور جانور جتنا موٹا ہو اتنا ہی افضل ہے بشرطیکہ دکھلاوا نہ ہو)۔ ﴿ھندیہ ج:٦ ص:٢٠٠﴾

(۴) **تہائی یا تہائی سے زیادہ دم یا کان** کٹے ہوئے جانور کی قربانی درست نہیں اور جس جانور کے پیدائشی کان ہی نہ ہوں اسکی بھی قربانی درست نہیں اور چھوٹے کان والے کی قربانی درست ہے۔ ﴿شامی، ج:٦، ص:٣٢٤، بدائع ج:٥ ص:٧٥﴾

(۵) **جس جانور کے جڑ سے سینگ ٹوٹ گئے ہوں**، اسکی قربانی بھی درست نہیں اور اگر پیدائشی سینگ نہیں یا درمیان میں کہیں سے ٹوٹ گئے تو قربانی درست ہے۔ ﴿ھندیہ ج:٥ ص:٢٩٧﴾

(۶) **جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں** یا آدھے سے زیادہ گر گئے ہوں تو اسکی قربانی درست نہیں۔ ﴿شامی ج:٦ ص:٣٢٤﴾

(۷) **ایسا خارش والا جانور** جو لاغر اور کمزور ہو گیا ہو تو اسکی قربانی درست نہیں اور اگر ایسی خارش نہ ہو تو قربانی درست ہے۔ ﴿البحر الرائق ج:٨ ص:١٧٦﴾

جانور خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو جانے کا مسئلہ: جانور خریدنے کے بعد عیب پیدا ہو جائے تو مالدار آدمی پر دوسرا جانور خریدنا لازم ہے اور غریب پر نہیں ہے۔

﴿شرح التنویر ج:٥ ص:٣١٧﴾

ذبح کرتے وقت کھینچنے سے عیب پیدا ہو جانے کا مسئلہ

ذبح کرتے وقت کھینچنے سے عیب پیدا ہو جائے تو قربانی درست ہے۔

﴿ھندیہ ج:۵ ص:۲۹۹﴾

گابھن جانور کی قربانی کا مسئلہ

گابھن جانور کی قربانی درست ہے پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اسے بھی ذبح کر دیں۔

﴿شامی ج:۶ ص:۳۲۲﴾

گوشت کی تقسیم کا بہتر طریقہ

گوشت کی تقسیم میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کریں، ایک خود کھائیں، دوسرا غریبوں کو دیں اور تیسرا رشتہ داروں کو دیں۔ ﴿شرح التنویر ج:۵ ص:۳۲۰﴾

قربانی کا گوشت فروخت کرنا

سوال:۔ قربانی کرنے والا اپنے گوشت کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر اس نے خود قربانی نہ کی دوسرے کے یہاں سے گوشت آیا ہو، تب کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اپنی قربانی کا گوشت فروخت کرنا مکروہ ہے، اگر فروخت کر دیا تو قیمت صدقہ کرنا واجب ہے، جو گوشت کسی دوسرے شخص نے قربانی کا دیا ہو اس کو فروخت کرنا درست ہے۔

(شامی کراچی، ج:۶، ص:۱۱۶)

کسی نے میت کو ثواب پہنچانے کیلئے اپنے مال سے قربانی کی تو اس گوشت میں سے کھانا، کھلانا، تقسیم کرنا سب درست ہے اور اگر میت کی وصیت پر اس کے ترکہ میں سے قربانی کی گئی ہو تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا ضروری ہے۔ (درمختار)

اگر کسی شخص نے پچھلے سال کی فوت شدہ قربانی کی نیت سے کسی جانور میں شرکت کی تو اس قربانی کا سارا گوشت خیرات کرنا واجب ہے نہ اس شخص کو اسکا استعمال کرنا جائز ہے نہ اس کے دوسرے حصہ داروں کو جائز ہے

اسی طرح قربانی کے سری پائے اور اس کی چربی بیچنا حلال نہیں۔ اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا ہو تو ان کی قیمت کو صدقہ کرے۔ (فتاویٰ دار العلوم بحوالہ عالمگیری)

قربانی کے ذبح ہو جانے کے بعد اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اپنے حصہ کا دام کسی سے لیکر اپنا حصہ اسکو دیدے تو یہ جائز نہیں۔

قربانی کی کھال کا بعینہ ڈول، مصلیٰ وغیرہ بنا کر خود استعمال کرنا بھی جائز ہے اور کسی امیر کو دیدینا بھی جائز ہے، اور اگر اس کھال کو ایسی چیز سے تبدیل کرلیا کہ بعینہ اس چیز کے وجود سے کچھ مدت تک نفع حاصل ہوسکتا ہو جیسے مشک، چھلنی جائے نماز، کپڑا وغیرہ تو یہ بھی جائز ہے (درمختار)

لیکن اگر کسی ایسی چیز سے تبدیل کیا ہے جس کے وجود سے بعینہ نفع حاصل نہیں کیا جاسکتا یا اسکو روپے پیسے کے ساتھ فروخت کردیا تو اب اس کی قیمت کو خود استعمال نہیں کرسکتا نہ کسی امیر کو دے سکتا ہے، بلکہ اسکو صدقہ کردیا جائے۔ (درمختار)

اس صدقہ کے مستحق وہی لوگ ہیں جن کا ذکر صدقۂ فطر کے بیان میں ہو چکا ہے وہاں دیکھا جائے

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں، تو اگر تقسیم کرنا چاہیں تو گوشت کو وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ کیا جائے۔ اور اگر تقسیم نہ کرنا چاہیں کہ ایک جگہ ہی فقراء کو تقسیم کرنا اور پکا کر کھانا کھلانا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے۔

ف :۔ مدارسِ اسلامیہ کے طلباء اس صدقہ کے بہترین مصرف ہیں، اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علمِ دین کا احیاء بھی۔ مگر کسی خدمت اور معاوضہ میں اس کا دینا جائز ہے۔ اسی طرح قربانی کے جانور کی رسی وغیرہ سب صدقہ کردے۔ (شامی)

تنبیہ: بعض لوگ چرم کی قربانی کی قیمت بیوہ عورتوں کو دے دیتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ ان کے پاس سونا، چاندی کا زیور یا نقدی تو بقدر نصاب نہیں ہے۔ اسی طرح یہ دستور ہے کہ اس کی قیمت کو بہوؤں وغیرہ کا حق سمجھا جاتا ہے اور مالدار بہنوں بیٹیوں کو بھی دے دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں ہے، البتہ بیوہ عورت یا بہن اگر غریب ہو تو اس کو دے سکتے ہیں۔

دوسرے ملک والے کی طرف سے قربانی کرنے کا مسئلہ:

دوسرے ملک والے کی طرف سے قربانی کرنے کی صورت میں ضروری ہے کہ دونوں جگہ عید کا دن ہو۔ ﴿ھدایہ مع الفتح ص:۴۳۱﴾

جانور تبدیل ہو جانے کا مسئلہ

جانور تبدیل ہو جانے اور ایک دوسرے کا جانور ذبح کردینے سے ہر ایک کی قربانی درست

ہوجائیگی۔﴿بدائع ج:۵ ص:۶۷﴾

حلال جانور کا چمڑا کھانا

سوال:۔ چمڑا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کا چمڑا کھانا بھی درست ہے ،مثلاً پرندوں، کبوتر، مرغی وغیرہ یا گائے اور بکری کے تازہ بچہ کی کھال، اگر گائے اور بکری کی کھال کو کھانے کے قابل بنا لیا جائے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں، یعنی شرعاً ممنوع نہیں۔ (شامی، ج:۹،ص:۴۵۱)

اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟

انتڑی اور اوجھڑی کھانا شرعاً درست ہے۔ (شامی زکریا، ج:۹،ص:۴۰۱)

سوال: حرام مغز کھانا کیسا ہے؟ **جواب:** منع ہے۔ (طحاوی، ج:۴،ص:۳۶۰)

بکرے کے کپورے کا حکم: ان کا کھانا منع ہے۔ (شامی، س:۵،ص:۱۹۷)

قربانی کی قضا

اگر کسی شخص نے پچھلے سالوں کی واجب قربانی ادا نہ کی ہو تو اس کو ہر سال کی قربانی کے عوض قربانی کی قیمت کا صدقہ میں دینا واجب ہے، قربانی کے ایام گزرنے کے بعد قربانی نہیں کرسکتا۔

اگر کوئی شخص قربانی کے دنوں میں مالدار تھا لیکن اس نے قربانی نہیں کی، پھر ان دنوں کے گزرنے کے بعد وہ شخص غریب ہوگیا، اب اگر اس نے قربانی کا جانور خریدا تھا تو اس کو صدقہ کردے، ورنہ اتنی رقم خیرات کرے جس سے قربانی ہوسکتی ہے۔ (قاضی خان)

اگر کوئی شخص مالدار رہا اور اس نے قربانی نہ کی ہو اور نہ ہی قربانی کے دنوں کے گزرنے کے بعد اتنی رقم قربانی کے عوض خیرات کی ہو جس سے قربانی ہوسکتی ہو، تو اس پر واجب ہے کہ وہ وصیت کرے کہ اس کی طرف سے اس کے وارث قربانی کی قیمت صدقہ کریں۔ (فتاویٰ عالمگیریہ)

اگر قربانی کے لئے جانور خریدا اور قربانی کے دنوں میں ذبح نہ کیا تو اب اس قربانی کی قضاء کے ارادے سے اس کو آئندہ سال ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس جانور کو زندہ صدقہ کرنا واجب ہے۔ اگر ذبح کرلیا تو اس کا گوشت کھانا اس کو جائز نہیں، بلکہ ذبح کرنے سے جانور کی قیمت میں جو نقصان ہوا وہ رقم اور اس کا تمام گوشت پوست خیرات کردے۔ (شامی)

عیدالاضحیٰ کے مسنون اعمال

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو جلدی اٹھنا (۷) عیدگاہ جلدی چلے جانا (۸) عید کی نماز سے پہلے کوئی چیز نہ کھانا (۹) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا (۱۰) جس راستہ سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۱) پیدل جانا (۱۲) راستے میں تکبیراتِ تشریق بلند آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔ (در، ج:۱، ص:۱۱۶)

عیدالاضحیٰ کی نماز کا مسنون طریقہ

عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں دو رکعت واجب عیدالاضحیٰ کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھتا ہوں اور ہاتھ باندھ لے اور ثناء پڑھ کر تین مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور ہر مرتبہ دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اور تکبیر کے بعد تین سبحان اللہ کے بقدر ہاتھ لٹکا دے، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے، اور تعوذ تسمیہ، سورۃ فاتحہ اور سورۃ کے بعد رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۃ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہیں لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور تکبیر کہ کر رکوع میں جائے۔ ﴿مراقی الفلاح ودر ص:۱۱۶﴾

﴿ ﷺ ﴾

اللہ کے فضل سے زکوٰۃ وصدقۂ فطر وقربانی کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچی۔
اب عمرہ اور حج کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

حج کے مسائل

حج کے تفصیلی مسائل اور احکام کے لئے علماء نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں لکھی ہیں اس لئے وہ تمام مسائل نہیں لکھے جاتے البتہ عمرہ و حج کا مختصر طریقہ لکھا جاتا ہے۔

عمرہ کا مختصر طریقہ

احرام کی تیاری

سب سے پہلے سر کے بال سنواریں، خط بنوائیں، مونچھیں کتریں۔ زیر ناف اور بغل کے بال صاف کریں اور پھر احرام کی نیت سے غسل کریں ورنہ وضو کریں پھر مرد ایک سفید چادر باندھے اور دوسری اوڑھے (تہہ بند) اور جوتے اتار کر ہوائی چپل پہنیں۔ خواتین سلے ہوئے کپڑے اور جوتے بدستور پہنی رہیں سر ڈھک کر دو رکعت نفل نماز ادا کریں (حیات)۔

نوٹ: خواتین ماہواری کے ایام میں دو رکعت نہ پڑھیں بس قبلہ رخ ہو کر نیت اور تلبیہ پڑھیں۔

فائدہ۔ احرام نام ہے نیت اور تلبیہ پڑھنے کا تو بہتر یہ ہے کہ ہوائی جہاز سے جانے کی صورت میں جہاز میں احرام باندھا جائے لہٰذا نیت تلبیہ کے سوا باقی مذکورہ کام گھر یا ایئرپورٹ پر کریں اور جب ہوائی جہاز فضا میں بلند ہو جائے اس وقت نیت اور تلبیہ پڑھیے۔

عمرہ کی نیت

اے اللہ! میں آپ کی رضا کے لئے عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں آپ اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے۔

نیت کرتے ہوئے تین بار لبیک کہیں اور خواتین آہستہ آہستہ آواز سے پڑھیں۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ
وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ (بخاری و مسلم)

اس کے بعد درود شریف پڑھے (دارقطنی) اور یہ دعا مانگیں اے اللہ میں آپ کی رضا اور جنت مانگتا ہوں اور آپ کی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں اور اس موقع پر سرکار دو عالم ﷺ

نے جو دعائیں مانگیں یا بتلائی ہیں وہ مانگتا ہوں وہ سب میری طرف سے قبول فرمائیں (ترمذی وابن ماجہ) نیت اور تلبیہ کے بعد احرام کی تمام پابندیاں شروع ہو جائینگی۔

خواتین کا پردے کا مسئلہ:

خواتین کو احرام کی حالت میں چہرہ سے کپڑا لگانا اور ڈھانپنا منع ہے سوتے جاگتے ہر وقت چہرہ کو کھلا رکھیں (پردہ اس حال میں اور زیادہ ضروری ہے اس لئے پردہ والے ہیٹ آتے ہیں ان کو پہننا چاہیئے۔

زعفران وغیرہ میں رنگا ہوا کپڑا منع ہے ہاں اگر دھلا ہوا ہو اور خوشبو نہ آتی ہو تو پہننا جائز ہے۔

مکہ معظّمہ کا سفر

جب حرم کی طرف یہ مبارک سفر شروع ہو جائے تو دورانِ سفر تلبیہ پڑھتے رہیں (حیات وغیرہ) اور ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوں۔

حدودِ حرم پہنچ کر یوں دعا کیجئے

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُکَ وَاَمْنُکَ فَحَرِّمْنِیْ عَلَی النَّارِ وَآمِنِّیْ مِنْ عَذَابِکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ أَوْلِیَائِکَ وَأَهْلِ طَاعَتِکَ. (کتاب الاذکار للنووی)

اے اللہ! یہ تیرا حرم ہے اور تیرے امن کی جگہ ہے پس جہنم کو مجھ پر حرام فرما اور اس دن عذاب سے ہمیں مامون فرما جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا اور مجھے اپنے دوستوں اور اہلِ طاعت میں سے بنا دیجئے۔

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفاً وَّتَعْظِیْماً وَّتَکْرِیْماً وَّ مَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَکَرَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ وَاعْتَمَرَهٗ تَشْرِیْفاً وَّ تَکْرِیْماً وَّتَعْظِیْماً وَّبِرًّا. (مسند الشافعی)

اے اللہ اس گھر کو شرافت، عظمت، کرامت اور ہیبت میں زیادہ کر اور جو کوئی اس کا حج اور عمرہ کر کے اسکی بزرگی اور اکرام کرے تو اس کو شرافت اور کرامت اور عظمت اور نیکی میں بڑھا۔

جب مسجدِ حرام میں داخل ہوں تو دل سے پورے ادب کے ساتھ پہلے سیدھا قدم رکھیں اور یہ دعا کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

عام اعتکاف کی نیت کریں اور بغیر کسی کو تکلیف دیئے آگے بڑھیں

پہلی نظر جب بیت اللہ پر پڑھے تو راستہ سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہوں اور یہ کام کریں۔

۱۔ اللہ اکبر تین مرتبہ کہیں۔

۲۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰه تین مرتبہ کہیں۔

۳۔ دونوں ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھائیں اور درود شریف پڑھ کر یہ دعا مانگیں اور اس کے علاوہ خوب دعائیں مانگیں یہ دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَاناً بِکَ وَتَصْدِيْقاً بِکِتَابِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّکَ (بیھقی و طبرانی)

اے اللہ! ہم آپ پر ایمان رکھتے ہوئے اور آپ کی کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور آپ کے نبی ﷺ کے طریقے کا اتباع کرتے ہوئے یہ اعمال کرتے ہیں۔

طواف

مرد تو چادر دائیں کندھے سے نکالیں اور بائیں کندھے پر ڈالیں اور داھنا کندھا کھلا رہنے دیں اور طواف باوضو ضروری ہے۔ (بخاری و مسلم) اسی طرح جو چلنے پر قادر ہو تو پیدل طواف کرنا واجب ہے۔

طواف کی نیت

اب خانہ کعبہ کے سامنے جس طرف حجرِ اسود ہے اس طرح کھڑے ہوں کہ پورا حجرِ اسود داہنی طرف رہ جائے اور تلبیہ کہنا بند کردیں (ترمذی) اور پھر بغیر ہاتھ اٹھائے طواف کی نیت کریں اے اللہ میں آپ کی رضا کے لئے عمرہ کا طواف کرتا ہوں آپ اس کو میرے لئے آسان کردیجئے اور قبول کرلیجئے۔ (حیات)

پھر قبلہ رو ہی بائیں طرف کھسک کر بالکل حجرِ اسود کے سامنے آئیں اور دو کام کریں۔

(۱) استقبالِ حجرِ اسود یعنی دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجرِ اسود کی طرف کریں اور کہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اور دونوں ہاتھ چھوڑیں (حیات)

(۲) پھر استلام کریں یا استلام کا اشارہ کریں اور یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ

اور دونوں ہتھیلیوں کو چوم لیں (بیہقی و طبرانی)

نوٹ: احرام کی حالت میں چونکہ حجرِ اسود پر خوشبو لگی ہوتی ہے اس لئے اشارہ ہی کیا جائے اسی طرح رکنِ یمانی اور ملتزم سے بھی دور رہیں۔

استلام (چومنے) کے بعد دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کریں حجرِ اسود کے استلام یا اشارہ کے سوا دوران طواف خانہ کعبہ کی طرف سینہ یا پشت کرنا جائز نہیں اس کا خصوصی خیال رکھیں اور رمل کریں مرد حضرات اکڑ اکڑ کر شانے چلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر تھوڑے سے چلیں اور صرف پہلے تین چکروں میں اسی طرح چلیں باقی چکروں میں حسبِ معمول چلیں گے۔ (مسلم) اور طواف حطیم کے باہر کریں اسلئے کہ وہ بیت اللہ کا حصّہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف حطیم کے باہر کیا ہے (حاکم)، طواف کے دوران تیسرے کلمہ کا ورد رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے فرمایا کہ جس شخص نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور دنیوی بات کے بجائے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہتا رہا تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے درجے بڑھا دیئے جائیں گے۔ (ابنِ ماجہ)

اس موقع پر یہ دعا بھی مانگئے

اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ لِّیْ بِخَیْرٍ (ابنِ ماجہ و حاکم)

رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دعا کریں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (احمد) پھر حجرِ اسود کا استلام کریں (اشارہ سے جیسا کہ عرض کیا ہے) (حیات) اس طرح سات چکر پورے ہونے پر آٹھویں بار حجرِ اسود کا استلام یا اس کا اشارہ کر کے طواف ختم کریں (حیات)

اب دونوں کاندھے ڈھک لیں۔

اس کے بعد ملتزم پر آ جائیں اور خوب گڑگڑا کر دعا مانگی جائے (حیات)

مقامِ ابراہیم:

اسکے بعد مقامِ ابراہیم کے پاس آئیں اور یہ آیت پڑھیں: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھِیْمَ مُصَلًّی اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت واجب طواف ادا کریں جس میں سورۃ الکافرون و سورۃ الاخلاص پڑھیں (مسلم واحمد) اور دعا مانگیں بشرطیکہ نماز کا مکروہ وقت نہ ہو (بخاری) اور مرد حضرات سر ڈھانکے بغیر پڑھینگے (حیات)

زمزم پینا:

اس کے بعد زمزم پیئں اور دعا کریں اے اللہ میں آپ سے نفع والا علم کشادہ روزی اور ہر بیماری سے شفا مانگتا ہوں (معلم الحجاج)

سعی:

سعی کرنے کے لئے حجرِ اسود کا نواں استلام یا اشارہ کریں (مسلم) باب الصفا سے مسجد سے باہر نکلیں اور صفا کی طرف روانہ ہو جائیں اور یہ پڑھئے

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ.

سعی واجب ہے (مسلم) مگر باوضو سنت ہے مگر طہارت شرط نہیں ہے (حیات)

صفا پر سعی کی نیت کریں اے اللہ میں آپ کی رضا کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہوں اس کو میرے واسطے آسان کر دیجئے اور قبول فرما لیجئے (حیات) اور حمد و ثنا کے بعد دعا مانگیں۔

اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں اور تین مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہیئے اور یہ کلمات کہیئے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ (حصنِ حصین)

صفا سے اتر کر مروہ کی طرف چلیں جب سبز ستونوں کے قریب پہنچیں تو مرد حضرات دوڑیں اور خواتین نہ دوڑیں اور دعا کریں

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ (حصنِ حصین)

پھر مروہ پہنچ کر قبلہ رخ ہو کر دعا کریں یہ ایک چکر ہوا۔ (عمدۃ المناسک)۔

دوسرا صفا پر اور تیسرا چکر مروہ پر مکمل ہوگا اس طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا اس کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو شکرانہ کے دو نفل حرم میں ادا کریں (احمد و ابنِ ماجہ) تو بہتر ہے اور مرد جن کے بال ہر طرف سے بڑے ہوں سعی کے بعد حلق یا قصر کروائیں (بخاری و مسلم) اور اگر ہر طرف سے بال بڑے نہیں ہیں تو حلق کرانا واجب ہے اور حلق بہر حال افضل ہے (بخاری) اور خواتین سر کے بال انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ کتریں (ترمذی) (غنیۃ) اور یہ یقین حاصل کریں کہ کم از کم چوتھائی سر کے بال کتر چکے ہیں۔

مروہ پر جو لوگ قینچی لئے کھڑے رہتے ہیں ان سے سر کے چند بال کتروانا حنفی محرم کے لئے کافی نہیں لہذا اس سے پرہیز کریں ورنہ دم واجب ہونے کا قوی خطرہ ہے۔

حلق یا قصر کے بعد عمرہ مکمل ہو گیا احرام کی پابندیاں ختم ہوگئیں اب کپڑے پہنیں اور گھر بار کی طرح رہیں دل و جان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے عمرہ کی سعادت بخشی اور باقی لمحاتِ زندگی کی قدر کریں اور ان کو اپنے رب کی مرضیات کے مطابق بسر کرنے اور بازار جانے سے احتراز کی کوشش فرمائیں۔

نوٹ۔ جب بھی عمرہ کا ارادہ ہو تو مذکورہ طریقے سے کیا جائے البتہ اس کیلئے احرام تنعیم یا جعرانہ سے کیا جائے (بخاری) اور جب بھی طواف کا ارادہ ہو تو بھی مذکورہ طریقے سے طواف کیا جائے البتہ صرف طواف میں احرام رمل اور اضطباع نہیں ہوگا اور سعی بھی نہ ہوگی۔

حج کے فضائل

۱. عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (بخاری مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے محض اللہ کی رضا کے لئے حج کیا اور نہ کوئی بے حیائی کی بات کی اور نہ ہی کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ (اپنے گھر کو واپس) پلٹتا ہے اس دن کی سی حالت میں جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک وصاف ہوکر)۔

فرض ہونے پر حج جلدی ادا کرنا چاہئے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (فرض ہونے کے بعد) حج کیلئے جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ (آئندہ) اس کو کیا (رکاوٹ) پیش آجائے۔ (احمد)

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں جو حج کے ساتھ عمرے کو ملانے یا نہ ملانے سے بنتی ہیں:

۱۔ اگر آپ صرف حج کا احرام باندھیں اور صرف حج کی نیت کریں عمرے کو حج کے ساتھ نہ ملائیں تو یہ حجِ افراد کہلاتا ہے۔

۲۔ اگر آپ حج وعمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھیں اور دونوں کی اکٹھی نیت کریں تو یہ حجِ قران کہلاتا ہے۔

۳۔ اگر آپ اپنے ملک سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر جائیں اور عمرہ کر کے احرام سے فارغ ہو جائیں اور پھر ۸ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ کر حج کریں تو یہ تمتع کہلاتا ہے۔

افضلیت میں ترتیب

سب سے افضل قران ہے پھر تمتع ہے پھر افراد ہے۔

آپ کونسا احرام باندھیں

احرام کی بہت سی پابندیاں ہوتی ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا لہٰذا اگر آپ شروع دنوں میں حج پر جا رہے ہوں تو آپ حجِ تمتع کریں یعنی مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ کریں۔ عمرہ کر کے احرام سے فارغ ہو جایئے اور حج کے دن آنے پر حج کا احرام باندھیں۔ اور اگر آپ آخری دنوں میں مکہ مکرمہ پہنچتے ہیں خواہ براہِ راست پاکستان سے یا مدینہ منورہ سے ہو کر تو آپ قران کا احرام باندھ سکتے ہیں۔ اگر یہ اتفاق ہو کہ آپ بالکل آخری دنوں میں جائیں اور عمرہ ملنے کی امید نہ ہو تو آپ حجِ افراد کیجیے۔

احرام کی تیاری

اگر آپ نے پہلے مکہ مکرمہ جانا ہے تو ہوائی اڈے پر آپ نے احرام کی تیاری کرنی ہے۔ اور اگر آپ پہلے مدینہ منورہ جائیں گے تو احرام کی تیاری آپ اس وقت کریں گے جب آپ مدینہ منورہ سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ کی طرف جانے لگیں گے۔

احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں محمد رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کی خاطر آپ کے احرام باندھنے سے پہلے عطر لگاتی تھی اور آپ کے احرام سے نکلنے کی بعد آپ کے بیت اللہ کے طوافِ (زیارت) کرنے سے پہلے (آپ کو عطر لگاتی تھیں) ایسا عطر جس میں مشک ملی ہوتی تھی (اور وہ منظر ابھی تک میری نظروں میں ہے) گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں جبکہ آپ احرام میں تھے عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ (بخاری و مسلم)

حج کا طریقہ

حج کی تیاری، ۸ ذی الحجہ حج کا پہلا دن:

۸ ذی الحجہ کی رات کو منیٰ جانے کی تیاری مکمل کریں سر کے بال سنواریں خط بنوائیں، مونچھیں کتریں ناخن کاٹیں زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کریں احرام کی نیت سے غسل کریں ورنہ وضو

کریں اور پھر مرد ایک سفید چادر باندھیں اور دوسری اوڑھیں اور جوتے اتار کر ہوائی چپل پہنیں اور خواتین کے بارے میں جیسا کہ گزرا چہرے پر کپڑا نہ چھوئیں اگر ماہواری کے ایام ہوں تو نفل نہ پڑھیں اور مرد حضرات اگر مکروہ وقت نہ ہو تو حرم شریف میں آ کر احرام کی نیت سے دو رکعت نفل سر ڈھاک کر ادا کریں اور خواتین گھر کے اندر نفل پڑھیں اب مرد حضرات اپنا سر کھول لیں۔

اور اس طرح نیت کریں اے اللہ میں حج کی نیت کرتا/کرتی ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول کر لیجئے آمین پھر فوراً تین مرتبہ لبیک کہیں اور خواتین آہستہ آہستہ آواز سے کہیں اور دعا کریں احرام باندھنے کے بعد آپ کو دو کام کرنے ہیں۔

پہلا کام: تلبیہ کو بار بار کہنا

(i) مختلف حالات میں اور فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہیئے تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں اور سوتے والوں کو تکلیف ہو۔

(ii) عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔ صرف اس قدر آواز سے پڑھے کہ خود سن لے۔ (دار قطنی)

دوسرا کام: احرام کی پابندیاں پوری کرنا

جب تک آپ احرام میں ہیں آپ کو احرام کی پابندیاں پوری کرنا ہوں گی اور اس کے ممنوعات سے بچنا ہوگا جو حج کے بیان کے آخر میں سزاؤں کے ساتھ تفصیل سے مذکور ہیں۔

منیٰ روانگی

طلوعِ آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہوں اور راستہ بھر زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھیں اور دیگر تسبیحات پڑھتے رہیں منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز ادا کریں اور رات منیٰ میں رہیں۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا تھا (مسلم)

ذی الحجہ حج کا دوسرا دن

نمازِ فجر منیٰ میں ادا کریں تکبیرِ تشریق کہیں لبیک کہیں اور تیاری مکمل کر کے زوال ہونے پر

عرفات پہنچیں۔ راستے میں تکبیر اور تلبیہ اور تہلیل کہتے جایئے اسلئے کہ حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ منیٰ سے عرفات گئے، راستہ میں کچھ تلبیہ کہہ رہے تھے اور کچھ تکبیر کہہ رہے تھے (مسلم)

وقوفِ عرفات:

عرفات پہنچ کر غسل کریں ورنہ وضو کریں اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہو جائیں اور کچھ دیر آرام کریں زوال ہوتے ہی وقوف شروع کریں اور شام تک لبیک کہیں دعا اور توبہ استغفار کریں اور چوتھا کلمہ پڑھیں کہ روایت میں آتا ہے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیادہ تر دعا چوتھا کلمہ تھی (احمد و ترمذی) اور الحاح وزاری میں گزاریں اور وقوف کھڑے ہو کر کرنا افضل ہے اور بیٹھ کر کرنا بھی جائز ہے یہ وقوف غروبِ آفتاب تک واجب ہے، اسلئے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورج غروب ہونے تک وقوف فرمایا یہاں تک کہ ٹکیہ بالکل غائب ہوگئی (بخاری ومسلم)

ظہر وعصر کی نماز

ظہر کی نماز ظہر کے وقت اور عصر کی نماز عصر کے وقت اذان وتکبیر کے ساتھ باجماعت ادا کریں اسلئے کہ ظہر اور عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں جمع کرنے کی ترتیب صرف اس وقت ہے جب امامِ حج کے ساتھ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ جب عرفات میں سورج غروب ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھے بغیر ذکر وتلبیہ پڑھتے ہوئے مزدلفہ روانہ ہو جائیں لیکن سورج ڈوبنے سے پہلے عرفات سے نکلنا جائز نہیں ورنہ دم واجب ہوگا۔

نوٹ۔ وقوفِ عرفات کے لئے خواتین کا ماہواری وجنابت سے پاک ہونا شرط نہیں۔

مزدلفہ کا قیام

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کریں دونوں نمازوں کے لئے صرف ایک اذان اور ایک اقامت کہی جائے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہی فرمایا تھا (مسلم) پہلے مغرب کی فرض جماعت کے ساتھ ادا کریں لبیک کہیں اس کے بعد فوراً عشاء کے فرض باجماعت ادا کریں اس کے بعد مغرب کی دو سنت پھر عشاء کی دو سنت اور وتر پڑھیں نفل

پڑھنے کا اختیار ہے یہ بڑی مبارک رات ہے کہ اس میں ذکر وتلاوت و درود شریف کثرت سے پڑھیں لبیک کہیں اور خوب دعا کریں اور کچھ دیر آرام بھی کریں کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغرب اور عشاء سے فارغ ہو کر فجر کے طلوع ہونے تک آرام فرمایا۔ (مسلم)

مزدلفہ کے اندر ہی بڑے چنے کے برابر ستر کنکریاں فی آدمی چنے۔

حضرت عبداللہ بن عباس ﷺ کہتے ہیں مزدلفہ کی صبح کو (منہ اندھیرے) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے لئے کنکریاں اٹھالو، تو میں نے آپ ﷺ کے لئے انگلیوں کے سرے سے پھینکنے والی کنکریوں کی طرح اٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اسی طرح کی کنکریاں (مارو) اور دین میں غلو کرنے سے بچو (کہ کہیں بہت موٹی کنکریاں اور پتھر ہی لے کر مارنا شروع کردو۔) (احمد ونسائی) صبح صادق ہوتے ہی اذان دے کر سنت پڑھ کر فجر کی نماز باجماعت ادا کریں اور وقوف کریں یعنی کھڑے ہو کر ذکر و دعا میں مشغول ہو جایئے اور درود شریف، تکبیر، تہلیل، استغفار، تلبیہ خوب کہئے اور دعا میں ہاتھ اٹھایئے۔

نوٹ۔ وقوفِ مزدلفہ واجب ہے لیکن اگر خواتین بیماری یا کمزوری یا لوگوں کے ہجوم کی کثرت سے سخت تکلیف پہنچنے کی وجہ سے مزدلفہ میں مکمل رات نہ ٹھہریں رات ہی کو مزدلفہ سے منیٰ چلی جائیں تو کچھ حرج نہیں جائز ہے اور ایسا کرنے سے ان پر کوئی دم واجب نہیں ہوگا بخاری شریف کی روایت ہے کہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کمزوروں کو (مزدلفہ سے امام سے پہلے لوٹنے کی) رخصت عطا فرمائی ہے اور اگر بلا کسی عذر کے بالکل وقوف چھوڑ دیا تو دم واجب ہوگا (حیات وغنیۃ)۔

مزدلفہ میں رات گزارنے کے لئے خواتین کا ماہواری و جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں اس حالت میں بھی یہ وقوف ادا ہو جاتا ہے۔ (حیات)

اسی طرح خواتین بیماری وغیرہ کے عذر کی وجہ سے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو چلی جائیں تو ان پر دم واجب نہ ہوگا مگر مرد حضرات پر اس وقوف کے ترک سے دم واجب ہوگا لہذا مرد حضرات خواتین کی مجبوری سے اپنا واجب ترک نہ کریں جب سورج نکلنے والا ہو تو منیٰ کی طرف روانگی کرلیں۔

۱۰ ذی الحجہ حج کا تیسرا دن

مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی

جب سورج نکلنے میں دو رکعت کے بقدر وقت رہ جائے تو آپ منیٰ کی طرف چلیے۔ راستہ میں ذکر اور تلبیہ کہتے رہیے، جب وادیٔ محسر میں سے گزریں تو اس میں دوڑ کر نکلیں۔

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خوب روشنی ہونے تک (مزدلفہ میں) وقوف کیا پھر سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے فضل بن عباس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر (منیٰ کی طرف) چلے یہاں تک کہ (مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان) آپ ﷺ وادیٔ محسر میں پہنچے (جہاں ابرہہ کے ہاتھی عاجز ہو کر رہ گئے تھے) یہاں (سے جلد نکلنے کیلئے) آپ ﷺ نے سواری کو کچھ تیز کیا (یہاں تک کہ اس سے نکل گئے) پھر (جس راستے سے عرفات گئے تھے اس کو چھوڑ کر) درمیانی رستہ پر چلے جو بڑے جمرہ (یعنی جمرہ عقبہ) پر نکلتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

آج یہ کام کرنے ہیں

ا۔ رمی:

آج سب سے پہلا کام یہ کرنا ہے کہ منیٰ پہنچ کر جمرۃ العقبہ پر سات کنکریاں الگ الگ ماریں دن کو خطرہ کے پیشِ نظر خاص کر خواتین اور بڑی عمر والے حضرات کیلئے رات کو کنکریاں مارنا مناسب ہے بلکہ خواتین کے لئے افضل یہی ہے۔

کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ جمرۃ العقبہ سے کم از کم پانچ ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے ہوں اس سے زیادہ فاصلہ ہو تو بھی کوئی حرج نہیں پھر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر اور خواتین آہستہ آہستہ آواز سے پڑھ کر ایک کنکری داہنے ہاتھ سے جمرہ کے ستونوں کی جڑ پر پھینک دیں کچھ اوپر بھی لگ جائیں تو کوئی حرج نہیں مگر احاطہ میں کنکری کا گرنا ضروری ہے اور اگر یہ دعا یاد ہو تو پڑھ لی جائے مستحب ہے:

رَغْماً لِلشَّيْطَانِ وَرِضىً لِلرَّحْمٰنِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجّاً مَبْرُوْراً وَسَعْياً

مَشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا (حصنِ حصین)

ترجمہ۔ یہ کنکری شیطان کو ذلیل کرنے اور خدائے پاک کو راضی کرنے کے لئے مارتا ہوں اے اللہ میرے حج کو قبول فرما میری کوشش کو مقبول فرما اور میرے گناہ معاف فرما۔

جمرۃ پر کنکری مارتے ہی تلبیہ بند کردیں اور رمی کے بعد دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھائیں یونہی قیام گاہ چلے آئیں اس کے بعد قربانی کریں۔

نوٹ۔ خواتین کے لئے کسی بھی دن کنکری مارنے کے لئے ماہواری سے پاک ہونا شرط نہیں۔

فائدہ: رمی خود کرنا ضروری ہے لیکن جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور جمرات تک پیدل یا وھیل چیئر پر بیٹھ کر آنے میں سخت تکلیف کا اندیشہ ہو یا وھیل چیئر لانے والا نہ ہو تو دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔

۲۔ قربانی

قربانی کے تین دن مقرر ہیں ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ دن میں رات میں جب چاہیں قربانی کریں ۱۱ ذی الحجہ قربانی اکثر آسان ہوتی ہے اور قربانی خود کریں یا کسی اعتماد والے شخص کے ذریعے کرائیں۔

یہ قربانی حج تمتع اور قران کرنے والے شخص پر بطورِ شکرانہ واجب ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ قربان گاہ گئے اور وہاں آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے تریسٹھ اونٹوں کا نحر کیا اور (سو میں سے) باقی (سینتیس) اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے جو انہوں نے نحر کئے اور (اس طرح سے) ان کو اپنی ہدی میں شریک کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا جائے۔ وہ لے کر ایک دیگ میں ڈالے گئے اور پکائے گئے، پھر آپ ﷺ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دیگ کا گوشت کھایا اور اس کا شوربا پیا۔ (مسلم)

اور اگر آپ کسی وجہ سے مثلاً مزید مالی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے دمِ شکرانہ دینے سے عاجز ہوں تو اس کی جگہ آپ دس روزے رکھئے۔

تین حج کے دنوں میں یعنی دسویں ذی الحجہ سے پہلے رکھئے، انکو متفرق طور سے رکھنا جائز ہے لیکن پے در پے رکھنا افضل ہے اور ساتویں، آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کو رکھنا بہتر ہے۔ لیکن اگر

اندیشہ ہو کہ روزہ سے کمزوری ہو جائے گی اور عرفات کے وقوف میں خلل آئے گا تو نویں سے پہلے فارغ ہونا افضل ہے۔

باقی سات روزے آپ حج کے بعد اور ایامِ تشریق گزرنے کے بعد رکھئے۔ اپنے گھر میں آکر رکھیں تو یہ افضل ہے لیکن اگر آپ کو حج کے بعد مکہ مکرمہ میں یا مدینہ منورہ میں کچھ دن ٹھہرنا ہے اور آپ یہیں وہ روزے بھی رکھ لیں تو جائز ہے۔ پھر اگر چہ ان کو بھی لگاتار رکھنا افضل ہے لیکن متفرق طور سے رکھنا بھی جائز ہے۔ (مفہومِ آیت ۱۹۶، سورۂ بقرۃ)

۳۔ حلق یا قصر

قربانی سے فارغ ہو کر حلق یا قصر کرائیں جس کی تفصیل عمرہ کے بیان میں گزری ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر ﷛ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ ﷢ میں سے بہت سے لوگوں نے بال مونڈوائے اور بعض حضرات نے بال کتروائے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک رمی، ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے اور اس کے خلاف کرنے سے دم واجب ہوتا ہے۔

اب آپ احرام سے نکل گئے ہیں لہٰذا آپ کپڑے پہن سکتے ہیں، ڈاڑھی کتر سکتے ہیں، ناخن کاٹ سکتے ہیں اور خوشبو لگا سکتے ہیں لیکن چونکہ حج کا تیسرا رکن ابھی باقی ہے یعنی طوافِ زیارت، جس کو ادا کئے بغیر آپ اپنی بیوی سے جسمانی تعلق قائم نہیں کر سکتے، اگر چہ سالوں گزر جائیں۔ اگر کریں گے تو گناہ ہوگا یہی حکم عورت کا بھی ہے کہ جب تک وہ طوافِ زیارت نہ کر لے اس کا شوہر اس سے صحبت نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ﷛ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ۱۰ ذوالحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر لو (اور قربانی کر لو اور بال کٹوا لو) تو تمہارے لئے سوائے بیویوں کے سب چیزیں حلال ہو گئیں۔ (ابوداؤد، احمد و نسائی)

۴۔ طوافِ زیارت:

۱۔ طوافِ زیارت کریں اس کا وقت ۱۰ سے ۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے تک ہے دن میں یا رات میں جب چاہیں کریں عموماً ۱۱ ذی الحجہ کو آسانی رہتی ہے طوافِ زیارت کا وہی

طریقہ ہے جو عمرہ کا طواف کا لکھا گیا اور طواف باوضو ضروری ہے البتہ طواف زیارت کی نیت کی جائے۔

یہ طواف حج کا رکن اور فرض ہے

نوٹ۔ خواتین کو ماہواری آ رہی ہو یا وہ نفاس کی حالت میں ہوں تو وہ طواف زیارت اس حالت میں نہ کریں بلکہ پاک ہونے کا انتظار کریں اگرچہ ۱۲ ذی الحجہ سے بھی اوپر ایام نکل جائیں تب بھی کوئی حرج نہیں معذوری ہے پاک ہو کر غسل کر کے طواف اور سعی کریں اور بعد میں طواف زیارت کرنے دسے طواف زیارت ادا ہو جائے گا اور دم واجب نہ ہوگا لیکن جب تک پاک نہ ہوں اور طواف زیارت نہ کریں واپس نہیں آ سکتیں اگر واپس آ گئیں تب بھی عمر بھر یہ فرض لازم رہے گا اور شوہر سے میاں بیوی والے تعلقات حرام رہیں گے۔

۵۔ حج کی سعی:

طواف زیارت سے فارغ ہو کر حجر اسود کا استلام کریں اور باب الصفا سے نکل کر صفا کی طرف جائیں اور حج کی سعی کریں اور اس کا وہی طریقہ ہے جو عمرہ کی سعی کا ہے صرف نیت کا فرق ہے اور سعی باوضو کرنا سنت ہے۔

عذر یا تھکان کی وجہ سے متفرق طور سے بھی سعی کر سکتے ہیں، مثلاً کچھ چکر صبح لگائے اور کچھ چکر شام کو لگائے یا دوسرے دن لگائے۔

منیٰ واپسی:

سعی سے فارغ ہو کر منیٰ واپس آ جائیں اور حج کے باقی دن اور راتیں منیٰ میں ہی بسر کریں۔

تنبیہ: کوئی عذر ہو تو مکہ مکرمہ میں بھی رات گزار سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ عمر ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عباس ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ لوگوں کو زم زم پلانے کی وجہ سے منیٰ کی راتیں مکہ میں گزار لیں تو آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ (بخاری و مسلم)

۱۱ ذی الحجہ حج کا چوتھا دن

جمرات کی رمی

گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر سات کنکریاں مارنی ہیں عموماً غروبِ آفتاب سے ذرا پہلے اور رات میں رمی کرنا ذرا آسان ہوتا ہے اور دن کو خطرے کی وجہ سے رات میں رمی کرنا بالکل درست ہے جمرۂ اول یعنی پہلے ستون پر سات کنکریاں مار کر ذرا سا آگے بڑھ کر قبلہ رو ہوکر اور ہاتھ اٹھا کر حمد وثنا کر کے جو دل چاہے دعا کریں کوئی خاص دعا ضروری نہیں ہے اس کے بعد جمرۂ وسطی درمیانی ستون پر سات کنکریاں ماریں اور قبلہ رخ کھڑے ہوکر دعا کریں یہاں بھی کوئی خاص دعا ضروری نہیں ہے اس کے بعد جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں ماریں اور رمی کے بعد بغیر دعا کئے اپنی جگہ واپس آجائیں پھر قیام گاہ میں آکر تلاوت، ذکر اللہ، توبہ استغفار اور دعا میں مشغول رہیں اور گناہوں سے دور رہیں۔

۱۲ ذی الحجہ حج کا پانچواں دن

جمرات کی رمی تینوں جمرات کو زوال کے بعد سات سات کنکریاں ماریں یہاں بھی اسی طرح پہلے دو جمرات پر دعا کرینگے اور تیسرے پر دعا کئے بغیر اپنی جگہ واپس آجائیں گے۔

فائدہ: آج کی رمی کے بعد اختیار ہے منیٰ میں مزید قیام کریں یا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے مکہ مکرمہ آجائیں اگر مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ ہو تو غروبِ آفتاب کے بعد حدودِ منیٰ سے نکلنا چاہئے اسکے بعد نکلنا مکروہ ہے ایسی حالت میں آپ کو چاہئے کہ آج کی رات منیٰ میں قیام کریں اور تیرہ تاریخ کی رمی کر کے مکہ مکرمہ آجائیں۔

واضح ہو کہ بارہ تاریخ کو منیٰ میں آفتاب غروب ہونے کے بعد مکہ مکرمہ جانا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اگر کوئی چلا گیا تو کوئی دم وغیرہ نہ ہوگا البتہ اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح ہوگئی تو اس دن کی رمی کرنا واجب ہوگیا اب بغیر رمی کئے جانا جائز نہیں ہے ورنہ دم واجب ہوگا اور ۱۳ ذی الحجہ کی رمی کا وہی طریقہ ہے جو گیارہ اور بارہ تاریخ کا اوپر لکھا گیا اور اس کے بھی وہی اوقات ہیں البتہ اس تاریخ کی رمی صبح صادق سے لے کر زوال سے پہلے کرنا بھی کراہت کے ساتھ

جائز ہے اور گیارہ بارہ تاریخ کے دن کی رمی زوال سے پہلے کرنا درست نہیں (معلم الحجاج)

واپسی میں اگر وادیٔ مُحصَّب میں ٹھہریں تو سنّت ہے حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ اس وادی میں پڑاؤ کرتے تھے۔ (مسلم)

حج مکمل ہوا:

الحمدللہ حج پورا ہوگیا منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھا جائے اور جتنے طواف، عمرے، نماز، روزے، صدقہ، خیرات، ذکر و تلاوت اور دیگر نیک کام ممکن ہوں کرنا چاہئے پھر معلوم نہیں وقت ملے یا نہ ملے موت کا وقت ہم کو معلوم نہیں۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

طوافِ وداع

حج کے بعد مکہ مکرمہ سے وطن واپسی کا ارادہ ہو تو طوافِ وداع واجب ہے (اس طواف کا طریقہ عام نفل طواف کی طرح ہے، نہ اس میں رمل ہے نہ سعی)۔ یہ طواف حائضہ عورت کو معاف ہے۔ (بخاری و مسلم)

طواف سے فارغ ہو کر ملتزم پر خوب دعائیں کریں آبِ زمزم پئیں اور حسرت و افسوس کرتے ہوئے الٹے پاؤں واپس ہوں حدودِ حرم سے باہر آ کر خوب دعائیں کریں اور یہ دعا بھی کریں۔

> یا الٰہ العٰلمین! اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اور آپ کے نیک بندوں نے جو جو دعائیں مانگی ہیں اور وہ قبول کر لی گئیں ہیں مجھ کو ان دعاؤں میں شامل فرما لیجئے میری اولاد، والدین اور تمام مسلمانوں کے حق میں قبول فرما لیجئے اور جن جن لوگوں نے مجھے دعاؤں کے لئے کہا تھا ان سب کی نیک مرادیں بھی پوری فرما دیجئے اور حج و عمرہ کی سعادت خیریت و عافیت کے ساتھ بار بار عنایت کیجئے اور میری اس حاضری کو آخری حاضری نہ بنا (آمین)۔

احرام کی پابندیاں

بیوی سے صحبت کرنا (مؤطا امام مالک)

i۔عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد عمرہ سے پہلے اگر کوئی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو اس کو ایک دم دینا ہوگا۔(ابنِ ابی شیبہ)

ii۔حج کا احرام باندھنے کے بعد وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کرنے سے احرام فاسد ہو جاتا ہے اور اس حج کے افعال پورا کرنے کے علاوہ آئندہ سال حج کی قضا بھی کرنی ہوتی ہے۔(مراسیل ابی داؤد)

iii۔اگر وقوفِ عرفات کے بعد لیکن حلق یا طوافِ زیارت سے پہلے جماع کر لیا تو ایک گائے یا ایک اونٹ حرم میں ذبح کرنا ہوگا۔(ابنِ ابی شیبہ)

2۔بیوی کو شہوت سے چھونا، اس کا بوسہ لینا وغیرہ۔

ایسی بات سے خواہ انزال ہو یا نہ ہو، دم دینا یعنی ایک بھیڑ یا بکری کی قربانی کرنا لازم ہوتی ہے۔ (الآثار لمحمد)

3۔مردوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننا (بخاری و مسلم)

حالتِ احرام میں سلا ہوا کپڑا پہن لیا تو

i۔12 گھنٹے یا زائد مدت تک پہنا تو ایک بھیڑ یا بکری ذبح کرنا ہوگی۔اس کو دم دینا بھی کہتے ہیں۔

ii۔12 گھنٹے سے کم پہنا تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

iii۔ایک گھنٹے سے بھی کم پہنا تو گندم کی ایک مٹھی صدقہ کرے۔

4۔مردوں کو اپنا سر یا چہرہ ڈھانپنا

اس ممنوع کام کے ارتکاب پر مندرجہ ذیل حکم آتا ہے۔

i۔مرد نے 12 گھنٹے یا اس سے زائد تک اپنا چوتھائی سر، چوتھائی چہرہ یا اس سے زیادہ ڈھانپا تو ایک دم واجب ہوگا۔

ii۔اگر چوتھائی سے کم ڈھانپا ہو خواہ 12 گھنٹے سے زیادہ ہی ڈھانپا ہو، یا چوتھائی یا اس سے زیادہ

ڈھانپا ہو لیکن 12 گھنٹے سے کم تو ان دونوں صورتوں میں پونے دو کلو گندم کا صدقہ واجب ہوگا۔

iii۔ مرد نے سر بھی ڈھانپا اور چہرہ بھی ڈھانپا تو یہ دو غلطیاں ہوئیں اور اس پر دو جرمانے عائد ہوں گے۔

5۔ عورت اپنے چہرہ سے کپڑا نہ لگنے دے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کا احرام صرف اس کے چہرے میں ہوتا ہے۔ (لہٰذا اس کو کپڑا نہ لگے) (دارِ قطنی)

حالتِ احرام میں اگر عورت کے چہرے سے نقاب لگ جائے مثلاً جب کہ وہ سوئی ہوئی ہو تو اگر 12 گھنٹے یا زائد لگا رہے تو ایک دم واجب ہوگا اور اگر 12 گھنٹے سے کم لگا رہے تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ اور ایک گھنٹہ سے بھی کم لگا رہے تو مٹھی بھر گندم صدقہ کرے۔

6۔ مردوں کو ایسی جوتی پہننا جس میں پیر کی پشت پر اٹھی ہوئی بیچ کی ہڈی چھپ جائے۔ (احمد)

ممنوع جوتی پہننے کی سزا

12 گھنٹے یا اس سے زیادہ پہننے سے دم واجب ہوگا۔ 12 گھنٹے سے کم پہنی ہو تو صدقہ واجب ہوگا۔

7۔ خوشبو کا استعمال کرنا (بخاری و مؤطا امام مالکؒ)

خوشبو کے استعمال پر سزا کے بارے میں یہ ضابطہ ہے:

i۔ کسی پورے بڑے عضو مثلاً سر، چہرہ، ڈاڑھی، ہتھیلی، ہاتھ، ران، پنڈلی وغیرہ پر خوشبو لگائی یا ایک بڑے عضو سے زیادہ پر لگائی تو دم واجب ہے۔

ii۔ کسی پورے چھوٹے عضو مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی وغیر پر لگائی یا بڑے عضو کے پورے سے کم حصہ پر لگائی تو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت واجب ہوگی۔

مسئلہ: عورت اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے تو دم واجب ہوگا۔

8۔ سر کے بال کاٹنا (سورۃ بقرہ، آیت: ۱۹۶)

9۔ ناخن کاٹنا (ابنِ ابی شیبہ)

مسئلہ: ایک وقت میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے یا چاروں ہاتھ پاؤں کے تو ایک دم واجب ہوگا۔

مسئلہ: ایک وقت میں ایک ہاتھ کے ناخن کاٹے پھر دوسرے وقت میں دوسرے ہاتھ کے کاٹے تو دو دم واجب ہوں گے۔

10۔ خشکی کا شکار کرنا یا شکار میں کسی قسم کی رہنمائی اور امداد کرنا (سورۃ مائدہ، آیت: ۹۵،۹۶)

مسئلہ: جو احرام میں ہو اس کو ایسے شکاری کی شکار میں مدد کرنا جو احرام میں نہ ہو اور شکار کے جانور کی طرف رہنمائی کرنا بھی منع ہے۔

مسئلہ: اگر وضو کرتے ہوئے یا کنگھی کرتے ہوئے سر یا ڈاڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی بھر گندم صدقہ کرے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر بال کے بدلہ میں ایک مٹھی دے اور اگر تین بال سے زائد گرے یا اکھاڑے تو پونے دو کلو گندم صدقہ دے۔

مدینہ طیبہ کی حاضری

حج کے بعد سب سے افضل اور سب سے بڑی سعادت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت ہے آپ کی محبت و عظمت وہ چیز ہے جس کے بغیر ایمان درست نہیں رہ سکتا اور حضرت ابنِ عمرؓ سے طبرانی نے نقل کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو مسلمان میری زیارت کے لئے آیا تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کیلئے سفارش کروں، لہٰذا دیارِ مقدس میں پہنچنے کے بعد اس روضۂ اقدس کے سامنے خود حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرنے کی سعادت اور اس پر ملنے والا بے شمار ثمرات و برکات حاصل کریں جو دور سے درود و سلام پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتے۔

جب مدینہ منورہ کا سفر شروع کریں تو اس طرح نیت کریں۔

اے اللہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ کا سفر کرتا ہوں اے اللہ اسے قبول فرمالیجئے (عمدۃ المناسک بتصرف)

۱۔ اس سفر میں سنتوں پر عمل کا خاص خیال رکھیں۔

۲۔ درود شریف بکثرت پڑھیں۔

مدینہ منورہ میں داخلہ:

آبادی نظر آنے پر شوق و محبت زیادہ کریں اور درود و سلام خوب پڑھتے ہوئے عاجزی سے داخل ہوں اور قیام گاہ پر سامان رکھ کر غسل کریں ورنہ وضو کریں اچھا لباس پہنیں خوشبو لگائیں اور ادب و احترام سے درود شریف پڑھتے ہوئے مسجدِ نبوی کی طرف چلیں۔

مسجدِ نبوی میں داخلہ:

۱۔ بابِ جبریل یا باب السّلام یا کسی بھی دروازے سے داخل ہوں

۲۔ اور پڑھیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَ سَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْٓ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ

۳۔ ادب سے دایاں قدم رکھیں۔

۴۔ نفلی اعتکاف کی نیت کریں تو اچھا ہے۔

۵۔ اگر مکروہ وقت نہ ہو تو ریاض الجنتہ میں محراب النبی کے پاس ورنہ کسی بھی جگہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں اور پھر دل و جان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں اور توبہ کریں۔

روضۂ مبارک پر حاضری

اب انتہائی خشوع و خضوع اور ادب و احترام کے ساتھ روضۂ اقدس کی طرف چلیں جالیوں کے سامنے پہلے سوراخ کے آگے تین چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑے ہو جائیں اور نظریں جھکالیں۔

فائدہ۔ آج کل چونکہ خواتین کو سامنے کی جالیوں کی طرف آنے کی اجازت نہیں ہے اس لئے قدمین شریفین کی طرف سے یا کسی اور طرف سے ہی سلام عرض کردیں پورے ادب و احترام کے ساتھ جس قدر درود و سلام ہو سکے پڑھیں جو بھی درود شریف چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

درود و سلام

اسلاف نے روضۂ اقدس پر اس طرح درود و سلام پڑھنے کو لکھا ہے۔

مواجہہ شریف میں جالی مُبارک کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح اَدب سے سلام پیش کیجئے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ.

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ.

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ.

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ.

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

وَاَشْھَدُ اَنَّکَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ.

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِکَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِکَ وَسُنَّتِکَ.

جن لوگوں نے سلام کے لئے درخواست کی ہو اُن کی طرف "مِن" کے بعد اُن کا نام لے کر سلام پیش کریں۔ مثلاً اس طرح کہیں:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ مُحَمَّدْ الیاس بن زَکَرِیَّا بِن عَبْدِ الْعَزِیْز یَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ وَمِنْ......

پھر داہنی طرف ایک قدم بڑھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں سلام پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاصَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ اَبَابَکْرِ نِ الصِّدِّیْقَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ خَیْرًا ط

پھر ایک قدم داہنی طرف بڑھ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں سلام پیش کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الْاِسْلَامِ

وَالْمُسْلِمِيْنَ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ الْفَارُوْق جَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ خَيْرًا.

پھر دونوں کے سلام سے فارغ ہوکر وہیں کھڑے ہوئے یہ جملے دُہرائیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَاضجيعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَفِيْقَيْهِ وَ وَزِيْرَيْهِ. جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ.

پھر مزید داہنی طرف ہوکر یہ آیت پڑھیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (سورة النساء: آية، ٦۴)

دعا:

اس کے بعد مسجدِ نبوی میں ایسی جگہ چلے جائیں کہ قبلہ رو ہونے پر روضۂ اقدس کی پیٹھ نہ ہو اللہ تعالیٰ سے خوب رو رو کر دعائیں کریں سلام عرض کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ (حیات)

چالیس نمازیں:

مرد حضرات مسجدِ نبوی میں چالیس نمازیں باجماعت ادا کریں لیکن یہ چالیس نمازوں کی پابندی ضروری نہیں مستحب ہے۔

مسجدِ قبا:

ہفتہ کے دن جب موقعہ ملے مسجدِ قبا میں دو رکعت نفل ادا کریں بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو۔

جنت البقیع:

کبھی کبھی جنت البقیع جایا کریں ایصالِ ثواب، دعاءِ مغفرت اور ان کے وسیلے سے اپنے لئے دعا مانگ لیا کریں۔

مدینہ سے واپسی:

جب مدینہ منورہ سے واپسی ہو تو طریقہ بالا کے مطابق روضۂ اقدس پر حاضر ہوکر سلام عرض کریں اس جدائی پر آنسو بہائیں اور دعا کریں اور دوبارہ حاضری کی حسرت سے واپس ہوں۔

خواتین کی قدرتی مجبوری

ایسی حالت میں خواتین گھر پر قیام کریں اور سلام عرض کرنے کے لئے مسجد نبوی میں نہ آئے البتہ مسجد کے باہر باب السلام کے پاس یا کسی اور دروازے کے پاس کھڑی ہوکر سلام کرنا چاہیں تو کرسکتی ہیں اور جب پاک ہوجائیں تو روضہ مبارک پر سلام عرض کرنے چلی جائیں۔

(۱) حج کے ایصالِ ثواب کا مسئلہ:۔ حج کی عبادت کوئی شخص کرے اس کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا چاہے تو دوسری عباداتِ مالیہ و بدنیہ کی طرح اس کا ثواب بھی پہنچا سکتا ہے اور ایصالِ ثواب بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ بخاری شریف صفحہ ۲۶۷ پر حدیث ہے حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہوگیا اور میرا گمان ہے کہ وہ کچھ بولتی تو صدقہ کرنے کو کہتی، لہٰذا اگر میں اس کی طرف صدقہ کروں تو کیا اس کو اجر ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہاں۔

اس حدیث سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عباداتِ مالیہ ہوں یا بدنیہ اس کا ثواب کسی کو بھی پہنچایا جاسکتا ہے اور حج عبادتِ مالی بھی ہے اور عبادتِ بدنی بھی لہٰذا اس کا ثواب بھی پہنچایا جاسکتا ہے اور ایصالِ ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ عمل کرنے کے بعد اللہ سے دعا کی جائے کہ یا اللہ اس کا ثواب فلاں تک پہنچا دیجئے۔

(۲) سفرِ حج میں قصر کا مسئلہ:۔ واضح رہے کہ مکہ مکرمہ کے علماء اور وہاں کی انتظامیہ کی رائے کے مطابق آج کل منیٰ، مزدلفہ مکہ مکرمہ کے حصے بن کر مکہ مکرمہ کی حدود میں شامل ہیں اور عرفات کا حکم مضافات کی وجہ سے شہر ہی کا ہے۔ لہٰذا اگر کسی حاجی کی مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سمیت پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت ہو تو وہ مقیم ہوگا۔ البتہ اس مسئلہ میں بعض دوسرے مفتیانِ کرام کی رائے مختلف ہے وہ حضرات منیٰ، مزدلفہ کو مکہ مکرمہ کا حصہ قرار نہیں دیتے اور ان مقامات میں ان کے نزدیک قصر ہی پڑھے گا۔ لہٰذا اس کی بھی گنجائش ہے تاہم احتیاط پہلے قول میں ہے اور اکثر مفتیانِ کرام کی رائے پہلے قول کی طرف ہے۔

جن علماءِ کرام کی تحقیق کے مطابق منیٰ میں اتمام ہوگا ان میں سے بعض حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم	صدر جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم	نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی

۳۔حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہم	مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی
۴۔حضرت مولانا سیف الرحمان الصمد صاحب مدظلہم	مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ
۵۔حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب مدظلہم	جامعہ دارالعلوم کراچی
۶۔حضرت مولانا شاہ تفضّل علی صاحب مدظلہم	دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۷۔حضرت مولانا شیر محمد علوی صاحب مدظلہم	دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور
۸۔حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب مدظلہم	ادارۂ غفران راولپنڈی
۹۔حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم	جامعہ حقانیہ ساہیوال
۱۰۔حضرت مولانا مفتی منظور احمد مینگل صاحب مدظلہم	جامعہ فاروقیہ
۱۱۔حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدظلہم	دارالعلوم کبیر والا
۱۲۔حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدظلہم	جامعہ بنوریہ کراچی
۱۳۔حضرت مولانا مفتی غبدالحمید ربانی صاحب مدظلہم	جامعہ اشرف المدارس کراچی

الحمد للہ

اللہ کے فضل سے عمرہ وحج کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچی۔

اب دیگر ضروری مسائل کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

جس کی موت قریب ہو تو پاس بیٹھنے والوں کے احکام

جس کی موت قریب ہو تو اس کے لئے سنت یہ ہے کہ

(۱) دائیں کروٹ پر لٹادیا جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کو چت یعنی سیدھا لٹادیا جائے اس طرح کہ اس کے پیر کا رخ قبلے کی طرف ہو اور ہمارے زمانے میں اسی طرح کیا جاتا ہے۔

(۲) اور اس کے سر کو آہستہ آہستہ اوپر کیا جائے اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور سے کلمہ شہادت پڑھا جائے اور اس کو حکم نہ دیا جائے کیونکہ وہ بڑا مشکل وقت ہوتا ہے آدمی کے منہ سے کیا نکل جائے پتہ نہیں)

(شرح التنویر ۸۸۸ جلد ا) (المستدرک للحاکم، ج:ا،ص:۳۵۳)

(۳) جب موت قریب ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى (ترجمہ: اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچادے۔) (ترمذی، ج:ا،ص:۱۹۲) (ابوداؤد، ج:۲،ص:۸۸)

اس کے پاس سورۃ یٰس پڑھنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۰۰)

(۴) جب روح نکلنے کے آثار محسوس ہوں تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ. (ترجمہ: اے اللہ موت کی سختیوں کے موقع پر میری مدد فرما) (بخاری، ج:۲،ص:۹۳۹) (مسلم، ج:۲،ص:۲۸۶)

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مریض یا میت یعنی جس کی موت قریب ہو اس کے پاس جاؤ تو بہتر بات کہو اس لئے کہ فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں لہٰذا اس وقت کوئی ایسی بات نہ کی جائے کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے ایسے کام اور ایسی باتیں کرنی چاہئیں کہ دنیا سے اس کا دل پھر کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے اس کی خیر خواہی اس میں ہی ہے ایسے وقت بیوی بچوں کو سامنے لانا یا ایسے شخص کو جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اس کے سامنے لانا یا ایسی باتیں کرنا کہ اس کا دل ان کی طرف متوجہ ہو بہت بری بات ہے اور دنیا کی محبت کے ساتھ رخصت ہونا بری

موت مرنا ہے۔

(۵) جب موت واقع ہو جائے تو اہلِ تعلق یہ دعا پڑھیں: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْراً مِّنْهَا. (ترمذی، ج:۱، ص:۱۹۲)

جب بالکل روح نکل جائے تو ایک پٹی سے دونوں جبڑوں کو باندھ دیا جائے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور بندھن اس کا سب سے قریبی رشتے دار بہت نرمی کے ساتھ سر کے اوپر سے باندھے۔ (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۰۰ جلد ۱)

(۶) اسی طرح پیر کے دونوں انگھوٹوں کو باندھ دیا جائے کہ تا کہ ٹانگیں پھیلنے نہ پائیں اور کوئی چادر اوڑھا دی جائے اور نہلانے کفنانے میں جلدی کی جائے۔

(۷) اور اس کے پاس صرف پاک لوگ آئیں اور ناپاک اور اجنبی مرد و عورت نہ آئیں۔

(شرح التنویر ص ۸۹۲ ج ۱)

(۸) غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

(شرح التنویر ص ۸۹۲ ج ۱)

(۹) میت کی تجہیز و تکفین وغیرہ میں بہت جلدی کرنا مستحب ہے۔

(مراقی الفلاح ص ۳۳۲) (ابوداؤد، ج:۲، ص:۹۷)

(۱۰) میت کے رشتہ داروں یعنی گھر والوں کو کھانا دینا مستحب ہے۔

(ترمذی، ج:۱، ص:۱۹۵) (ابنِ ماجہ، ص:۱۱۵)

میت کو غسل دینے کے مسائل

سب سے پہلے تو اس تخت وغیرہ کو طاق عدد میں دھونی دی جائے جس پر اس کو نہلانا ہے اور پھر اس کو اس پر رکھ کر اس کے کپڑے اتار دیئے جائیں مگر کسی کپڑے کے ٹکڑے سے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا حصہ ڈھانپ دیا جائے۔ (فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۰۱ جلد ۱)

نہلانے کا مسنون طریقہ

(۱) سب سے پہلے اس کو استنجا کرایا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنے ہاتھ پر کوئی کپڑا باندھ لے اور پھر اس کی شرم گاہ کو دھویا جائے اس لئے کہ مقام ستر کا چھونا بغیر کپڑے کے حرام ہے جیسے اس کو دیکھنا حرام ہے اور کوئی مرد بھی اس میت مرد کی ران کو نہ دیکھے جس طرح عورت عورت میت کی ران کو نہ دیکھے۔

(۲) پھر اس کو نماز کی طرح وضو کرایا جائے ہاں اگر نابالغ بچہ ہو تو وضو کی ضرورت نہیں اور وضو کی ابتداء چہرے کے دھونے سے کی جائے ہاتھوں کے دھونے سے نہ کی جائے نہ کلی کرائی جائے نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ غسل دینے والا اپنی انگلی پر کوئی باریک کپڑا یا روئی لپیٹ کر اس کے منہ کے اندر داخل کر کے اس کے دانتوں وغیرہ کو پونچھ دے اور ناک کے سوراخوں میں بھی پھیرے۔ (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۰۱ جلد ۱)

لیکن اگر وہ مردہ ناپاک ہو یعنی اس کو غسل کی حاجت ہو یا عورت کو حیض یا نفاس ہو تو منہ اور ناک میں پانی ڈالا جائے تا کہ اچھی طرح پاکی ہو جائے۔ (شرح التنویر صفحہ ۸۹۵، جلد ۱)

اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دی جائے تا کہ پانی اندر نہ جائے تو بھی کوئی حرج نہیں اور وضو کرانے کے بعد:

(۳) اس کے سر کو صابن وغیرہ سے دھویا جائے اسی طرح اس کی ڈاڑھی کو دھویا جائے۔

(۴) پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے میں پکا ہوا نیم گرم پانی بہایا جائے یہاں تک کہ وہ پانی تخت کے ساتھ ملے ہوئے جسم کے حصے تک پہنچ جائے پھر اس کو دائیں کروٹ پر لٹا دیا جائے اور اسی طرح پانی بہایا جائے پھر۔

(۵) اس کو بٹھایا جائے اور اس کو اپنے بدن سے ذرا ٹیک دے اور اس کے پیٹ کو ہلکا ہلکا دبائے تا کہ بعد میں کچھ نہ نکلے اور کفن خراب نہ ہو اگر کچھ نکلے تو اس کو دھو دیا جائے اور وضو یا غسل کو دھرانے کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۰۱ جلد ۱)

اور کروٹ پر لٹاتے وقت پانی تین تین مرتبہ بہائے۔ (شرح التنویر ص ۸۹۶ ج ۱)

اور بہتر یہ ہے کہ دو مرتبہ بیری کے پتے والا پانی ڈالا جائے اور تیسری دفعہ کافور ملایا ہوا پانی پورے جسم پر اسی طرح بہایا جائے۔ (ردالمحتار ص ۸۹۶)

اگر بیری کے پتے والا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔

(شرح البدیہ ص ۱۶۰ ج ۱)

مسئلہ:۔ مذکورہ طریقہ سنت ہے اور ایک مرتبہ پانی ڈالنا واجب ہے۔ چنانچہ اگر ایک دفعہ پورے جسم پر پانی بہادیا یا ایک دفعہ پانی میں جو کہ جاری ہے ڈبودیا تو غسل ہو جائے گا۔

(فتاوی ھندیہ ص ۱۰۱ ج ۱)

(۶) اس کے بعد اس کو پونچھ کر کفن پر رکھ دیا جائے۔

(۷) اور اس کے سر کے اوپر اور ڈاڑھی کے اوپر عطر کو مل دیا جائے اور اس کے سجدے کی جگہوں پر (پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلی دنوں گھٹنوں اور دنوں پاؤں) پر کافور مل دیا جائے۔

(شرح البدایہ ص ۱۶۱ ج ۱)

فائدہ: بعض لوگ کفن پر عطر لگادیتے ہیں یا عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب غلط ہے اسی طرح بالوں میں کنگھی کرنا یا ناخن یا بال نہ کاٹنا چاہئے۔ (شرح البدایہ ص ۱۶۸ ج ۱)

فائدہ: کسی جنبی کا یا حیض ونفاس والی عورت کا غسل دینا مکروہ ہے۔

غسل خود دینے کی کوشش کی جائے

بہتر یہ ہے کہ غسل دینے والا مردے کا سب سے قریبی ہو ہاں اگر وہ نہ دے سکے تو پھر کسی دیندار اور متقی سے غسل دلوایا جائے۔ (ردالمختار ص ۹۰۱ ج ۱)

لہٰذا آج کل جو رواج ہے کہ مخصوص لوگوں کو غسل کے لئے لایا جاتا ہے اس سے بہتر ہے کہ آدمی مذکورہ طریقے کا مطالعہ کرے اور خود غسل دے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

کفن دینے کے احکام

مرد کے کفن کے کپڑے:

مرد کے لئے تین کپڑے کفن کے سنت ہیں ایک چادر بڑی جس کو لفافہ بھی کہتے ہیں ایک اس سے تھوڑی چھوٹی چادر جس کو ازار بھی کہتے ہیں اور ایک قمیص اور دو کپڑے بھی کافی ہیں اگر قمیص نہ ملے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو ایک چادر میں لپیٹ دیا جائے جو میسر ہو۔ (فتاوی ھندیہ ۱۰۳ جلد ۱)

کفنانے سے پہلے کفن کو طاق عدد میں دھونی دی جائے پھر اس میں مردہ کو رکھا جائے۔
(شرح البدایہ ۱۶۲ج۱)

کفنانے کا مسنون طریقہ

پہلے بڑی چادر بچھادی جائے پھر اس سے چھوٹی یعنی ازار پھر اس کے اوپر کرتہ رکھا جائے پھر مردے کو اس پر لٹا کر پہلے تہہ ڈال دیا جائے اور وہ کپڑا جس سے ستر کو چھپایا ہوا تھا نکال دیا جائے پھر دوسری چادر کو اس طرح سے لپیٹا جائے کہ پہلے بائیں طرف کا حصہ لپیٹا جائے پھر دائیں طرف کا حصہ اسی طرح لپیٹا جائے پھر چادر لپیٹ دی جائے پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف سے کفن کو باندھا جائے اور ایک کپڑے کا ٹکڑا کمر کی طرف باندھ دیا جائے تاکہ رستہ میں کہیں کھل نہ پڑے۔

عورت کے کفن کے کپڑے

عورت کے لئے سنت پانچ کپڑے ہیں تین تو وہی مردوں والے اور دو کپڑے اور مزید ہیں ایک دوپٹہ جس سے سر کے بالوں کو لپٹا جائے اور سینہ بند جس سے سینے کو لپٹا جائے۔
(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۱۰۳ جلد۱)

اور اگر عورت تین کپڑوں میں کفنائی جائے تو بھی کافی ہے دو تو چادر لحاف اور اور ازار اور ایک دوپٹہ سربند اور اس سے کم کرنا مکروہ ہے۔ (شرح البدیہ صفحہ ۱۶۲ جلد۱)

عورت کو کفنانے کا مسنون طریقہ

پہلے چادر بچھائی جائے پھر ازار (چھوٹی چادر) پھر کرتا اور اس کے بعد مردے کو لا کر پہلے کرتہ پہنایا جائے پھر سر سے بالوں کے دو حصہ کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈالدیا جائے ایک حصہ دائیں طرف اور ایک بائیں طرف اس کے بعد سر بند دوپٹہ سر پر ڈالا جائے لیکن اس کو باندھا اور لپٹا نہ جائے پھر ازار کو لپٹا جائے پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف اس کے بعد سینے بند سے سینے کو لپیٹ دیا جائے پھر بڑی چادر کو لپیٹ دیا جائے اسی طرح پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف پھر کسی کپڑے کے ٹکڑے سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دیا جائے۔ (فتاویٰ ھندیہ ۱۰۳ جلد۱)

فائدہ: سینہ بند کو اگر سر بند کے بعد ازار سے پہلے باندھ دیا جائے تو بھی درست ہے اور تمام

کپڑوں کے بعد اوپر سے باندھ دے تو بھی درست ہے۔ (شامی صفحہ ۹۰۲ جلد ا تلخیصاً)

بچہ کے مرنے کی صورت میں مسئلہ:

جو بچہ پیدا ہوا اور اس نے کوئی اور آواز رونے کی نکالی اور پھر مرا تو اس کو بھی مذکورہ طریقے سے غسل دیا جائے اور کفنا کر اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر اس دوران اس کے کسی ایسے رشتہ دار کا انتقال ہو جاتا ہے تو وہ وارث بھی بنے گا اور اس کی میراث بھی تقسیم ہوتی ہے۔ اور اس کا نام بھی رکھا جائے اور اگر اس نے کوئی رونے کی آواز نہ نکالی ہو تو اس کو غسل تو دیا جائے اور نام رکھا جائے لیکن ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اور اس پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے۔

دفن کے مسائل

جنازہ کی چارپائی کو کندھوں پر اٹھا کر جتنا ہو سکے پیدل لے جانا چاہئے چارپائی کو گاڑی وغیرہ پر یا کمر پر سامان کی طرح اٹھانا مکروہ ہے ہاں اگر قبرستان دور ہو تو بلا کراہت سواری پر لے جانا جائز ہے اور اگر چھوٹا سا بچہ ہو تو اس کو ہاتھوں میں لے جائیں اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں دیا جائے۔ (بحر ۱۹۱ جلد ۲، عالمگیری ۱۵۹، جلد ا، مراقی الفلاح ۳۷۲)

جنازے کے ساتھ پیدل چلنا مستحب ہے اگر سواری پر ہے تو پیچھے چلا جائے۔
(شامی صفحہ ۵۹۸، بحر ۱۹۲، جلد ۲)

کلمۂ پاک کلمۂ شہادت کہنے کی شرعی حیثیت:

جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو بالکل خاموش رہنا چاہئے کسی بھی قسم کا ذکر یا قرآن کی تلاوت کو بلند آواز سے کرنا مکروہ ہے۔

فائدہ: ہمارے زمانے میں بلند آواز سے کلمۂ شہادت، کلمۂ پاک کہنے کا رواج بالکل غلط ہے اس لئے جو پڑھنا ہو آہستہ آواز سے کرنا چاہئے۔ (بحر ص ۱۹۲ ج ۲ در مختار ص ۱۲۴ ج ا)

قبر کی شرعی پیمائش:

قبر کم از کم آدھے قد کے برابر گہری کھودی جائے اور زیادہ سے زیادہ پورے قد کے برابر اس

سے زیادہ گہری نہ کھودی جائے اور لمبائی میت کی لمبائی کے برابر ہو۔ (شامی ص۵۹۹ ج۱)

تابوت کے ساتھ قبر میں ڈالنے کا حکم:

تابوت کے ساتھ قبر میں ڈالنے کی اگر ضرورت ہو مثلاً زمین نرم ہو تو تابوت یا صندوق میں رکھ کر دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ پتھر کا ہو یا لوہے کا ہو لیکن اسکے اندر مٹی بچھادی جائے۔

(درمختار ص۱۲۴ ج۱،بحر ص۱۹۳ ج۲)

قبر میں رکھنے کا طریقہ:

قبلے کی جانب سے اس کو قبر میں اتارا جائے اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ چار پائی کو قبر کی قبلے کی جانب رکھا جائے اور اس سے میت کو اٹھایا جائے اور اٹھانے والا قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دے۔ (بحر صفحہ ۱۹۳ جلد۲، در صفحہ ۱۲۴ جلد۱)

اور رکھتے وقت اتارنے والا بسم اللّٰہ وعلیٰ ملة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم پڑھے۔ (درمختار ۱۲۵، جلد۱)(مشکوٰۃ، ج:۱،ص:۱۴۸)

مردے کو قبر میں دائیں کروٹ پر قبلہ رخ لٹادیا جائے اور گرہ کھول دی جائے۔ اس طرح لٹایا جائے کہ پورا سینہ کعبہ کی طرف ہو اور پشت کو قبر کی دیوار سے لگادے۔

(عالمگیری صفحہ ۱۶۳، ج۱،بحر ۱۹۴، جلد۲ در صفحہ ۱۲۵ جلد۱)(طحطاوی، ج:۲،ص:۲۵۸)

اس کے بعد قبر کو اینٹوں یا بانس وغیرہ سے بند کر دیا جائے (شامی صفحہ ۶۰۰، جلد۱)

عورت کے پردے کا مسئلہ:

عورت کو قبر میں ڈالتے ہوئے پردہ کرنا مستحب ہے اور بدن کے ظاہر ہونے کا خطرہ ہو تو واجب ہے۔ (شامی صفحہ ۹۳۶ جلد۱)

اس کے بعد جتنی مٹی نکلی ہو واپس قبر میں ڈال دی جائے اور ایک بالشت جتنی قبر اونچی کر دی جائے اور بہت زیادہ مٹی اس کے علاوہ ڈالنا جس سے قبر بہت زیادہ اونچی ہو جائے مکروہ ہے۔

(مراقی صفحہ ۳۵۶)

مٹی ڈالنے کا طریقہ اور اس کے بعد کے عمل

مستحب یہ ہے کہ سر کی طرف سے مٹی ڈالے اور پہلی مٹھی میں مِنهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مٹھی میں وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری دفعہ میں وَمِنهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ پڑھے اور اس کے دفن کر دینے کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرے رہنا اور اس کے لئے دعاءِ مغفرت کرنا اور قرآن پڑھ کر اس کو بخشنا مستحب ہے اور پانی کا چھڑکنا مستحب ہے۔

(درمختار ردشامی صفحہ ۶۰۱ عالمگیری صفحہ ۱۶۳ ج ۱)

دفن کرنے کے بعد خواہ مرد ہو یا عورت اس کے سرہانے سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع اور پاؤں کی جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھنا مستحب ہے مگر بلند آواز سے پڑھنا کوئی ضروری نہیں اسی طرح ہاتھ اٹھا کر قبلہ رخ ہو کر دعا مانگنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہاں اجتماعی دعا اور اہتمام سے دعا منگوانے سے احتراز بہتر ہے۔ (مرقات، ج:۴، ص: ۴۴) (البحر الرائق، ج:۲، ص: ۱۸۳)

قبر پر چونا وغیرہ لگانے کا حکم:

قبر پر چونا وغیرہ نہ لگایا جائے نہ اس پر مٹی لگائی جائے نہ اس پر کوئی عمارت وغیرہ زینت کی غرض سے بنائی جائے یہ حرام ہے اور اگر مضبوطی کی غرض سے بنائی جائے تو مکروہ ہے اسی طرح میت کی قبر پر کوئی چیز لکھنے کی ضرورت ہو تاکہ اس کی نشانی رہے تو بھی کوئی حرج نہیں اور اگر بغیر عذر کے لکھا جائے تو جائز نہیں۔

فائدہ: اس زمانے میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کر لیا ہے اور ان مقاصد سے جائز کام بھی ناجائز ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہونگے اور جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

زیورات ولباس اور پردے کے مسائل

باریک کپڑوں کا حکم:

حدیث پاک میں ہے کہ بہت سے کپڑے پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

اس لئے بہت باریک کپڑا جیسے ململ جالی وغیرہ کا پہننا اور ننگا رہنا برابر ہے۔

مردانہ صورت کا حکم:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مرد پر جو عورتوں کا لباس جوتا وغیرہ پہنے اور ایسی عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے لعنت فرمائی ہے اس لئے عورتوں کو مردانہ صورت بنانا اور مردوں کو زنانہ صورت بنانا حرام ہے۔ (ردالمختار صفحہ ۲۱۵ جلد ۵)۔

گھنٹی والے زیور کا حکم:

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ ان کی ایک باندی حضرت زبیرؓ کی بیٹی کو عمرؓ بن خطاب کے پاس لے گئیں جبکہ اس کے پاؤں میں گھنٹیاں تھیں تو حضرت عمرؓ نے ان کو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۹)

اس لئے بجتا زیور پازیب وغیرہ بالکل حرام ہیں۔

انگوٹھی کا حکم:

عورت کو سونے اور چاندی کی انگوٹھی پہننا درست ہے اور مرد کو صرف چاندی کی انگوٹھی استعمال کرنا جس میں ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی نہ ہو تو درست ہے۔ البتہ خواتین کے لئے سونے، چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ دیگر کسی دھات (لوہا، اسٹیل، تانبا) کی انگوٹھی پہنے میں علماءِ کرام کا اختلاف ہے اس لئے خواتین کو اس کے پہنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اگر چہ حضرت گنگوہیؒ نے حضرات فقہاءِ کرام کے اختلاف کی وجہ سے مکروہ تنزیہی کا قول ذکر کیا ہے، اس لئے اگر کوئی خاتون سونے، چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی پہنے تو اس کو نرمی سے سمجھا دیا جائے سختی نہ کی جائے۔

وہ اعضاء جس کا پردہ عورت پر لازم ہے

آزاد عورت کا ستر اس کا تمام جسم ہے یہاں تک اس کے وہ بال جو لٹکے ہوئے ہیں ان کا بھی پردہ ہے سوائے دونوں ہاتھوں اور قدموں کے اور بوڑھی عورت کے چہرے کے اور جو عورت بالکل بوڑھی نہ ہو اس کے لئے مردوں کے سامنے چہرہ کا کھولنا حرام ہے فتنہ کے خوف کی وجہ سے اگرچہ شہوت کا خوف نہ ہو (شرح التنویر صفحہ ۴۲۱ جلد ۱)

فائدہ: عورتیں پردہ کے معاملہ میں انتہائی بے احتیاطی سے کام لیتی ہیں اور بوڑھی عورتیں بھی اکثر اس طرح مردوں کے سامنے آجاتی ہیں کہ سر سے دوپٹہ سرک جاتا ہے یہ بالکل حرام ہے غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالنا چاہئے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے ورنہ عورت گنہگار ہوگی اسی طرح اپنے کسی بدن کے حصہ کو یعنی ہاتھ، پاؤں وغیرہ کو نامحرم کے بدن سے لگانا بھی جائز نہیں اسی طرح ایسی جگہ کھڑا نہ ہونا چاہئے کہ کوئی دوسرا دیکھے اسی سے معلوم ہو گیا کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ خاندان کے سارے مرد آ کر منھ دیکھتے ہیں یہ بالکل حرام ہے اور بڑا گناہ ہے۔

محرم کے سامنے پردہ کا مسئلہ

اپنے محرم رشتے داروں کے سامنے چہرہ اور سر اور پنڈلی اور بازو کھولنا اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو درست ہے ورنہ ان کے سامنے نہ کھولے۔ (در صفحہ ۳۶۱ جلد ۵)

فائدہ: واضح رہے کہ محرم صرف وہ رشتے دار ہیں جن سے نکاح حرام ہے جیسے بھائی، والد، نانا، دادا، بھانجے، بھتیجے وغیرہ ان کے علاوہ جتنے ایسے ہیں جن سے نکاح درست ہے جیسے دیور، جیٹھ، ان کے بچے اور جتنے بھی کزن ہیں پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، کوئی محرم نہیں اور ان سے پردہ ہے جو نہ کرنے کی وجہ سے خاندان کے خاندان تباہی کا شکار ہو گئے شریعت نے جس چیز کا انسان اور مسلمان کو حکم دیا ہے اس میں یقیناً فائدہ ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے یقیناً نقصان ہے چاہے نظر نہ آئے اس لئے نفس اور شیطان کے ان جالوں میں پھنسنے سے مرد بھی اپنے کو بچائیں اور خواتین بھی (مولف)۔

عورت سے عورت کا پردہ

عورت ناف سے لے کے گھٹنے تک دوسری عورت کے سامنے نہیں کھول سکتی جیسے مرد اتنا حصہ مرد کے سامنے نہیں کھول سکتا۔ (درمختار صفحہ ۳٦۵ جلد ۵)

ستر کے چھونے کا حکم

جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں اتنے حصہ کا چھونا بھی درست نہیں۔ (درمختار صفحہ ۳٦۱ جلد ۵)۔

کافر عورت کا شرعاً حکم

کافر عورتیں جیسے بھنگن، دھوبن وغیرہ مرد کے حکم میں ہیں ان سے اسی طرح پردہ ضروری ہے جیسے غیر محرم سے سوائے چہرہ دونوں ہاتھوں اور دنوں پیر کے۔ (در صفحہ ۳٦٦ جلد ۵)

شوہر سے پردہ کا مسئلہ

مرد اپنی بیوی اور باندی کے سر سے پیر تک پورے جسم کو شہوت و بلا شہوت دیکھ سکتا ہے یہ تو شرعی مسئلہ ہے مگر بہتر یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نظر نہ ڈالیں۔

(عالمگیری صفحہ ۲۱۹)

عورتوں کا مردوں کے دیکھنے کا مسئلہ

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ حضور ﷺ کے پاس تھیں کہ حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم تشریف لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پردہ کرلو فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ وہ نابینا ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تو کیا تم دونوں اندھی ہوگئی ہو تم تو ان کو نہیں دیکھ سکتیں؟

(رداوہ احمد والترمذی وابوداود مشکوٰۃ صفحہ ۲٦۸)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح خود مردوں کے سامنے بدن کا کھولنا عورت کے لئے درست نہیں اسی طرح جھانک تانک کے مرد کو دیکھنا بھی درست نہیں عورتیں یوں سمجھتی ہیں مرد ہم کو نہ دیکھیں ہم ان کو دیکھ لیں تو کچھ حرج نہیں یہ بالکل غلط ہے دروازے کے سوراخ سے یا

کھڑکیوں سے مردوں کو دیکھنا یا دولہا کے سامنے آجانا یا اور کسی طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔ (بہشتی زیور)

فائدہ: ضرورت کے موقع پر دیکھنا درست ہے۔

اپنے پیر صاحب یا منہ بولے بیٹے کا مسئلہ:

اپنے پیر صاحب کے سامنے آنا بے پردہ ہو کر ایسے ہی حرام ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا۔

منہ بولے بیٹے سے پردے کا حکم:

اسی طرح منہ بولا لڑکا بالکل غیر محرم ہوتا ہے بیٹا بنانے سے سچ مچ بیٹا نہیں بن جاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہئے جو بالکل غیروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ (بہشتی زیور)

ہیجڑے سے پردے کا مسئلہ:

ہیجڑوں کے سامنے عورتوں کا آنا جائز نہیں وہ مردوں کے حکم میں ہیں۔

(درمختار صفحہ ۳۶۸ جلد ۵)

عطر لگا کر مردوں کے سامنے آنے کا حکم:

حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آنکھ زانیہ ہے یعنی غیر محرم مرد کا عورت کو دیکھنا اسی طرح عورت کا غیر محرم مرد کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے اور عورت جب خوشبو لگائے اور پھر کسی مجلس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ۔ (رواہ ابوداؤد)

فائدہ: اس حدیث میں عورت جب وہ خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے آجائے سخت وعید آگئی ہے اس لئے اس سے احتراز اور بچنا بہت ضروری ہے۔

بے پردگی بے شرمی کا نتیجہ ہے

بخاری شریف کی روایت ہے کہ الایمان بضع وستون شعبة یعنی ایمان کی ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ الایمان بضع و ستون شعبة کے اندر حیا بھی داخل ہے تو الگ سے کیوں ذکر کیا؟ تو جواب یہ ہے کہ شعبہ کے معنی ہیں ایمان کی بہت بڑی شاخ۔ اہمیت کے لئے الگ سے ذکر کیا ہے۔

ترمذی شریف کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ سے جیسے حیا کا حق ہے اس طرح حیا کرو صحابہ نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے ہم تو اللہ سے حیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ مطلب نہیں بلکہ اللہ سے حیاء کا حق یہ ہے کہ آدمی اپنے سر کی اور آنکھ، کان ناک وغیرہ جو اس میں شامل ہیں ان کی حفاظت کرے اور ان سب کو اللہ کی نافرمانی سے بچائے اپنے پیٹ کو بالکل حرام سے دور رکھے اپنی شرم گاہ کو جس میں پیٹ شامل ہے حرام سے بچائے موت کو یاد کرے اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہوجانے کا خیال کرے کہ نئے جسم کی تروتازگی برقرار نہ رہے گی جو آدمی آخرت کو مقصود سمجھتا ہے وہ دنیا کی زینت اور دنیا کی زیبائش کی طرف توجہ نہیں دیتا جو آدمی یہ کام کرتا ہے وہ درحقیقت حیاء کا حق ادا کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب حیا آتی ہے تو آدمی کو تمام برے کاموں سے روک دیتی ہے اور بے حیائی تمام بُرے کاموں اور فسادات کی بنیاد ہے جس میں بے پردگی بھی داخل ہے۔

حدیث پاک میں ہے پہلے نبیوں کے کلام میں جو بات لوگوں کو پتہ چلی وہ یہ کہ جب حیا نہ رہے تو جو چاہے کر:

اور حضرت علیؓ کا قول ہے جو شخص حیاء کا لباس پہنے تو لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ سکیں گے۔

حیا اور شرم ایک خوبصورت زیور ہے حیادار انسان لوگوں کی نگاہ میں معزز شمار ہوتا ہے اس کا مقام بلند ہوتا ہے جب بھی بری بات دیکھتا ہے نگاہ نیچی کر لیتا ہے جب کبھی اچھا کام دیکھتا ہے اس کو قبول کر لیتا ہے اور اختیار کر لیتا ہے اس کی حیاء اس کو سرکشی اور بغاوت اور نافرمانی سے روکتی ہے لوگوں سے گفتگو اس طرح کرتا ہے کہ ان سے شرمیلا ہے جو حیا کی چادر اوڑھتا ہے وہ مخلوق سے تعریف کا مستحق ہوتا ہے دل اس کی طرف مائل ہوتے ہیں ہر پسندیدہ مقصود اس کو حاصل ہوجاتا ہے۔

حضرت ابنِ عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں جب ایک اٹھ جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

معلوم ہوا کہ آج کل لوگوں کی خصوصاً خواتین کی بے شرمی ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے اس لئے جس مرد وعورت کے اندر حیاء ہوگی اور شرم ہوگی وہ ہر گناہ سے خاص کر بے پردگی سے جو قطع نظر شریعت کے خود ویسے بھی انسانی غیرت کے خلاف ہے اس سے اپنے کو ضرور بچائے گا اللہ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور تمام امتِ مسلمہ کو خاص کر نوجوانوں کو باحیا باشرم بنا کر اپنی تمام نافرمانیوں سے خصوصاً بے پردگی اور فحاشی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

بچوں کے متعلق ایک اہم مسئلہ:

مسئلہ۔ جب لڑکا، لڑکی دس برس کی ہوجائیں تو ان لڑکوں کو ماں بہن اور لڑکیوں کو بھائی اور والد کے پاس لٹانا جائز نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی وجہ سے کہ جب بچے دس سال کے ہوجائیں تو ان کے بستر الگ الگ کردو۔

(درِمختار صفحہ ۳۷۶ جلد ۵)

بالوں کے متعلق اہم مسائل

سر پر بال رکھنا یا منڈوانے کا مسنون طریقہ:

سر کے بالوں میں سنت ہے کہ یا تو فرق کرے (کان کے مونک یا اس سے نیچے تک بالوں کو چھوڑے یا حلق کرے اور کتروانا بھی درست ہے اور امام طحاوی نے حلق کرانے کو سنت قرار دیا ہے اور قزع مکروہِ تحریمی ہے اور وہ یہ کہ سر کے بعض حصہ کے بال رکھنا اور بعض حصہ کے کٹا دینا جیسا کہ آج کل کا فیشن ہے۔ (ردالمحتار صفحہ ۴۰۲)

مرد کے لئے چوٹی باندھنے کا حکم:

مرد نے اگر بال بہت بڑھا لئے تو عورتوں کی طرح چوٹی بنانا درست نہیں مکروہِ تحریمی ہے۔
(ردالمحتار رفتاوی ھندیہ)

زینت کے غرض سے سفید بال اکھیڑنا:

زینت کی غرض سے سفید بال اکھیڑنا مکروہِ تحریمی ہے (درست نہیں) لیکن اگر دشمن کو خوف دلانے کے لئے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری صفحہ ۴۴، جلد۴)

خواتین کے لئے بال منڈوانے یا کتروانے کا حکم:

خواتین کو سر کے بال منڈوانا یا کتروانا حرام ہے اور لعنت کی گئی ہے۔ (فتاویٰ ھندیہ)

حلق کے بال منڈوانے کا حکم:

حلق کے بال منڈوانے کے بارے میں حضرت امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ حرج نہیں ہے مگر دیگر فقہاء منع کرتے ہیں اس لئے احتیاط ہے کہ نہ کاٹے جائیں مگر کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۲۳۹، جلد۱۴)

مونچھوں کا شرعاً حکم

مونچھوں کے اندر سنت یہ ہے کہ ان کو مشین یا قینچی سے کترا جائے باقی استرے سے

مونڈنے کو بعضوں نے بدعت کہا ہے اور بعض نے سنت مگر احتیاط یہی ہے کہ استرے اور ریزر سے نہ کاٹی جائیں اور دونوں طرف مونچھوں کو دراز کرنا درست ہے مگر ہونٹوں پر آ جائیں تو مکروہ ہو جائے گا۔ (ردالمختار صفحہ ۴۰۱ جلد ۵، صفحہ ۴۰۳، فتاویٰ ھندیہ ۴۳۹، جلد ۴)

ناک کے بالوں کا شرعاً حکم اور سینہ اور پیٹ کے بال کا حکم:

ناک کے بال کو اکھیڑنا نہ چاہئے بلکہ قینچی سے کتروا دینا چاہئے اور سینے اور کمر کے بال کٹوانا خلاف اولیٰ ہے۔

رخسار کے بال کا خط بنوانے کا حکم اور ابرو کے بال کا حکم:

ابرو کے تھوڑے تھوڑے کتروانے میں کوئی حرج نہیں اس طرح رخسار پر خط بنوانے میں کوئی حرج نہیں جب تک خواتین کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرے۔

(ردالمختار صفحہ ۴۰۶ جلد ۵، فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۴۳۹ جلد ۴)

نیچے کے ہونٹ اور نیچے کے بال کٹوانا

ریش بچہ کے دائیں بائیں یعنی نچلے ہونٹ کے نیچے کے دونوں جانب بال کٹوانا بدعت ہے۔ (ردالمختار صفحہ ۴۰۱، جلد ۵)

زیرِ ناف بال کا شرعاً حکم:

زیرِ ناف بال کو مرد کے لئے استرے سے رفع کرنا بہتر اور مستحب ہے اور ناف کے نیچے سے ابتداء کرے اور اگر ہڑتال سے (یا کسی اور ٹیوب وغیرہ سے) بال صاف کر لئے تو بھی جائز ہے اور عورت کے لئے زیرِ ناف بال اکھیڑنا بہتر ہے۔ (ردالمختار صفحہ ۴۰۱، جلد ۵)

بغل کے بال کا شرعاً حکم:

بغل کے بال میں استرا وغیرہ لگانا جائز ہے اور بہتر ان کا اکھیڑنا ہے۔ (ردالمختار صفحہ ۴۰۱، جلد ۵)

ناخنوں کا شرعاً حکم اور مسنون طریقہ:

ناخنوں کا کٹوانا پاؤں کے بھی اور ہاتھ کے بھی مستحب ہے (بڑے رکھنے کی حد آگے آ رہی

ہے) ہاں اگر مجاہد ہے دار الحرب میں تو وہ اپنے ناخنوں کو بڑھا سکتا ہے۔

اور اس کا مستحب طریقہ یہ ہے ہاتھ کے اندر سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے چھوٹی انگلی تک پھر الٹے ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے انگوٹھے تک پھر سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹے۔

اور پاؤں کے ناخن اس طرح کاٹے کہ سیدھے پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور الٹے پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (ردالمحتار صفحہ ۴۰۶، جلد ۶)

دانتوں سے ناخن کاٹنے میں نقصان ہے۔

کٹے ہوئے ناخن اور بال کا شرعی حکم

سر کے بالوں اور ناخنوں کو بہتر یہ ہے کہ دفن کردے اور اگر پھینک دے محفوظ جگہ میں تو بھی کوئی حرج نہیں مگر گندگی کی جگہ میں نہ پھینکے اور بیت الخلاء میں یا غسل خانے کی جگہ ڈالنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے بیماری کا اندیشہ ہے۔ (صفحہ ۲۹۹، جلد ۵، فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۲۳۹، جلد ۴)۔

بالوں اور ناخنوں کے کاٹنے میں افضل اور آخری حد:

افضل ہے کہ ہر ہفتے اپنے ناخنوں کو کاٹ لے اور مونچھیں کتروالے اور زیرِ ناف بال کاٹ دے اور غسل کر کے پاک صاف ہوجائے اگر ہر ہفتہ نہ کرسکے تو پندرہ دن میں کرلے اور چالیس دن گزرنے پر بھی نہ کیا تو گناہ ہوگا اور وعید کا اندیشہ ہے۔

(فتاویٰ ھندیہ صفحہ ۲۳۸، جلد ۲، ردالمحتار صفحہ ۲۱، جلد ۵)۔

قسم کھانے کے مسائل

بات بات پر قسم کھانے کی ممانعت:

بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے ادبی ہے جہاں تک ہوسکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھائے۔

(طحطاوی علی الدرص ۳۲۴ ج ۲)

کون سی قسم شرعاً معتبر ہے:

قسم اللہ تعالیٰ کی اور اسکی صفات کی اور قرآن کی صرف ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم، کعبہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، جوانی کی قسم، باپ کی، بچے کی، پیاروں کی، سر کی، جان کی، اپنی قسم اور اس طرح کرنا بڑا گناہ ہے اور شرک کی بات ہے۔ (شرح البدایہ صفحہ ۴۵۸، جلد ۲)

دوسرے کی قسم کھلانے کا مسئلہ:

کسی دوسرے کی قسم کھلانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے کوئی کسی سے کہے کہ تمہیں خدا کی قسم ہے یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں اس کے خلاف کرنا درست ہے اگرچہ بہتر یہی ہے کہ وہ کام کرلے۔

(شرح التنویر صفحہ ۳۹۱، جلد ۵)

قسم کے ساتھ انشاء اللہ کا مسئلہ:

قسم کھا کر اس کے ساتھ ہی انشاءاللہ کہدیا جیسے کوئی شخص کہے خدا کی قسم فلاں کام انشاءاللہ کرونگا تو قسم نہ ہوگی۔ (شرح البدایہ صفحہ ۴۶۳، جلد ۲)

مسئلہ۔ قسم کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ ایک یہ ہے کہ جو بات ہو چکی ہے اس پر قسم کھائے اور اس میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کا ارادہ کرے اس کو عربی میں یمینِ غموس کہتے ہیں اس قسم کو کھانے والا گناہ گار یعنی وہ گناہ کے اندر ڈوب گیا اور اس کا کفارہ توبہ اور استغفار کے سوا کچھ نہیں۔

۲۔ دوسری صورت یہ ہے کہ مستقبل یعنی آئندہ زمانے میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائی اب اگر اس کو پورا نہ کریگا تو اس کا کفارہ لازم آئے گا۔

نوٹ۔ کفارے کی تفصیل اگلے مسئلہ میں آرہی ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ جو بات ہو چکی ہے اس پر قسم کھا رہا ہے لیکن اس کے گمان میں وہ سچا ہے اور سچی قسم کھا رہا ہے اور حقیقت میں وہ جھوٹا ہے تو اس قسم پر کفارہ نہیں ہے اور اللہ کی ذات سے یہی امید ہے کہ گناہ بھی نہ ہوگا۔ (شرح البدایہ صفحہ ۴۵۷، جلد ۲)۔

مسئلہ۔ قسم کی دوسری صورت میں کفارہ لازم آتا ہے اگر توڑ ڈالے چاہے بھول کر قسم ٹوٹ گئی یا زبردستی کسی نے قسم کے خلاف کام کروایا جس سے قسم ٹوٹ گئی کفارہ دینا پڑیگا۔
(شرح البدایہ صفحہ ۴۵۷، جلد ۲)

قسم کا کفارہ:

قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں اور فقیروں کو (جن کو زکوۃ کی رقم دینے کی اجازت ہے) دو وقت کا کھانا کھلانا یا کچا اناج، گیہوں تقریباً دو کلو اور جَو چار کلو یا انکی رقم جو ایک صدقۂ فطر کی مقدار کے برابر بنتی ہے دیدے اور اس کا بھی اختیار ہے کہ فقیروں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ان کے حساب سے اتنا لباس کہ جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جاوے دیدے یا ایک غلام آزاد کرادے اگر کسی کے پاس نہ کھانا ہے نہ اناج نہ اس کی رقم نہ کپڑے ہیں تو وہ تین روزے لگاتار رکھ لے اگر درمیان میں کوئی روزہ چھوٹ جائے تو دوبارہ تین روزے لگاتار رکھے۔ (شرح البدایہ صفحہ ۴۶۰، جلد ۲)

قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کا مسئلہ:

کفارہ قسم توڑنے کے بعد ہی ادا ہو سکتا ہے اگر کسی نے کفارہ دیدیا پھر قسم توڑی تو قسم توڑنے کے بعد پھر سے کفارہ دینا چاہئے اور جو کچھ فقیروں کو دیدیا ہے اس کو واپس لینا درست نہیں۔
(شرح البدایہ صفحہ ۴۶۰، جلد ۲)

کسی گناہ کی قسم کھانے کا مسئلہ:

اگر کسی گناہ کے کرنے کے قسم کھائی جیسے اپنے ماں باپ سے بات نہ کرنے کی، کسی کو قتل کرنے کی قسم کھائی تو اس قسم کو توڑ ڈالنا واجب ہے اور کفارہ دیدے۔ (شرح التنویر صفحہ ۹۵، جلد ۳)

بچہ پیدا ہونے کے وقت کے مستحب کام

(۱) جب بچہ پیدا ہو تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنا۔
(ترمذی، ج:۱، ص:۲۷۸) (علیم بہشتی، ص:۵۵)

(۲) جس شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہو تو مستحب ہے کہ ساتویں دن اس کا نام اچھا سا رکھے۔ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۶)

(۳) اس کا سر منڈوادے اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کردے۔
(ترمذی، ج:۱، ص:۲۷۸)

(۴) سر مونڈنے کے بعد بچے کے سر پر زعفران لگانا۔ (ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۷)

(۵) پھر سر منڈواتے وقت عقیقہ کرادے اور اس سے پہلے اور بعد بھی کرا سکتا ہے۔
(ابوداؤد، ج:۲، ص:۳۶)

عقیقہ کا جانور:

بکری یا بھیڑ جس کی قربانی درست ہو اسی کا عقیقہ درست ہوگا۔ اور لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بھیڑ اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری یا بھیڑ۔
(ترمذی، ج:۱، ص:۲۷۸) (ردالمحتار ص ۳۲۸ ج ۲)

یہ گوشت کچا یا پکا کر تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے اور دادا، نانا وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔
(الفقہ الاسلامی، ج:۴، ص:۲۷۴۹)

عقیقہ کا وقت:

افضل دن ساتواں دن ہے اور چودھویں اور اکیسویں دن بھی مستحب ہے۔
(التقریر للترمذی شیخ الہند محمود حسن الدیوبندی فی بدایۃ جامع الترمذی)

اس کا وقت تو ولادت سے داخل ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے کر دیا جائے اور اگر بالغ ہونے تک کسی نے اس کی طرف سے عقیقہ نہ کیا تو بچہ اپنی طرف سے تو کرسکتا ہے اس کی طرف سے کوئی نہ کرے اس کا وقت ختم ہو گیا۔
(فتح الباری کتاب العقیقہ صفحہ ۵۹۴ جلد ۹ تنقیح الحامدیہ صفحہ ۲۳۳ جلد ۲)

نوٹ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہ ہو اور وہ بچہ کی طرف سے ایک بکرا ذبح کردے تو بھی کوئی حرج نہیں اور اگر بالکل نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

تجارتی مسائل

انعامی بانڈ کا حکم

انعامی بانڈ کے متعلق تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ:

حکومت ہر انعامی بانڈز والے شخص سے اس کے دیئے ہوئے قرض پر سود دینے کا معاہدہ تو نہیں کرتی لیکن انعامی بانڈز حاصل کرنے والے تمام افراد سے بحیثیت مجموعی یہ بات بہر حال طے ہے کہ وہ انہیں انعام ضرور تقسیم کرے گی اگر وہ ایسا نہ کرے تو انعامی بانڈز رکھنے والا ہر فرد انعام تقسیم کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے بلکہ وہ بذریعہ عدالت بھی حکومت کو انعام تقسیم کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

اس تفصیل سے انعامی بانڈز کی اسکیم پوری حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ انعامی بانڈز کی رقم حکومت پر قرض ہے جس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں جب چاہیں لے سکتے ہیں اور انعامی بانڈز رکھنے والوں کو بصورتِ انعام جو کچھ ملتا ہے وہ اسی قرض پر ملتا ہے اور وہ بحیثیت مجموعی جملہ انعامی بانڈز رکھنے والوں سے مشروط ہے اور قرض پر ہر قسم کا مشروط نفع احادیث وفقہ کی روشنی میں بلاشبہ سود ہے۔ لہٰذا انعامی بانڈ پر نکلنے والا انعام سود ہے اس کو وصول کرنا اور اپنے استعمال میں لانا حلال نہیں ہے جتنے روپے کا انعامی بانڈز ہے بس اس قدر رقم واپس لے سکتے ہیں اگر کسی نے غلطی سے انعام کی رقم بھی وصول کر لی ہو تو انعامی والی رقم کے انعامی بانڈ خرید کر جلادے یا چاک کر کے ضائع کردے تاکہ حکومت کو سود کی رقم واپس پہنچ جائے کیونکہ اس رقم کا اصل حکم یہی ہے کہ جس سے وصول کی ہو اسی کو لوٹائے اور جب اصل کو لوٹانا تعذر ہوجائے تو بلانیتِ ثواب کسی مستحقِ زکوٰۃ کو مالک اور قابض بنا کر دیدے۔

اور انعامی بانڈ کے انعام کو تجارتی انعام پر قیاس کرنا درست نہیں اسی طرح انعامی بانڈ کے لین دین کو فقہی لحاظ سے بیع قرار دینا بھی صحیح نہیں کیونکہ حقیقتاً یہ خرید وفروخت نہیں بلکہ قرض کا لین و دین ہے۔

فی ردالمحتار :(قوله كل قرض جرَّ نفعا حرام) ای اذا كان مشروطا

كما علم ممانقله عن البحر عن الخلاصة وفي الذخيره وان لم يكن النفع مشروطا في القرض فعلى قول الكرخي لاباس به .

(ص ۱۸۳ ج ۴)

في الدر المختار :ولزم تاجيل كل دين الافي سبع على مافي مداينات الاشباه بدليل صرف...... والسابع القرض فلايلزم تاجيله الخ (ص ۱۸۰ ج ۳) والله اعلم

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے ذریعہ جائیداد بنانے کا شرعاً حکم

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی شرکت میں کوئی جائیداد خریدنا یا بنوانا سودی معاملہ کے ذیل میں تو نہیں آتا لیکن کارپوریشن کے موجودہ قواعد وضوابط میں متعدد شرطیں ایسی ہیں جو ناجائز اور خلافِ شرع ہیں لہذا ان کی موجودگی میں کارپوریشن کے ساتھ مل کر جائیداد خریدنے یا بنوانے کا معاملہ کرنا جائز نہیں۔

جی پی فنڈ کا شرعی حکم

اس مسئلہ کے جواب میں کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ پراویڈنٹ فنڈ میں ملازم کی تنخواہ سے جو رقم کاٹی جاتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں

(۱) کہیں جبری کاٹی جاتی ہے یعنی اس میں ملازم کے اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا غیر اختیاری طور پر محکمہ کاٹ لیتا ہے۔

(۲) اور کہیں اختیاری طور پر ملازم کی تنخواہ سے ایک مخصوص متعین حصہ محکمہ کاٹتا ہے، ہر صورت کا حکم الگ الگ ہے اور وہ یہ ہے کہ جبری طور پر جو رقم کاٹی جاتی ہے وہ اور جو رقم محکمہ خود اپنی طرف سے دیتا ہے یہ دو قسم کی رقمیں تو بلاشبہ ملازم کے لئے حلال ہیں، اسی طرح محکمہ اگر ان دونوں رقموں سے حلال اور جائز کاروبار کر کے اس کا نفع ملازم کو دیتا ہے تو وہ بھی حلال ہی لیکن اگر کمپنی یا محکمہ ان دونوں رقموں سے کوئی حرام اور ناجائز کاروبار کر کے اس کا نفع ملازم کو دیتا تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں:۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ محکمہ یہ نفع (جو حرام ہے) بینک وغیرہ سے خود وصول کرے اور اپنے مرکزی اکاؤنٹ میں جمع کرے جب کہ مرکزی اکاؤنٹ کا اکثر و بیشتر سرمایہ حلال ہو اور

وہاں سے ملازم کو اپنے وقت پر اصل پراویڈنٹ فنڈ یا جی پی فنڈ کے ساتھ یہ نفع بھی ملے تو ملازم کے حق میں یہ نفع حرام نہیں ہے اور اس کو یہ نفع وصول کرنا جائز ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ محکمہ یہ حرام نفع خود وصول نہ کرے بلکہ ملازم خود جا کر بنک یا انشورنس کمپنی سے وصول کرے ایسی صورت میں ملازم کو یہ حرام نفع وصول کرنا اور اپنے استعمال میں لانا حلال نہیں لہذا ملازم یہ نفع ہرگز وصول نہ کرے اور اگر غلطی یا لاعلمی سے وصول کر لے تو مال حرام سے بچنے کی نیت سے کسی غریب محتاج آدمی کو دیدے اور آئندہ وصول بالکل نہ کرے، اور کمپنی یا محکمہ کے لئے بھی ہر حال میں فنڈ کی رقم کسی حرام کاروبار کرنے والے ادارے میں لگانا اور حرام نفع حاصل جائز نہیں۔

البتہ اختیاری طور پر پراویڈنٹ فنڈ میں جو رقم کٹوائی جائے اس پر جو رقم محکمہ بنام سود دے گا اس سے اجتناب کیا جائے کیونکہ علماء کی تحقیق کے مطابق یہ بعینہ سود اگرچہ نہیں ہے تاہم تشبہ بالربا ضرور موجود ہے اور اس سے سود خوری کا ذریعہ بن سکتا ہے اس لئے یہ رقم وصول ہی نہ کرے اگر وصول کر لی ہے تو بغیر نیت ثواب صدقہ کر دے۔

بینوولنٹ فنڈ، گریجویٹی، گروپ انشورنس کا شرعی حکم

بینوولنٹ فنڈ، گریجویٹی اور گروپ انشورنس کے متعلق ادارہ گان میں سے جس کو متعین کر کے دیگا وہ ان تمام فنڈز کا مالک ہو جائیگا، اس کے علاوہ دوسرے کسی وارث کو اس سے حصہ نہیں ملے گا، کیونکہ مذکورہ قانون کے مطابق یہ فنڈز مرحوم ملازم کے ترکہ میں شامل نہیں ہے بلکہ مرحوم ملازم کے پسماندگان کے لئے ادارہ کی طرف سے ایک عطیہ ہے اور عطیہ کا حکم یہ ہے کہ جس کو متعین طور پر دیا جاتا ہے وہی اس کا مالک ہوتا ہے۔

تاہم گروپ انشورنس کے بارے میں مزید تفصیل یہ ہے کہ اگر گروپ انشورنس کی رقم ادارہ اپنے خزانہ میں شامل کر کے مرحوم کے پسماندگان کو دیتا ہے تو اس کا لینا جائز ہے۔ لیکن اگر گروپ انشورنس کی یہ رقم براہ راست انشورنس کمپنی سے وصول کرنی پڑتی ہے تو اس صورت میں اتنی رقم وصول کرنا جائز ہے جتنی رقم ادارے نے پریمیم کے طور پر انشورنس کمپنی کو ادا کی ہے اس سے زائد رقم لینا جائز نہیں، اگر غلطی سے لے لی ہے تو اس زائد رقم کو بغیر نیت ثواب کے کسی مستحق زکوٰۃ کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔

گولڈن ہینڈ شیک اسکیم کے تحت ملنے والی رقم کا شرعی حکم

بینک کی نوکری بالعموم ناجائز ہے، بینک کی صرف ان محکموں میں ملازمت کی کراہت کے ساتھ گنجائش ہے جو براہ راست سود کے لین دین اور اس کی کتابت میں ملوث نہیں ہیں جیسے چوکیدار، چپڑاسی، ڈرائیور وغیرہ۔

بینک وغیرہ میں گولڈن ہینڈ شیک اسکیم کے تحت جو رقم دی جارہی ہے وہ ان کی ملازمت کی وجہ سے دی جارہی ہے، جو ملازم ہے اسے رقم ملے گی اور جو ملازم نہیں ہے اسے رقم نہیں ملے گی، ملازمت کی حیثیت سے رقم میں کمی بیشی ہوگی نیز ملازم کو رقم اپنے محکمہ ہی سے ملے گی لہذا یہ رقم خواہ آئی ایم ایف دے یا کوئی اور دے اس کے جائز و ناجائز ہونے کا مدار ملازمت پر ہوگا، جو ملازمت ناجائز، اس کی وجہ سے ملنے والی رقم بھی ناجائز اور جو ملازمت جائز، اس کی وجہ سے ملنے والی رقم بھی جائز۔ بینک کے جس شعبے کی ملازمت ناجائز ہے۔ اس ناجائز رقم کا حکم یہ ہے کہ وصول ہی نہ کیا جائے اگر وصول کرلی ہے تو واپس کی جائے یا ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردی جائے، اگر بینک کے ناجائز شعبے کا ملازم ریٹائرڈ ہوا، اس کو دوسری جائز ملازمت نہیں مل رہی ہے، کاروبار کرنے کے لئے صاف رقم بھی کہیں سے حاصل نہیں ہورہی ہے تو اس کے لئے یہ گنجائش ہے کہ اس اسکیم میں ملنے والی رقم سے اس نیت سے کاروبار شروع کردے کہ وہ آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کر کے یہ ناجائز رقم نکال دے گا۔ اور جب وہ یہ نکال دیگا تو وہ بری ہوجائے گا۔ اس طرح کرنے سے کاروبار کے ذریعے جو نفع اسے حاصل ہوگا وہ اس کے لئے حلال ہے۔

پی ایل ایس اکاؤنٹ میں سرمایہ کاری کا شرعی حکم

نفع ونقصان کا شراکتی کھاتہ یا ''پی ایل ایس اکاؤنٹ'' جنوری ۱۹۸۱ء کو ''غیر سودی کاؤنٹرز'' کے طور پر وجود میں آیا، جس سے گویا کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق بلا سود بنکاری کا آغاز ہوا ہے،

یہ اکاؤنٹ عام سودی اکاؤنٹس مثلاً سیونگ اکاؤنٹ اور فکسڈ ڈپازٹ کی طرح نہیں ہوا، جن میں بنک اکاؤنٹ ہولڈروں کو خاص طے شدہ شرح سے سود ادا کرتا ہے، قطع نظر اس سے کہ ان اکاؤنٹس میں جمع شدہ رقوم سے بنک کو نفع ہوا یا نہیں، نفع ہوا تو کتنا ہوا، اکاؤنٹ ہولڈر کا مقررہ

سود بہر حال پکا ہے۔

لیکن غیر سودی اکاؤنٹ ہونے کے باوجود پی ایل ایس اکاؤنٹ میں نفع کی غرض سے رقم جمع کرانا اور اس پر نفع وصول کرنا شرعاً جائز نہیں اس لئے کہ اس میں جمع شدہ رقوم سے بنک مذکورہ بالا شکلوں میں جو کاروبار کرتا ہے وہ شرعی اصول تجارت کے مطابق نہیں ہوتا اور اس میں متعدد شرعی خامیاں پائی جاتی ہیں جن کی نشاندہی ہمارے علماء کرام نے فرمائی ہے۔

ہیروئن، چرس، افیون و بھنگ کی تجارت اور کاشت کا شرعی حکم

افیون، بھنگ اور چرس کی تجارت اور کاشت کو حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے بالکل ناجائز قرار دیا ہے خصوصاً جب کہ اس وقت ان کا جائز استعمال نہ ہونے کے برابر ہے، اور حکومت نے ان کی تجارت اور کاشت پر پابندی بھی عائد کی ہے اور حکومت کی جائز پابندی پر عمل کرنا واجب اور اس کی خلاف ورزی ناجائز گناہ ہے اس لئے افیون، بھنگ، چرس اور ہیروئن کی تجارت و کاشت شرعاً جائز نہیں لہذا مذکورہ اشیاء کے کاروبار سے مکمل طور پر اجتناب کرنا لازم ہے ،البتہ اگر کسی نے مذکورہ اشیاء میں سے افیون اور بھنگ کو فروخت کر کے اس کی رقم استعمال کر لی تو چونکہ فی الجملہ ان کا جائز استعمال بھی موجود ہے اس لئے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے حرام آمدنی استعمال کی تاہم پھر بھی وہ اس سے توبہ کرے اور آئندہ باز آئے اور اس کاروبار سے اجتناب کرے ،لیکن واضح رہے کہ اس وقت ہیروئن اور چرس صرف بطور نشہ معصیت ہی میں استعمال ہوتی ہے اور نشہ کے عادی افراد ہی اسے خریدتے ہیں اور ہماری معلومات کے مطابق اس وقت ان کا کوئی جائز مصرف موجود نہیں ہے اس لئے ان کی تجارت کا مشغلہ اختیار کرنا ناجائز اور گناہ ہے اور ان کی خرید وفروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ناجائز ہے جسے بلانیت ثواب صدقہ کرنا واجب ہے لہذا ان کے کاروبار سے مکمل اجتناب لازم ہے۔ (الدر المختار ۶/۴۵۴، فتاوی الکاملیۃ: ص ۲۷۰)

بنک کی ملازم کا شرعی حکم

بنک کی ایسی ملازمت جس کا تعلق براہ راست سودی معاملات سے ہے، جیسے منیجر اور کیشئر وغیرہ کی ملازمت، ایسی ملازمت بالکل حرام اور حرام ناجائز ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے :"لعن رسول اللہ ﷺ آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال :ھم

سواء ""رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے اور سودی تحریر یا حساب لکھنے والے اور سودی شہادت دینے والوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ وہ سب لوگ (گناہ میں) برابر ہیں۔"

اور ایسی ملازم سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے، لیکن بنک کی وہ ملازمت جس کا تعلق براہ راست سودی معاملات سے نہیں، نہ اس کا تعلق سود کے لکھنے سے ہے، نہ سود پر گواہ بننے سے، اور نہ سودی معاملات میں کسی قسم کی شرکت ہوتی ہے، جیسے چوکیدار کی ملازمت، ایسی ملازمت اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کے متعلق علماء کرام کی آراء مختلف ہیں، ایک رائے یہ ہے کہ بنک کی ایسی ملازمت جسکا سودی معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں، یہ بھی جائز نہیں، کیونکہ ایسے ملازمین کا اگرچہ سودی معاملات میں کوئی عمل دخل نہیں لیکن انہیں جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ ان رقوم کے مجوعہ سے دیجاتی ہے جو بنک میں موجود ہوتی ہیں، اور اس میں سود بھی شامل ہوتا ہے، اس لئے ایسی ملازمت بھی جائز نہیں، جب کہ دوسری رائے یہ ہے کہ بنک کی صرف ایسی ملازمت جس کا سودی معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں، یہ جائز ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان ملازمین کو جو تنخواہ دی جاتی ہے وہ اگرچہ ان رقوم کے مجموعہ سے دی جاتی ہے، جو بنک میں موجود ہوتی ہے، لیکن بنک میں موجود رقوم ساری کی ساری سودی نہیں ہوتی ہیں، بلکہ اس میں کئی قسم کی رقمیں مخلوط ہوتیں ہیں، بنک میں موجود وہ رقوم بھی ہوتی ہیں جو لوگوں نے اپنے کھاتوں میں جمع کروائی ہوئی ہیں، یعنی بنک نے وہ قرض کے طور پر لی ہوئی ہیں، اور وہ رقوم بھی ہوتی ہیں، جو بنک مالکان کا اصل سرمایہ ہیں، اور وہ رقوم بھی ہوتی ہیں، جو بطور سود کے حاصل کی گئی ہیں، لیکن بنک میں جمع شدہ ان مخلوط رقوم میں اکثر پہلی دو قسم کی ہوتی ہیں، اور آخری قسم کی رقم ان کی بہ نسبت کم ہوتی ہے اس لئے بنک میں موجود رقوم میں اکثر رقوم حلال ہوتی ہیں، لہٰذا اگر اس مجموعی مخلوط رقم سے ایسے ملازم کو تنخواہ دی جاتی ہے جس کا سودی معاملات سے کسی قسم کا تعلق نہیں تو اس کیلئے ملازمت اور اس سے حاصل ہونے والی تنخواہ حرام اور ناجائز نہیں البتہ بہتر یہی ہے کہ بنک کی ایسی ملازمت بھی اختیار نہ کی جائے، لہٰذا بہتر یہی ہے کہ وہ کسی دوسرے حلال ذریعۂ معاش کو تلاش کرنے کے بعد بنک کی اس ملازمت کو ترک کردے، لیکن بعض علماء کرام کی رائے کے مطابق چونکہ بنک کی چوکیداری کی ملازمت اختیار کرنے کی گنجائش ہے اس لئے اس ملازمت سے حاصل ہونے والی آمدنی ناجائز اور حرام نہیں۔

متفرقات

تین طلاقوں کا حکم اور انکے کلمات

ایک شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ

۱۔ میں تمہیں طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں، طلاق دیتا ہوں۔ یا

۲۔ میں نے تمہیں طلاق دی، طلاق دی، طلاق دی۔ یا

۳۔ تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ یا

۴۔ تجھے طلاق دی، طلاق، طلاق۔ یا

۵۔ طلاق، طلاق، طلاق۔ یا

۶۔ میں نے طلاق دیدی، طلاق دیدی، طلاق دیدی۔

ان صورتوں میں سے ہر صورت میں تین طلاق واقع ہو جاتی ہے اور حرمتِ مغلظہ ثابت ہو جاتی ہے جسکے بعد رجوع درست نہیں اور حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح بھی درست نہیں۔

خضاب کے مسئلہ کی تفصیل

خضاب کے مسئلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱۔ سیاہ رنگ کے سوا دوسرے رنگوں کا خضاب علماءِ مجتہدینؒ کے نزدیک جائز بلکہ مستحب ہے۔

۲۔ سرخ خضاب خالص مہندی کا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل ہو مسنون ہے۔

۳۔ خالص سیاہ خضاب میں درج ذیل تین صورتیں ہیں۔

الف۔ مجاہد و غازی بوقتِ جہاد لگائے تا کہ دشمن پر رعب ظاہر ہو یہ باجماعِ ائمہ و باتفاقِ مشائخ جائز ہے۔

ب۔ کسی کو دھوکہ دینے کے لئے سیاہ خضاب کریں جیسے مرد عورت کو یا عورت مرد کو دھوکہ دینے اور اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لئے سیاہ خضاب لگائے یا کوئی ملازم اپنے آقا کو دھوکہ دینے کے لئے اس طرح کرے یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

ج۔ صرف زینت کی غرض سے خالص سیاہ خضاب لگائے تاکہ اپنی بی بی کو خوش کرے اس میں اختلاف ہے، جمہور آئمہ و مشائخ اس کو مکروہ فرماتے ہیں اور حضرت امام ابو یوسفؒ اور بعض دیگر مشائخ جائز قرار دیتے ہیں احادیث میں ممانعت اور سخت وعید کے پیش نظر فتویٰ اسی پر ہے کہ یہ صورت مکروہ ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، کتاب جواہر الفقہ ۲ : ۴۲۷)

خالص سیاہ خضاب کا حکم برائے خواتین

عورت اگر زینت کے لئے اور شوہر کو خوش کرنے کے لئے خالص سیاہ خضاب لگائے تو اس کی گنجائش ہے۔

خواتین کا تبلیغ کے لئے نکلنے کا شرعاً حکم:

خواتین کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور بلا ضرورتِ شدیدہ گھروں سے باہر نہ نکلیں کیونکہ عورتوں کے باہر نکلنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے اس لئے حضراتِ فقہاءِ کرام نے بلا ضرورت عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے منع فرمایا ہے البتہ اگر ضروریاتِ دین مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کے مسائل گھر میں معلوم نہ ہو سکیں تو اس کے لئے عورت حدودِ شرعیہ میں رہتے ہوئے باہر نکل سکتی ہے۔ (کمافی الطحطاوی)

لیکن عورتوں کے لئے باہر نکل کر تبلیغ کرنا کچھ ضروری نہیں البتہ آج کل چونکہ فتنہ کا دور ہے اور بے دینی تیزی سے بڑھ رہی ہے خاص طور پر عورتوں میں بے دینی بہت ہو گئی ہے اس لئے عورتیں مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کرتے ہوئے کبھی کبھی تبلیغ کے لئے چلی جایا کریں تو اس کی گنجائش ہے لیکن اگر وہ ان شرائط کی رعایت نہ رکھیں تو ان کا تبلیغ میں نکلنا بھی جائز نہیں۔

وہ شرائط درج ذیل ہیں

۱۔ سرپرست یا شوہر کی اجازت ہو۔

۲۔ محرم یا شوہر کے ساتھ ہو۔

۳۔ مکمل شرعی پردہ ہو۔

۴۔ زینت یا بناؤ سنگھار کر کے یا خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔

۵۔ عورتیں جس گھر میں ٹھہریں وہاں پردے کا مکمل انتظام ہو اور مردوں کا کوئی عمل دخل نہ ہو۔

۶۔ دورانِ تعلیم عورتوں کی آواز غیر محرم نہ سنے۔

۷۔ اولاد اور متعلقین کے حقوق پامال نہ ہوں۔

۸۔ عورتوں پر عمومی تبلیغ کو فرض نہ قرار دیا جائے۔

۹۔ جو دیندار عورتیں گھر میں رہیں انہیں کمتر اور دین سے محروم نہ سمجھا جائے۔

۱۰۔ تعلیم میں غیر تحقیقی اور غیر شرعی باتیں بیان نہ کی جائیں۔

۱۱۔ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

الحمد للہ

اللہ کے فضل سے مسائل کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچی۔
اب اخلاقیات کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

(حصہ دوم)

باطنی مسائل

یعنی

اخلاقیات

باطنی مسائل

یعنی

اخلاقیات

ایک مسلمان بحیثیتِ مسلمان ہونے کے اور بندۂ خدا ہونے کی حیثیت سے جن باتوں کا مکلف ہے ان میں سے کچھ تو ظاہری بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ باطن سے متعلق ہیں ظاہر کے اعمال سے علمِ فقہ بحث کرتا ہے اور باطن کے اعمال سے علمِ تصوف وسلوک بحث کرتا ہے پھر ظاہری اعمال میں سے کچھ تو اوامر ہیں یعنی جن کا حکم ہے نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ اور حج ادا کرو ،نکاح اس طرح کرو خرید وفروخت اس طرح کرو، اور کچھ نواھی ہیں یعنی جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو، دھوکہ فریب نہ دو، چوری نہ کرو، سود نہ کھاؤ، اس طرح باطن کے کچھ اوصاف تو وہ ہیں جن کا حکم ہے کہ ان اچھے اوصاف سے اپنے باطن کو مزین کرو اخلاص ہے لِلّٰھیّت ہے اللہ اور اس کے رسول کی محبت ہے، تواضع ہے خوفِ خدا ہے اور کچھ گندے اور ناپاک اوصاف ہیں جن سے باطن کو پاک کرنے کا حکم ہے جیسے تکبر ہے، حسد ہے، ریا کاری ہے، غصہ ہے، دنیا کی محبت ہے وغیرہ اس علمِ باطن کو علمِ تزکیہ علمِ طریق علمِ احسان علمِ سلوک بھی کہتے ہیں کہ اخلاق کا تزکیہ کرنا ان کی اصلاح کرنا اور اردو میں بھی اخلاق کا لفظ استعمال ہوتا ہے بااخلاق یا بد اخلاق کہتے ہیں وہ حقیقت میں ظاہری اعمال سے متعلق ہے کہ ذرا مسکرا کر بات کر لی اندر اگر چہ بغض ہے اور غرض ہے کہ لوگوں کو بھی مسخر کر لوں ان کو اپنا بنا لوں بقول ایک بزرگ کے کہ ایسے شخص کو خوش اخلاقی کی ہوا بھی نہیں لگی یہ تو حقیقت میں ریا کاری ہے حُبِّ جاہ ہے اس کا اخلاق سے کیا تعلق اسی طرح کتابوں میں ہے کہ مہمان کا اکرام کرو اکرام تو ہو رہا ہے مگر دل میں بغض ہے اخلاق نہیں اخلاق کیا ہے یہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ علم نے آکر بتایا اللہ رب العزت تمام امتِ مسلمہ کے ظاہری وباطنی اعمال کی اصلاح فرمائے اس کی فکر کی توفیق نصیب فرمائے اور فکر اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ بُری عادتوں کی برائی دل میں نہ بیٹھ جائے اور کچھ ظاہری وباطنی اور اچھے اعمال کی فضیلت دل میں نہ بیٹھ جائے اور اس کے طریقے سامنے نہ آجائیں اس لئے پہلے کچھ ظاہری اعمال کے بارے میں لکھا جاتا ہے پھر باطنی اعمال کے بارے میں لکھا جائے گا۔

اچھی بات دوسروں کو بتانا اور بری بات سے منع کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ تم میں سے جو شخص شریعت کے خلاف کوئی کام دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روکے اور اتنا بس نہ چلے تو زبان سے منع کرے اور اگر اتنا بھی بس نہ چلے تو دل میں اس کو برا سمجھے اور دل سے برا سمجھنا ایمان کا آخری درجہ ہے۔

فائدہ: انسان کو اپنے بیوی بچوں پر اور نوکروں ملازموں پر پورا اختیار اور کنٹرول ہے ان کو زبردستی نماز پڑھانی چاہئے ان کے پاس اگر کوئی تصویر ملے یا کوئی بیہودہ اور غلط کتاب نظر آئے تو ان کو توڑ پھوڑ دینا چاہئے ان کو ایسی چیزوں کے لئے یا پٹاخوں اور پتنگوں وغیرہ کے لئے پیسے نہیں دینا چاہئے۔

مسلمان کا عیب چھپانا:

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا عیب چھپائیں گا اور جو کسی کے عیب کو ظاہر کردے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کھول دیں گے یہاں تک کہ کبھی گھر بیٹھے اس کو ذلیل اور رسوا کر دیتے ہیں۔

فائدہ: جہاں تک ہو سکے اپنی زبان کو قابو میں رکھا جائے اور کسی کے عیب کو ظاہر نہ کیا جائے۔

ماں، باپ کو خوش رکھنا:

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں، باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے حضرت معاذؓ کی حدیث میں روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں اس بات کا حکم دیں کہ اہل و عیال یا مال سے علیحدہ ہو جاؤ۔

مرقاۃ شریف شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ مبالغہ اور کمالِ اطاعت کا بیان ہے اور مقصود تاکید کرنا ہے ورنہ اصل حکم کے لحاظ سے لڑکے کے لئے والدین کے حکم کی وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں اگرچہ ماں باپ کو بیوی کے طلاق نہ دینے سے سخت تکلیف ہو کیونکہ ماں باپ سے وہ تکلیف دیکھی نہیں جاتی جو طلاق دینے کے بعد ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ دونوں کا اللہ کے حکم کے بارے میں مطیع ہوتا ہے تو اس کے لئے دو دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور ایک کا مطیع ہو تو ایک دروازہ اور اگر دونوں کی نافرمانی کرتا ہے تو دو دروازے جہنم کے کھل جاتے ہیں اور ایک کا نافرمان ہو تو ایک دروازہ اسی حدیث میں ہے کہ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کرتے ہوں۔

فائدہ: انسان کے لئے ماں باپ سے بہتر کوئی نعمت نہیں ان کی خدمت کر کے اور دعائیں لے کر دنیا اور آخرت کی بہت سی نعمتیں وہ حاصل کر سکتا ہے اور ان کی نافرمانی اور خدانخواستہ بددعا لینے کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی نعمتوں اور برکتوں سے محروم ہو سکتا ہے۔

مسلمان کا کام کر دینا:

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتے ہیں۔

فائدہ: جہاں تک ہو سکے دوسروں کے کام کرتے سے اور ان کے تعاون سے جی نہیں چرانا چاہئے۔

شرم اور بے شرمی:

حدیث میں ہے کہ شرم ایمان کی بات ہے اور ایمان جنت میں پہنچاتا ہے اور بے شرمی اور بدخوئی بری خصلت ہے اور بدخوئی دوزخ میں لے جاتی ہے۔

فائدہ: دین کے کام میں شرم نہیں کرنی چاہئے بلکہ شادی بیاہ کے موقع پر رسم و رواج سے دور رہ کر سنت کے مطابق چلنا چاہئے۔

نرمی اور سختی:

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور نرمی کو پسند کرتے ہیں اور نرمی پر ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی پر نہیں دیتے، ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ ساری بھلائیوں سے محروم رہا۔

مسلمان کا عذر قبول کرنا:

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو

قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ آئے۔
فائدہ: اگر کسی سے غلطی ہو جائے اور وہ معافی مانگے تو معاف کر دینا چاہئے۔

راستے میں سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا:

حدیث میں ہے کہ ایک شخص چلا جا رہا تھا راستے سے اس نے کانٹے دار ٹہنی نظر آنے پر ہٹا دی اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی بڑی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔
فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ راستے میں کوئی چیز پھینکنا جس سے کوئی ٹکرا کر گر جائے یا اس کو تکلیف ہو کتنی بری بات ہے۔

موت کو یاد رکھنا اور وقت کو غنیمت سمجھنا:

حدیث پاک میں ہے کہ ایک چیز کو بہت یاد کیا کرو جو ساری لذتوں کو کاٹ دے گی یعنی موت۔
ایک اور حدیث میں ہے کہ جب صبح کا وقت تم پر آ جائے تو شام کے واسطے کچھ سوچا مت کرو اور شام کا وقت جب تم پر آئے تو صبح کے واسطے کچھ مت سوچا کرو اور بیماری آنے سے پہلے ہی اپنی تندرستی سے فائدہ لے لو اور مرنے سے پہلے ہی اپنی زندگی سے کچھ پھل اٹھا لو۔
فائدہ: کسی بھی نعمت کی قدر اس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد پتہ چلتی ہے مال ہو کہ صحت ہو کہ وقت ہو کہ فراغت ہو کہ جوانی ہو اس لئے ان چیزوں کو غنیمت جان کر حقیقی وطن اور سفرِ آخرت کے لئے کچھ توشہ جو کہ اچھے اعمال ہیں جمع کر لینا چاہئے ورنہ افسوس اور پچھتاوا ہوگا اور اس کا فائدہ نہ ہوگا۔

بیمار کی عیادت کرنا:

حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان اگر کسی دوسرے مسلمان مریض کی بیمار پرسی صبح کے وقت کرے تو شام تک اور شام کے وقت کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔
فائدہ: فرشتوں کی دعا تو مقبول ہوتی ہے اس لئے کہ وہ معصوم مخلوق ہے اس لئے یہ بہت بڑی دولت ہے۔
یہ تو ظاہری وہ اعمال ہے جن کا حکم ہے اب کچھ ظاہری ان اعمال کے بارے میں لکھا جاتا ہے جن سے منع کیا گیا ہے۔

﴿ ﷲ ﴾

اللہ کے فضل سے اوصافِ حمیدہ کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔
اب اوصافِ رذیلہ کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا

حدیث پاک میں ہے کہ جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم والے پر وبال ہوتا ہے سوائے اس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے۔

فائدہ: کبھی رشتہ داری کے خیال سے یا نفسانیت کی وجہ سے دین کو پیچھے نہیں کرنا چاہئے۔

پیشاب سے احتیاط نہ کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ پیشاب سے خوب احتیاط رکھا کرو کیونکہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے۔

فائدہ: اس لئے کہ اگر وہ چھینٹیں اتنی مقدار کو پہنچ جائیں جس سے نماز درست نہیں ہوتی تو عذاب کا ہونا ظاہر ہے۔

وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا:

حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں خشک رہ گئیں تھیں تو فرمایا کہ بڑا عذاب ہے ایسی ایڑیوں کو دوزخ کا۔

فائدہ: سردی کے موسم میں خاص کر کے اہتمام سے پانی پہنچانا چاہئے۔

خواتین کا نماز کے لئے باہر نکلنا

حدیث پاک میں ہے کہ عورتوں کے لئے سب سے اچھی مسجد ان کے گھروں کے اندر کا حصہ ہے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ مسجد میں یا کہیں تراویح کے لئے عورتوں کا جانا اچھا نہیں ہاں اگر مردوں اور خواتین کا الگ الگ راستہ ہو کہ بے پردگی کا ذرّہ برابر بھی امکان نہ ہو تو جائز ہے مگر پھر بھی نہ نکلنا بہتر ہے حرم جیسی جگہ میں ان کو یہی حکم ہے۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ جب نماز جیسی عبادت کے لئے گھر سے نکلنا اچھا نہیں تو فضول ملنے ملانے یا رسموں کو پورا کرنے کے لئے گھر سے نکلنا کتنا برا ہوگا۔

نمازی کے سامنے سے نکل جانا:

حدیث پاک میں ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والے کو اس کے گناہ کا علم ہوتا تو چالیس سال اس کے لئے کھڑا ہونا بہتر ہوتا سامنے سے نکلنے سے۔
فائدہ: لیکن اگر نمازی کے آگے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے سامنے سے گزرنا درست ہے۔ جسکی تشریح مسائل متفرقہ کے تحت ہو چکی ہے۔

نمازی کا ادھر ادھر دیکھنا:

حدیث پاک میں ہے کہ تم نماز میں اوپر نہ دیکھا کرو کبھی تمہاری نگاہ چھین لی جائے۔

نماز کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ جب اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گا تو وہ اس پر سخت ناراض ہونگے۔

اپنی جان کو یا اولاد کو بددعا دینا:

حدیث پاک میں ہے کہ نہ تو اپنے لئے بددعا کیا کرو نہ اپنی اولاد کے لئے نہ اپنی خدمت کرنے والے کے لئے اور نہ اپنے مال و متاع کے لئے کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا دینے کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہو کہ اس میں خدا سے جو مانگو اللہ تعالیٰ وہی کر دیں۔

حرام کمائی:

۱۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا جہنم ہی اس کے لائق ہے۔
۲۔ حدیث پاک میں ہے کہ جو کوئی کپڑا دس درہم کا خریدے اور اس میں ایک درھم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائینگے۔

دھوکا دینا:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ہم لوگوں سے دھوکہ بازی کرے وہ ہم سے نہیں۔

فائدہ: دھوکا چاہے کسی چیز کے بیچنے میں ہو یا کسی اور معاملہ میں سب برا ہے۔

قرض ادا نہ کرنا:

ا۔حدیث پاک میں ہے کہ قرض دو طرح کا ہوتا ہے جو شخص مرجائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار ہوں اور جو شخص مرجائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی نہ ہو اس شخص کی نیکیوں سے لیا جائے گا اور اس روز دینار اور درھم کچھ نہ ہوگا۔

فائدہ: مددگار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا بدلہ اتار دونگا۔

۲۔حدیث پاک میں ہے کہ قدرت والے کا ٹالنا ظلم ہے۔

فائدہ: جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ قرض والے کو یا مزدور اور نوکر چاکر کو خواہ مخواہ دوڑاتے ہیں جھوٹے وعدے کرتے ہیں کہ کل آنا، پرسوں آنا، یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

سود لینا، دینا:

سود کی حرمت قرآن وحدیث کی روشنی میں ذکر کی جاتی ہے:

سود کی حرمت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وحرّم الربوا** اور اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے سود کی حرمت نازل ہونے پر بقیہ سود کے وصول کرنے کی ممانعت کردی گئی تھی اور اس کو گویا ایمان کی شرط قرار دیا گیا تھا **وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مومنین** اور جو سود کا بقایا ہے اسکو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔ دوسری جگہ:

سورۃ بقرۃ آیت صفحہ ۲۷۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں (یعنی لیتے ہیں) نہیں کھڑے ہونگے (قیامت میں قبروں سے) مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص جس کو شیطان نے خبطی بنادیا ہو لپٹ کر (یعنی حیران ومدہوش)۔

حدیث پاک میں ہے کہ کھڑے ہونے سے مراد محشر میں قبر سے اٹھنا ہے کہ سود خور جب قبر سے اٹھے گا تو اس پاگل ومجنوں کی طرح اٹھے گا جس کو کسی شیطان نے حیران ومدہوش کردیا ہو۔

یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ سود خور محشر میں پاگل یا مجنوں ہو کر اٹھیں گے بلکہ دیوانہ پن یا بے ہوشی کی ایک خاص صورت کا ذکر کیا ہے کہ جیسے کسی کو شیطان نے

لپٹ کر مدہوش کر دیا ہوا شارہ اس طرف ہوسکتا ہے کہ مدہوش اور مجنوں تو بعض اوقات چپ چاپ پڑا ہی رہتا ہے ان کا یہ حال نہ ہوگا بلکہ شیطان کے مدہوش بنائے ہوؤں کی طرح بکواس کرنے اور دوسری مجنونانہ حرکتوں کی وجہ سے پہچانے جائینگے اوراس طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے کہ بیماری سے بے ہوش یا مجنون ہوجانے کے بعد چونکہ احساس بالکل ختم ہوجاتا ہے اس کو تکلیف یا عذاب کا احساس بھی نہیں رہتا اس کا یہ حال نہ ہوگا بلکہ جادو اور آسیب میں مبتلا شخص کی طرح تکلیف اور عذاب کو پوری طرح محسوس کرے گا۔

فائدہ: آیت میں سود کھانے کا ذکر ہے اور مراد سود لینا اوراس کا استعمال کرنا ہے خواہ کھانے میں استعمال کرے یا مکان اوراس کے فرنیچر میں۔ (معارف القرآن جلد نمبر ا صفحہ ۶۴۸)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

یا ایھا الذین امنو لا تا کلون الربوا الخ. اے ایمان والوں سود کئی کئی حصہ بڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہوتا کہ تم فلاح پاؤ اوراس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی سب سے زیادہ خوفناک آیت اسی کو فرمایا کرتے تھے اور آیت نمبر ۲۷۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں کبھی تو دنیا میں ہی سب برباد ہوجاتا ہے ورنہ آخرت میں یقینی بربادی ہے کیونکہ وہاں اس پر عذاب ہوگا اور برخلاف اس کے صدقہ دینے میں گو فی الحال مال گھٹتا معلوم ہوتا ہے لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتے ہیں کبھی تو دنیا میں ورنہ آخرت میں تو یقیناً بڑھتا ہے کیونکہ وہاں اس پر بہت سا ثواب ملے گا۔

(بیان القرآن)

یہاں یہ بات سمجھنی چاہئے کہ آیت میں سود کو مٹانے اور صدقات کو بڑھانے کا کیا مطلب ہے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ بڑھانا اور گھٹانا آخرت کے متعلق ہے کہ سود خور کو اس کا مال آخرت میں کچھ کام نہ آئے گا بلکہ اس پر وبال بن جائے گا اور صدقہ وخیرات کرنے والوں کا مال آخرت میں ان کے لئے ابدی نعمتوں اور راحتوں کا ذریعہ بنے گا اس میں تو شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور عام مفسرین نے فرمایا ہے کہ سود کا مٹانا اور صدقہ کا بڑھانا آخرت کے لئے تو ہے ہی مگر اس کے کچھ آثار دنیا میں شامل ہوجاتے ہیں بعض اوقات تو وہ مال خود ہلاک وبرباد ہوجاتا ہے اور پچھلے مال کو بھی ساتھ لے جاتا ہے جیسے کہ جوئے اور سٹہ کے بازاروں میں اس کا ہمیشہ مشاہدہ ہوتا رہتا ہے کہ بڑے بڑے کروڑ پتی اور سرمایہ دار دیکھتے دیکھتے دیوالیہ اور فقیر بن جاتے ہیں بغیر سود

کے تجارتوں میں بھی نفع ونقصان کے احتمالات رہتے ہیں اور بہت سے تاجروں کو نقصان بھی کسی تجارت میں ہوتا ہے لیکن ایسا نقصان کہ کل کروڑ پتی تھا آج ایک پیسہ کی بھیک کا محتاج ہے یہ صرف سود اور سٹہ کے بازاروں میں ہوتا ہے اور تجربہ کاروں کے بے شمار بیانات اس بارے میں مشہور و معروف ہیں کہ سود کا مال فوری طور پر کتنا ہی بڑھ جائے لیکن وہ عموماً پائیدار اور باقی نہیں رہتا جس کا فائدہ اولاد اور نسلوں میں چلے اکثر کوئی نہ کوئی آفت پیش آ کر اس کو برباد کر دیتی ہے حضرت معمرؒ ایک بزرگ گزرے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ سود خود پر چالیس سال گزرنے نہیں پاتے کہ اس پر گھاٹا آ جاتا ہے۔

سودی مال فوائد وثمرات سے محروم رہتا ہے:

اور اگر ظاہری طور پر مال ضائع اور برباد نہ بھی ہو تو اس کے فوائد وثمرات وبرکات سے محرومی تو یقینی بات ہے کہ مال ودولت کے فوائد وثمرات وہ راحت وعزت ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ جس طرح مجھے حاصل ہوئی ہے میری اولاد اور متعلقین کو بھی حاصل ہو اور سود خور کا مال کتنا ہی بڑھ جائے افسوس کہ وہ راحت وعزت سے ہمیشہ محروم رہتا ہے وہ بڑھنا ایسا ہے کہ انسان کا بدن ورم وغیرہ سے بڑھ جائے ورم کا بڑھنا بھی تو بدن کا بڑھنا ہے مگر کوئی سمجھدار انسان اس بڑھنے کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ زیادتی موت کا پیغام ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

یہاں شاید کسی کو شبہ ہو کہ آج تو سود خوروں کو بڑی سی بڑی راحت وعزت حاصل ہے کہ وہ کوٹھیوں بنگلوں کے مالک ہیں عیش وآرام کے سارے سامان مہیا ہیں کھانے پینے پہننے اور رہنے کی ضروریات بلکہ فضولیات بھی سب ان کو حاصل ہیں نوکر چاکر اور شان وشوکت کے تمام سامان موجود ہیں لیکن غور کیا جائے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ سامانِ راحت اور راحت میں بڑا فرق ہے سامانِ راحت تو فیکٹریوں اور کارخانوں میں بنتا ہے اور بازاروں میں بکتا ہے وہ سونے چاندی کے بدلے حاصل ہو سکتا ہے لیکن جس کا نام راحت ہے وہ نہ کسی فیکٹری میں بنتی ہے نہ کسی منڈی میں بکتی ہے وہ ایک ایسی رحمت ہے جو براہِ راست حق تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے وہ بعض اوقات ہزاروں سامان کے باوجود حاصل نہیں ہوگی۔

سودخوروں کے حالات کا جائزہ:

یہ بات سمجھ لینے کے بعد سودخوروں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو ان کے پاس سب کچھ نظر آئے گا مگر راحت نام کی چیز نہ ملے گی وہ اپنے کروڑ کو ڈیڑھ کروڑ اور ڈیڑھ کروڑ کو دو کروڑ بنانے میں ایسے مست نظر آئینگے کہ نہ ان کو اپنے کھانے پینے کا ہوش ہے نہ اپنے بیوی بچوں کا کئی کئی مل چل رہی ہیں دوسرے ملکوں سے جہاز آرہے ہیں اسی فکر میں صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے افسوس ہے کہ ان دیوانوں نے سامانِ راحت کو راحت سمجھ لیا ہے اور حقیقت میں راحت سے وہ میلوں دور ہیں۔

صدقہ خیرات کرنے والوں کا جائزہ:

اس کے بالمقابل صدقہ خیرات کرنے والوں کو دیکھئے کہ ان کو کبھی اس طرح مال کے پیچھے حیران و سرگرداں نہ پائیں گے ان کو راحت کے سامان اگرچہ کم حاصل ہوں مگر سامان والوں سے زیادہ اطمینان اور سکونِ قلب جو اصلی راحت ہے ان کو حاصل ہوئی دنیا میں ہر انسان اس کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیات میں جو ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے یہ مضمون آخرت کے اعتبار سے تو بالکل صاف ہے دنیا کے اعتبار سے بھی اگر ذرا حقیقت سمجھنے کی کوشش کی جائے تو بالکل کھلا ہوا ہے یہی مطلب ہے اس حدیث کا جو مسندِ احمد اور ابنِ ماجہ میں مذکور ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے مگر اس کا نتیجہ آخر کار کمی ہی ہے۔

سود اللہ تعالیٰ سے اعلانِ جنگ ہے:

اس کے بعد آیت ۲۷۹ سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ اس حکم کی مخالفت کرنے والوں کو سخت وعید سنا رہے ہیں جس کا مضمون ہے کہ اگر تم نے سود کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو یہ ایسی سخت وعید ہے کہ کفر کے سوا اور کسی بڑے سے بڑے گناہ پر قرآن میں ایسی وعید نہیں آئی اسی طرح حدیث پاک میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر اور سود دینے والے پر اور سود کا کاغذ لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی

ہے۔اور انسان جب احکم الحاکمین سے اعلانِ جنگ کر لے اور اپنے کو اللہ تعالیٰ کے غضب وقہر کا مستحق بنادے تو پھر کہاں سے حالات درست ہونگے آج ساری امتِ مسلمہ سنگین حالات سے دو چار ہے آج ہم نے آپ پر غور کیا ہے؟ ضرورت ہے اپنی عقلوں سے پردے ہٹانے کی دلوں کی قساوت اور سختی دور کرنے کی۔اور آنکھوں سے آنسو بہا کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی۔اور ہر گناہ خصوصاً سود کے گناہ سے توبہ کرنے کی اور آئندہ اپنے کو اور دوسرے مسلمانوں کو اس سے بچانے کی ورنہ مزید تباہی وبربادی اور حالات کے سنگین ہونے کا خطرہ بلکہ یقین ہے۔

اور احادیث کی روشنی سود کی برائی ملاحظہ فرمایئے سود حرام ہے اور جسم غذا سے نشو نما پاتا ہے اور جو گوشت پوست حرام مال سے نشو نما پائے گا جہنم کی آگ ہی اس کے لئے زیادہ لائق ہے حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ جس کا گوشت حرام مال سے پیدا ہوا آگ اس کے لئے زیادہ لائق ہے۔ (بیہقی)

سود زنا سے زیادہ بڑا گناہ ہے:

حضرت عبیداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کے حضورﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درھم جو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے ۳۶ مرتبہ زنا سے زیادہ سخت ہے۔(دارِ قطنی ومسندِ احمد)

سودی کام میں ہر قسم کا تعاون حرام ہے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے سود کھانے والے کھلانے والے اور لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (رواہ مسلم وغیرہ)

سود کا ادنیٰ ماں سے زنا ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضورﷺ نے فرمایا کے سود کے ستر اجزاء ہے جن میں سب سے ہلکا یہ ہے کے آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔ (ابنِ ماجہ، بیہقی)

سود کے شبہ سے بچنا ضروری ہے:

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ آخری آیت سود کی نازل ہوئی اور اس کے تفصیلی احکام بیان فرمانے سے قبل آپﷺ دنیا سے رخصت ہوگئے لہٰذا سود اور سود کے شبہ دونوں کو چھوڑ دو۔ (ابنِ ماجہ، دارمی)

صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں شبهة الربوا مانعة كحقيقة الربوا یعنی سود کا شبہ بھی حقیقی سود کی طرح حرام ہے۔

سود ظلم ہے:

شیخ ابوزہرؒ فرماتے ہیں کہ سود کا معاملہ کوئی انسان بھی کرے حرام ہے اس لئے کہ یہ ظلم ہے ظلم سب کے لئے حرام ہوتا ہے ایک حدیثِ قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام قرار دیا ہے اور تمھارے درمیان بھی اسے حرام رکھا ہے لہذا آپس میں ظلم کا معاملہ نہ کرو۔ (تحریم الربوٰ تنظیم اقتصادی ص۱۲)

سودی لین دین محبتوں کی قینچی ہے:

سید قطب شہیدؒ فرماتے ہیں کہ اسلام نے جس طرح معاشرے کے درمیان محبت کا خاص خیال رکھا ہے افراد کی اخلاقی پاکیزگی کا بھی خاص خیال رکھا ہے اگر کوئی فرد سود لیتا ہے تو وہ حسنِ اخلاق سے کورا اور زندہ اور باشعور ضمیر سے خالی ہوتا ہے اور جو جماعت اس کو اختیار کرتی ہے تو اس کے درمیان سے باہمی محبت اور میل جول رخصت ہو جاتا ہے۔ (ظلال القرآن ج۳ ص ۳۴)

سود خوری دل کی سختی کا سبب ہے:

شیخ عبدالحق دہلویؒ فرماتے ہیں کے ہر فعل کی انسان کی روح پر تاثیر ہوتی ہے اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سود خوری سے دل پر سختی اور روپے کی محبت اور بزدلی اس درجہ ہوتی ہے کہ اس کا بیان نہیں۔ (تفسیرِ حقانی جلد۳ ص۱۹)

آیئے ہم عزم کریں کہ ہم نے سود خوری کی وجہ سے جس ذات سے اعلانِ جنگ کر رکھا ہے خود بھی اس سے توبہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اس سے توبہ کراتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری توبہ کو قبول فرمائیں۔ (آمین یارب العالمین)

کسی کی زمین دبالینا:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص ایک بالشت بھی زمین کسی کی ناحق دبالے یعنی اس کے مالک کی رضامندی کے بغیر اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھائے اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جائے گا۔

مزدوری کا فوراً نہ دینا:

حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کرونگا اس میں سے ایک وہ شخص بھی ہے کہ جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور اس سے کام پورا لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

عورت کا باریک کپڑا پہننا:

حدیث میں ہے کہ بعض عورتیں نام کو تو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں ننگی ہیں ایسی عورتیں جنت میں نہ جائینگی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائینگی۔

غیر محرموں کے سامنے عورت کا عطر لگانا:

حدیث پاک میں ہے عورت اگر عطر لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ہے یعنی بدکار ہے۔

عورتوں کو مردوں کی سی وضع اور صورت بنانا:

حضور اکرم ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں جیسا لباس پہنے۔

فائدہ: اس کے متعلق تفصیلی مضمون لباس اور پردے کے بیان میں ملاحظہ ہو۔

شان دکھلانے کے لئے کپڑا پہننا:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں نام ونمود کے لئے کپڑا پہنے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنا کر پھر اس میں دوزخ میں آگ لگا ئینگے۔

فائدہ: مطلب ہے کہ جو اس نیت سے کپڑا پہنے کہ میری خوب شان بڑھے سب کی نگاہ میرے ہی اوپر پڑے خاص کر خواتین میں یہ مرض بہت ہے۔

کسی پر ظلم کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کسے کہتے ہیں انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو آپ

ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ بہت لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوگا کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھالیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئی کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائینگی تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائینگے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (لے کر تو آیا تھا نیکیوں کے پہاڑ اور لے جا رہا ہے گناہوں کے پہاڑ، یہ شخص حقیقی مفلس ہے)

کسی کی دولت یا نقصان پر خوش ہونا:

حدیث پاک میں ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی ظاہر مت کرو اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم کرینگے اور تم اس میں پھنس جاؤ گے۔

صغیرہ (چھوٹے چھوٹے) گناہ کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے کو بہت بچاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا مواخذہ اور گرفت کرنے والا بھی موجود ہے۔

فائدہ: یعنی فرشتہ ان کو بھی لکھتا ہے پھر قیامت میں حساب ہوگا اور عذاب کا ڈر ہے۔

رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا:

حدیث میں کہ ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادت درگاہِ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا۔

پڑوسی کو تکلیف دینا:

حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔

کسی کی باتوں کو چھپ کر سننا:

حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کی باتوں کی طرف کان لگائے اور وہ لوگ ناگوار سمجھیں

قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا۔

غصہ کرنا:

ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو مجھ کو جنت میں داخل کردے آپ نے فرمایا غصہ مت کیا کرو اور تیرے لئے جنت ہے۔

فائدہ: نفسِ غصہ تو اچھی چیز ہے اگر موقع پر ہو جس شخص کو غصہ کی بات پر بھی غصہ نہ آئے وہ انسان نہیں ہو سکتا ہاں غصہ کو بلا موقع کرنا یا ضرورت سے زیادہ کر دینا آدمی کو دوزخ میں لے جاتا ہے۔

نوٹ: غصہ کی مزید مذمت اور اسکا علاج آگے آرہا ہے۔

کسی پر لعنت کرنا:

۱۔ حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے کہ جیسا اس کو قتل کر ڈالا۔

۲۔ اور فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو اولاً وہ لعنت آسمان کیطرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے بند کر لیئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف آتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہو تو خیر ورنہ اس کہنے والے پر پڑتی ہے۔

فائدہ: خاص کر عورتوں کو یہ عادت ہوتی ہے کہ سب پر خدا کی مار خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں کسی کو بے ایمان کہتی ہیں بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا کسی چیز کو سب گناہ ہے۔

کسی مسلمان کو ڈرانا:

۱۔ حدیث پاک میں ہے کہ کسی مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کو ڈرانا حلال نہیں۔

۲۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی طرف نگاہ بھر کر دیکھے اس طرح کہ وہ ڈر جائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو ڈرائینگے۔

فائدہ: اگر کسی خطا اور قصور پر ہو تو ضرورت کے موافق درست ہے۔

غیبت کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائینگے اور اس سے کہا جائے گا کہ

جیسا تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردہ کو بھی کھا پھر وہ شخص اس کو کھائے گا اور منہ بنائے گا اور شور مچاتا جائے گا اور فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ غیبت کرنے والے کی ساری نیکیاں اس شخص کو اللہ تعالیٰ دے دینگے جس کی غیبت کی گئی ہے۔

فائدہ: آج کل ہمارے معاشرے میں یہ ایسی مصیبت پھیل گئی ہے کہ جہاں دو چار آدمی جمع ہوئے کسی کی برائی شروع ہوگئی اور اس کی وجہ فضول گوئی ہے کہ فضول باتیں کرتے ہیں پھر کسی کے بارے میں بات نکل آتی ہے اس لئے بزرگوں نے تو فرمایا کہ کسی کی تعریف بھی نہ کرو تعریف کرتے کرتے شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ وہ بہت اچھا ہے مگر یہ بات اسکے اندر نہ ہوتو کتنا اچھا ہو اور مصیبت تو یہ ہے کہ اس کا گناہ ہونا بھی پتہ نہیں چلتا اور بڑے بڑے اللہ والوں کو شیطان اس میں مبتلا کردیتا ہے اللہ تعالیٰ تمام امتِ مسلمہ کو اس سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)۔

کسی پر بہتان لگانا:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے کہ اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو جہنمیوں کے لہو اور پیپ کے جمع ہونے کی جگہ رہنے کو دینگے یہاں تک کہ اپنے کہنے سے باز آئے اور توبہ کرے۔

تکبر کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہ جائے گا۔

نوٹ: تکبر کی مزید مذمت اور اسکا علاج آگے آرہا ہے۔

جھوٹ بولنا:

حدیث پاک میں ہے کہ تم سچ بولنے کے پابند رہو کیونکہ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اور سچ اور نیکی دونوں جنت میں لے جاتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے بچا کرو کیونکہ جھوٹ بولنا بدی کا راستہ دکھلاتا ہے اور جھوٹ اور برائی دونوں جہنم میں لے جاتے ہیں۔

ہر ایک کے منہ پر اس کی سی بات کہنا:

حدیث پاک میں ہے کہ جس شخص کے دو منہ ہونگے اس کے منہ پر اس کی بات کہی اور اس

کے منہ پر اس کی بات کہی تو قیامت میں اس کی آگ کی دو زبانیں ہونگی۔

وعدہ خلافی اور خیانت کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں (یعنی یہ صورتیں شرک اور کفر کی بات ہے) اور جس کو وعدہ کا خیال نہیں اس میں دین نہیں۔

کتا پالنا یا تصویر رکھنا:

حدیث پاک میں ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

فائدہ: کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنے کی اجازت ہے اسی طرح شکار کرنے کے لئے اسی طرح جانوروں کی حفاظت کے لئے باقی ویسے ہی کتا رکھنا اسی طرح تصویر والی کوئی بھی چیز چاہے وہ اخبار ہو یا کھلونے ہوں یا سیڈیاں ہوں سب رحمت کے فرشتوں کو نکالنے والی چیزیں ہیں اور جب رحمت کے فرشتے نہیں ہونگے تو بیماریاں اور پریشانیاں لازمی چیز ہیں اللہ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

بلا اور مصیبت پر صبر کرنا:

حدیث پاک میں ہے کہ مسلمان کو جو دکھ مصیبت، بیماری اور رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ کسی فکر میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے ان سب میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

توبہ اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ سے ڈرو اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اس کی وجہ سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو جو عذاب کے واقعات گناہوں پر آئے ہیں ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہیں اس کی بھی قضا کرے اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ان سے معاف کرالے یا ادا کر دے اور رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے مگر گناہ پر ندامت، گناہوں کو چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا یہی توبہ کی شرائط ہیں اور جو آدمی اپنی حالت پر غور کرے گا اور دیکھے گا کہ ہر وقت کوئی بات گناہ کی ہو جاتی تو ایسی توبہ کو ہر

وقت ضروری سمجھے گا اللہ تعالیٰ تمام امتِ مسلمہ کو اپنا خوف اور گناہوں سے توبہ اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو اور امید ایسی اچھی چیز کہ اس سے نیک کاموں کے لئے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت ہو جاتی ہے۔

طریقہ یہ ہیکہ اللہ کی رحمت کو یاد کرے اور سوچا کرے۔

شکر اور اس کا طریقہ

شکر کا خلاصہ:

نعمت پر زبان سے الحمد اللہ کہنا اور اس کو اللہ کی طرف سے سمجھنا اور اللہ کی نعمتوں سے خوش ہو کر اس کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی ایسی نعمتیں دیتے ہیں تو ان کی خوب عبادت کی جائے اور ایسی نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے باوجود اسکے کہ ہم اس کے مستحق بھی نہیں ہیں یہ شکر کا خلاصہ ہے اور یہ بہت عجیب نعمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں و قلیل من عبادی الشکور یعنی میرے شکر گزار بندے بہت کم ہیں اور یہ نعمت بہت سی بلاؤں سے انسان کو محفوظ رکھتی ہے حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحیؒ صاحب فرماتے ہیں کہ شکر گزار بندہ کبھی متکبر نہ ہوگا کیونکہ شکر اسی وقت ادا ہوتا ہے کہ حق سے زیادہ کوئی چیز دیدی اگر کوئی قرضہ واجب ادا کرے تو کوئی اس کا شکر ادا نہیں کرتا کیونکہ اس پر حق تھا لیکن اگر کوئی زیادہ دے تو اس پر شکر ادا کیا جاتا ہے تو شکر میں جب اپنے استحقاق کی نفی کر دی کہ میں مستحق نہ تھا تو تکبر ختم ہو گیا شیطان نے جنت سے نکالے جاتے وقت یہ بات کہی تھی لَاٰتِیَنَّھُمْ یعنی میں ان کو گمراہ کرونگا آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اور آپ انمیں سے اکثروں کو شکر گزار نہیں پائینگے شیطان کا انسان پر بہت بڑا داؤ یہ ہے کہ ہم کو ناشکرا بنادے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو بھی نہیں کر سکتے اور شکر پر بھی شکر کرنا چاہئے تا کہ اور مزید توفیق ہو اور ناشکری کرنے سے وہ نعمت سلب ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر شکر کرو گے نعمت میں اضافہ کرونگا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت

ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شکر گزار بنائے اور ناشکری سے ہماری اور پوری امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ:

ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور ارادے کے بغیر نہ کوئی نفع حاصل کرتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے جب بھی کوئی کام کرے نظر اللہ تعالیٰ پر ہونی چاہئے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے مگر تدبیر ضرور کرے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے مگر یہ سمجھنا چاہئے کہ کام پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اگر وہ چاہیں گے تو تدبیر اثر کرے گی ورنہ نہیں اور کسی مخلوق سے امید نہیں رکھنا چاہئے نہ کسی سے خوف رکھنا چاہئے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کا اور مخلوق کے فانی ہونے کا خوب تصور کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ:

اللہ تعالیٰ کی طرف دل کا کھنچنا اور اللہ تعالیٰ کا کلام سننے اور اس کی قدرت کے کاموں کو دیکھ کر دل کو لطف آنے کا نام محبت ہے۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے اور اس کی صفات اور خوبیوں کا تصور کرے اسی طرح اس بات کو سوچے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے سے محبت ہے۔

خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر راضی رہنا اور اس کا طریقہ:

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اس میں بندے کا فائدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان سے ماں سے بھی ستر گنا زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انسان کا نقصان کیسے چاہینگے نہ گھبرانا چاہئے نہ کوئی شکوہ شکایت کرنا چاہئے۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ یہ تصور کرے اور سوچے کہ جو کچھ ہوتا ہے سب سے بہتر ہے۔

اخلاص اور بدنیتی:

ایک شخص نے پکار کر پوچھا کہ یارسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ نیت کو خالص رکھنا یعنی جو کام کرے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے کرے۔

حدیث پاک میں ہے کہ سارے کام نیت کے اعتبار سے ہیں اگر اچھی نیت ہے تو نیک کام

پر ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص سنانے کے لئے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی عیب سنوائینگے اور جو شخص دکھانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب دکھلائینگے اور فرمایا کہ تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔

تواضع اور اس کا طریقہ:

حدیث پاک میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے رتبے کو بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن توڑ ڈالتے ہیں یعنی ذلیل کرتے ہیں۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ یہ تصور کرے اور اپنی اصلیت پر غور کرے کہ میری پیدائش ناپاک قطرہ سے ہوئی ہے اور انجام مٹی میں ملنا ہے اور درمیانی زندگی میں گندگی پیٹ میں اٹھا کر گھومنا ہے۔

دنیا کی بے رغبتی:

حدیث پاک میں ہے کہ دنیا کی حرص نہ کرنے سے دل کو بھی چین ملتا ہے اور بدن کو بھی آرام ملتا ہے اور فرمایا اگر دو بھوکے خونی بھیڑیئے کسی بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں جوان کو خوب چیریں پھاڑیں، کھائیں تو اتنی بربادی ان بھیڑیوں سے بھی نہیں پہنچتی جتنی بربادی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

بری عادات کی حرص اور اس سے بچنے کا طریقہ:

انسان کے بہت سے گناہ پیٹ کی وجہ سے ہوتے ہیں اس بارے میں ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔

ایک تو مزیدار کھانے کی زیادہ عادت نہ ڈالی جائے۔

اسی طرح حرام روزی سے بچنا چاہئے۔

اور حد سے زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھانا چاہئے بلکہ دو چار لقمے کی بھوک رکھ کر کھانا چاہئے اس میں بہت سے فائدے ہیں سب سے پہلے تو دل صاف رہتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے دوسرا دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے جس سے دعا اور ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے تیسرا نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی چوتھے نفس

کوتھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف دیکھ کر خدا کا عذاب یاد آتا ہے اور اس وجہ سے نفس گناہوں سے بچتا ہے پانچویں گناہ کی رغبت کم ہوتی ہے چھٹے طبیعت ہلکی رہتی ہے نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی ساتویں بھوکے اور عاجزوں پر رحم آتا ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحمدلی پیدا ہوتی ہے۔

اپنے آپ کو اچھا سمجھنے اور اترانے کی مذمت اور اس کا علاج:

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھے یا عورت، کپڑا یا زیور پہن کر اترائے اگر چہ دوسروں کو بھی برا اور کم نہ سمجھا جائے یہ بات بھی بری ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ عادت دین کو برباد کرتی ہے اور جب اپنے ظاہر کو خوبصورت بنانے کی فکر اور دھن لگ جاتی ہے تو اپنے باطن اور دل کو سنوارنے کی فکر نہیں رہتی کیونکہ جب وہ اپنے کو اچھا سمجھتا ہے تو اس کو اپنی برائیاں کبھی نظر نہ آئینگی ہاں کبھی کبھی شریعت کی حدود میں رہ کر اس طرح کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے اور اس کا علاج یہ کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے اور یہ سمجھے کہ جو باتیں میرے اندر اچھی ہیں یا جو کمال میرے اندر اچھا ہے خدا تعالیٰ کی نعمت ہے میرا کوئی کمال نہیں اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور یہ تصور کرے کہ کچھ پتہ نہیں یہ کب میرے پاس سے ختم ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کو اچھا نہیں سمجھے گا۔

تکبر کی مذمت اور اس کا علاج:

تکبر اور غرور اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے کو علم میں یا عبادت میں یا دینداری میں یا حسب و نسب میں یا مال اور ساز و سامان میں یا عزت میں یا عقل میں یا کسی بھی بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بڑا گناہ ہے حدیث پاک میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا اور دنیا والے ایسے آدمی سے دل میں نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگر چہ ڈر کے مارے ظاہر میں عزت کرتے ہیں اور ایسا شخص کسی کی نصیحت کو قبول نہیں کرتا بلکہ برا ہی مانتا ہے۔

علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی حقیقت میں غور کرے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو مانے اس وقت اپنی بڑائی دل میں نہ آئے گی اور جس کو حقیر سمجھتا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کرے تکبر دل سے نکل جائے گا اور جب کوئی چھوٹا آدمی ملے تو اس کو پہلے خود سلام کرے۔

نام اور تعریف چاہنے کی مذمت اور اس کا علاج:

جب انسان کے دل میں اس کی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کی تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے اور حسد کی مذمت آگے آتی ہے اور دوسرے شخص کی برائی اور ذلت سن کر جی خوش ہوتا ہے یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا برا چاہے اور اس جذبہ کی وجہ سے کبھی آدمی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کرتا ہے جیسے نام کے واسطے شادی بیاہ میں خوب مال اڑانا، فضول خرچی کرنا اور مال کو رشوت سے سودی قرض سے جمع کرنا اس تعریف چاہنے کی وجہ سے سارے گناہ ہوتے ہیں۔

اور دنیا کے نقصانات بھی بہت ہیں کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔

علاج اس کا یہ ہے کہ یہ سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہ میں آنے اور تعریف کروانے کے لئے کام کر رہا ہے نہ وہ رہینگے نہ میں رہونگا تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے اور یہ تصور کرے کہ لوگوں کا کیا اعتبار آج تعریف کرتے ہیں کل برائی کرینگے اصل تو یہ ہے کہ اوپر والا خوش ہو جائے اور خوش ہو کر اپنی رحمت اور دائمی انعامات نصیب فرمائے۔

بخل کی مذمت اور اس کا علاج:

بخل اور کنجوسی سے دین کا بھی نقصان ہوتا ہے اور دنیا کا بھی۔

دین کا اس طرح کہ بہت سے ایسے حق جو واجب ہیں جیسے زکوۃ، قربانی کسی محتاج کی مدد کرنا اپنے غریب رشتے داروں کا تعاون کرنا وغیرہ ادا نہیں ہو سکتے۔

اور دنیا کا نقصان یہ ہے کہ ایسا آدمی سب کی نگاہ میں ذلیل اور بے قدر ہو جاتا ہے۔

علاج اس کا یہ کہ دنیا اور مال کی محبت دل سے نکالی جائے کیونکہ جب تک مال کی محبت ہے کنجوسی دل سے نہ نکلے گی۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کو کسی کو دے دینا چاہئے اگر چہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو برداشت کرے جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نکل نہ جائے اس طرح کرے۔

دنیا کی محبت کی مذمت اور اس کا علاج:

دنیا کی محبت کی وجہ سے کئی خرابیاں وجود میں آتی ہیں ایک یہ ہے کہ جب تک دل میں رہتی ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور محبت دل میں نہیں سماتی کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی فکر لگی رہتی ہے کہ روپیہ، پیسہ کس طرح سے جمع ہو جائے، زیورات، برتن چیزیں گھر دوکان، مکان ایسے ایسے ہونے چاہیئے جب رات دن اسی فکر میں لگے رہے گا تو خدا تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں سے ملے گی۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ جب محبت دل میں جم جاتی ہے تو مر کر خدا تعالیٰ کے پاس جانا اس کو برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال رہتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش ختم ہو جائے گا اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوٹنا اس کو برا معلوم ہوتا ہے اور جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا سے چھوڑا رہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہو جاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔

تیسری خرابی یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کی فکر میں لگ جاتا ہے پھر اس کو حلال و حرام کا خیال نہیں رہتا نہ اپنا نہ پرائے کا حق سوچتا ہے نہ جھوٹ اور دھوکہ کی پرواہوتی ہے بس یہی جذبہ ہوتا ہے کہ کہیں سے مال آجائے یہ سارے گناہوں کی جڑ ہے اسی طرح اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہے جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو اس بلا سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اور علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہئے اور ہر وقت یہ سوچنا چاہئے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے پھر اس میں جی لگانا کیا۔ جتنا زیادہ جی لگے گا اتنی ہی چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ یہاں لوگوں سے لینا دینا نہ بڑھانا چاہئے ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھنا چاہئے غرض سب سامان مختصر رکھنا چاہئے۔

تیسرا علاج یہ ہے کہ فضول خرچی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ فضول خرچی سے آدمی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہے۔

چوتھا یہ ہے کہ غریبوں میں زیادہ بیٹھنا چاہئے اور امیروں مالداروں سے بہت کم ملنا چاہئے کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی لالچ پیدا ہوتی ہے۔

پانچویں جو لوگ دنیا سے چلے گئے ہیں ان کو یاد کرنا چاہئے۔

چھٹا یہ کہ جس چیز سے زیادہ دل لگا ہو اس کو خیرات کر ڈالنا چاہئے یا بیچ ڈالنا چاہئے۔

انشاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت اور لمبی لمبی امیدیں سب ختم ہو جائینگی۔

حسد کی مذمت اور اس کا علاج:

حسد کہتے ہیں کہ کسی کو کھاتا پیتا، پھلتا پھولتا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا۔

اس کی وعید یہ ہے کہ یہ نیکی کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھالیتی ہے اور دنیوی نقصان یہ ہے کہ ایسا شخص ساری زندگی رنج والم کا شکار رہتا ہے غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بدمزہ ہو جاتے ہیں اس لئے اس مصیبت سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔

علاج اس کا یہ ہے کہ یہ سوچنا چاہئے کہ میرے حسد سے مجھ کو نقصان اور تکلیف ہوگی اس کا کیا نقصان ہے میری ہی نیکیاں ضائع ہو رہی ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں شخص اس نعمت کا مستحق اور لائق نہیں اس کو نعمت کیوں دی تو گویا اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر رہا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے اور رنج والم الگ اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ حسد کرنے سے وہ نعمت ختم نہ ہوگی بلکہ اس کا نفع ہے کہ حسد کرنے والے کی ساری نیکیاں اس کے پاس چلی جائینگی ان باتوں کو سوچنے کے بعد جس پر حسد کیا ہے دل پر جبر کر کے لوگوں کے سامنے اس کی تعریف اور بھلائی بیان کرنی چاہئے اور یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں ترقی عطا فرمائے اور ملاقات کے وقت اس کی تعظیم کی جائے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آنا چاہئے شروع میں کرنے سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر آہستہ آہستہ آسانی ہو جائے گی اور حسد ختم ہو جائے گا۔

غصے کی مذمت اور اس کا علاج:

غصہ میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور زبان سے بھی الٹی سیدھی باتیں نکل جاتی ہیں اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہیں اس لئے اس کو بہت روکنا چاہئے۔

طریقہ اس کے روکنے کا یہ ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے فوراً اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ہٹ جائے پھر یہ سوچے کہ یہ جتنا میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں اللہ تعالیٰ کا قصور وار ہوں اور جیسا میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا قصور معاف کر دے اسی طرح مجھے بھی اس کا قصور معاف کر دینا چاہئے۔ اور اعوذ باللہ کئی دفعہ پڑھ لینا چاہئے اور پانی پی لینا چاہئے۔ اور وضو کر لینا چاہئے اس سے ان شاء اللہ غصہ ختم ہو جائے گا۔ اور عقل ٹھکانے ہونے

کے بعد اگر اس کے قصور پر سزا دینا مناسب ہو مثلاً سزا دینے میں اس کی بھلائی ہو جیسے اپنی اولاد ہے یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہو جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضروری ہے تو سزا پہلے ہی سوچ لینا چاہئے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہئے جتنی شریعت میں اجازت ہو اتنی ہی سزا دے تھوڑے دن میں اس طرح کرنے سے خود بخود غصہ قابو میں آ جائے گا۔

اللہ کے فضل سے اخلاقیات کے متعلق ضروری تفصیلات پایۂ تکمیل کو پہنچیں۔
اب دعاؤں کے متعلق لکھا جاتا ہے۔

امتِ مسلمہ کی پریشانیوں کا حل

آج امتِ مسلمہ کی شدید پریشانیوں اور بے چینیوں کی ایک بڑی وجہ مخلوق کا اپنے خالق سے لاتعلقی اور انقطاع ہے۔ اور عبادات میں سب سے زیادہ جس عبادت سے بندے کا اپنے محبوبِ حقیقی سے تعلق مضبوط ہوتا ہے وہ عبادتوں کا مغز ہے جس میں بندہ براہِ راست اپنے معبودِ حقیقی سے ہم کلام ہوتا ہے اور وہ دعائیں ہیں۔ امتِ مسلمہ کے روحانی والد نبی آخر الزماں ﷺ کے عظیم احسانات میں سے ایک ہر موقعے کی مسنون دعاؤں کی تعلیم ہے یقیناً جو ان کا اہتمام کرے گا فلاحِ دارین پائے گا۔ اسی سلسلہ میں کچھ لکھا جاتا ہے۔

دعاؤں کا بیان

دُعا کی فضیلت اور اہمیت

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ.

(رواه الترمذی وقال حدیث حسن غریب)

''حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور فخرِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر عظمت والی نہیں۔'' (مشکوٰۃ ص ۱۵۴ بحوالہ ترمذی)

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ. (رواه الترمذی)

''حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۴ بحوالہ ترمذی)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ. (رواه الترمذی)

''حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا' اللہ تعالیٰ جل شانہ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔''

(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

تشریح:

ان احادیثِ مبارکہ میں دعا کی فضیلت واہمیت بیان فرمائی ہے' حدیث نمبر (۱) میں فرمایا کہ عبادات میں اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ و برتر نہیں ہے اور حدیث نمبر (۲) میں فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ چھلکے کے اندر جو اصل چیز ہوتی ہے اسکو مغز کہتے ہیں اور اسی مغز کے دام ہوتے ہیں۔ بادام کو اگر توڑ دو تو اس میں گری نکلے گی' اسی گری کی قیمت ہوتی ہے اور اسی

کے لئے بادام خریدے جاتے ہیں۔ عبادتیں بہت ساری ہیں اور دعا بھی ایک عبادت ہے یعنی یہ عبادت بہت بڑی عبادت ہے۔ عبادت ہی نہیں عبادت کا مغز ہے اور اصل عبادت ہے کیونکہ عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہ کے حضور میں بندہ اپنی عاجزی اور ذلت پیش کرے اور خشوع وخضوع یعنی ظاہر و باطن کے جھکانے کے ساتھ بارگاہِ بے نیاز میں نیاز مندی کے ساتھ حاضر ہو چونکہ یہ عاجزی والی حضوری دعا میں سب عبادتوں سے زیادہ پائی جاتی ہے' اس لئے دعا کو عبادت کا مغز فرمانا بالکل صحیح ہے۔ جب بندہ اپنے کو عاجز محض جان کر یہ یقین کرتے ہوئے دست بدعا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہیں ان کو کسی چیز کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے وہ کریم ہیں خوب دینے والے ہیں جس قدر چاہیں دے سکتے ہیں' ان کو روکنے میں اپنا کوئی نفع نہیں تو اس یقین کی وجہ سے حضوری بارگاہ میں محو ہو جاتا ہے اور اس طرح سے اس کا یہ شغل سراپا عبادت بن جاتا ہے اور اس کو عبادات کا مغز نصیب ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر (۳) میں فرمایا کہ جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے چونکہ دعا میں بندہ کی عاجزی اور حاجت مندی کا اقرار ہوتا ہے اور اس یقین کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے اور وہ بڑا داتا ہے اس لئے دعا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب بنتی ہے اور جب کوئی بندہ دعا سے گریز کرتا ہے اور اپنی حاجت مندی کے اقرار کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ بندہ کے اس طرزِ عمل میں تکبر ہے اور ایک طرح سے اپنے لئے بے نیازی کا دعویٰ ہے (حالانکہ بے نیازی اللہ جل شانہ کی خاص صفت ہے) اس لئے دعا نہ کرنے والے پر اللہ جل شانہ غصہ ہو جاتے ہیں۔

بندہ کا کام ہے کہ اپنے پروردگار سے مانگا کرے اور مانگتا ہی رہے ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کیلئے رحمت کے دروازے کھل گئے (پھر فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں طلب کی جاتی ہیں ان میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔ (ترمذی)

ہر مومن مرد وعورت کو دعا کا ذوق ہونا چاہئے' اللہ ہی سے مانگے' اسی سے لو لگائے' اسی سے اُمید رکھے۔

دُعا کے آداب

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِیَعْزِمْ وَلِیَعْظِمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَتَعَاظَمُهٗ شَیْئٌ اَعْطَاهُ.

(رواہ مسلم)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ! تو چاہے تو بخش دے بلکہ مضبوطی اور پختگی کے ساتھ سوال کرے اور (جو کچھ مانگ رہا ہو) پوری رغبت سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی چیز کا عطا فرما دینا مشکل نہیں ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۴ بحوالہ مسلم)

تشریح:

یہ بات کہنا کہ اے اللہ تو چاہے تو مغفرت فرما دے اور تو چاہے تو دے دے بالکل بے جا بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ دے گا اپنی مشیت اور ارادہ ہی سے دے گا اس کے ارادہ کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا، ہر چیز کا وجود محض اس کے ارادہ سے ہے' وہ جو چاہے کرے اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے' دعا کرنے والے کو تو اپنی رغبت پوری طرح ظاہر کرنی چاہئے اور مضبوطی سے سوال کرنا چاہئے کہ اے اللہ! مجھے ضرور دے میرا مقصد پورا فرما دے یہ کہنا کہ تو چاہے تو دیدے اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مانگنے والا اپنے کو واقعی محتاج نہیں سمجھتا' اللہ سے مانگنے میں بھی بے نیازی برت رہا ہے جو تکبر کی شان ہے' حالانکہ دعا میں ظاہر و باطن سے عاجزی اور حاجت مندی اور ذلت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہیں' سب کچھ کر سکتے ہیں' آسمان و زمین اور ان کے اندر کے سب خزانے اور ان کے باہر کے سب خزانے اسی کے ہیں' اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے پل بھر میں سب کچھ ہو سکتا ہے' صرف کن (ہو جا) فرما دینے سے سب کچھ ہو جاتا ہے اس کیلئے کسی چیز کا دینا اور کسی بھی چیز کا پیدا کر دینا کوئی بھاری چیز نہیں ہے' لہٰذا پوری رغبت اور اس یقین کے ساتھ دعا کرو کہ میرا مقصد ضرور پورا ہوگا اور وہ جب دے گا اپنی مشیت اور ارادہ ہی سے دے گا' اس سے زبردستی کوئی

کچھ نہیں لے سکتا۔ کما وردفی روایۃ اخری اللہ یفعل مایشاء ولا مکرہ لہ.
(رواہ البخاری)

وَعَنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ اَنْ يُّرُدَّهُمَا صِفْرًا. (رواہ الترمذی)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارا رب شرم کرنے والا ہے کریم ہے جب اس کا بندہ دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو ان کو خالی واپس کرتا ہوا شرماتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَآءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ. (رواہ الترمذی)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تو ان کو جب تک (ختم دعا کے بعد) چہرہ پر نہ پھیر لیتے تھے (نیچے) نہیں گراتے تھے۔''
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

تشریح:

ان دونوں احادیث میں دعا کا ایک اہم ادب بتایا گیا ہے وہ یہ کہ دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں اور ختم دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں' دونوں ہاتھوں کا اٹھانا سوال کرنے والے کی صورت بنانے کے لئے ہے تاکہ باطنی طور پر دل سے جو دعا ہو رہی ہے اس کے ساتھ ظاہری اعضاء بھی سوال میں شریک ہو جائیں، دونوں ہاتھ پھیلانا فقیر کی جھولی کی طرح ہے جس میں حاجت مندی کا پورا اظہار ہے اور ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں تو ان کا رخ آسمان کی طرف ہو جاتا ہے جس طرح کعبہ نماز کا قبلہ ہے اسی طرح آسمان دعا کا قبلہ ہے' ہاتھ اٹھانے کے بعد دعا کے ختم پر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا گویا دعا کی قبولیت اور رحمتِ خداوندی کے نازل ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ رحمتِ خداوندی میرے چہرے سے شروع ہو کر مجھے مکمل طریقہ سے گھیر رہی ہے۔

مذکورہ احادیثِ مبارکہ سے دعا کے بعض آداب معلوم ہوئے ہیں۔ تفصیل کے ساتھ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الحصن الحصین'' میں بہت سے آداب جمع کئے ہیں جو مختلف

احادیث میں وارد ہوئے ہیں، ہم ان کو تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں۔

(۱) غسل کی حاجت نہ ہونا (۲) پہلے اللہ کی حمد وثنا کرنا اور اس کے اسماءِ حسنٰی اور صفاتِ کاملہ کا واسطہ دینا (۳) پھر درود شریف پڑھنا (۴) قبلہ رخ ہونا (۵) خلوصِ دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور یہ یقین رکھنا کہ صرف اللہ جل شانہٗ ہی دعا قبول کرسکتے ہیں (۶) پاک وصاف ہونا (۷) باوضو ہونا (۸) کوئی نیک عمل دعا سے پہلے کرنا یا دو چار رکعت نماز پڑھ کر دعا کرنا (۹) دعا کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھنا (۱۰) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا (دونوں ہاتھ معمولی کھلے ہوئے ہوں) (۱۱) خشوع وخضوع کے ساتھ باادب ہو کر دعا کرنا (پورے جسم سے ادب ظاہر ہو) اور سارا جسم سراپا دعا کرنے والا بن جائے۔ (۱۲) دعا کرتے وقت عاجزی اور تذلل ظاہر کرنا دعا کرتے وقت حال اور قال سے (یعنی جسم اور جان سے اور زبان سے) مسکینی ظاہر کرنا اور آواز میں پستی ہونا (۱۳) آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا (۱۴) شاعرانہ قافیہ بندی سے اور گانے کے طرز سے بچنا (۱۵) حضراتِ انبیاءِ کرام علیہم السلام اور اولیاءِ عظام وصالحینِ کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا (۱۶) گناہوں کا اقرار کرنا (۱۷) خوب رغبت اور امید اور مضبوطی کیساتھ جم کر اس یقین کے ساتھ دعا کرنا کہ ضرور قبول ہوگی (۱۸) دل حاضر کر کے دل کی گہرائی سے دعا کرنا (۱۹) کسی چیز کا بار بار سوال کرنا جو کم از کم تین بار ہو (۲۰) خوب الحاح کے ساتھ دعا کرے یعنی للچا کر اصرار کے ساتھ اللہ سے مانگے (۲۱) کسی امرِ محال کی دعا نہ کرے (۲۲) جب کسی کے لئے دعا کرے تو پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر دوسرے کے لئے (۲۳) ایسی دعا کو اختیار کرے جس کے الفاظ کم ہوں لیکن الفاظ کا معنوی عموم زیادہ ہو یعنی ایک دو لفظ میں یا چند الفاظ میں دنیا وآخرت کی بہت سی حاجتوں کا سوال ہو جائے (۲۴) قرآن وحدیث میں جو دعائیں آئی ہیں انکے ذریعہ دعائیں کرے، ان کے الفاظ جامع بھی ہیں اور مبارک بھی (۲۵) اپنی ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرے، اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اللہ سے مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے لئے بھی اللہ سے سوال کرے (۲۶) امام ہو تو صرف اپنے ہی لئے دعا نہ کرے، بلکہ مقتدیوں کو بھی دعا میں شریک کرے (واحد کے لفظ کے بجائے جمع کے الفاظ سے دعا کرے) (۲۷) دعا کے ختم سے پہلے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور ختم پر آمین کہے اور بالکل آخر میں منہ پر ہاتھ پھیر لے۔

ان آداب کی جس قدر ہو سکے رعایت کرے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی بڑی شان ہے وہ بغیر

رعایتِ آداب کے قبول فرما سکتا ہے۔

وہ اوقات، مقامات اور حالتیں جن میں دُعا قبول ہوتی ہے:

(۱) لیلۃ القدر میں (۲) رات کے درمیانی حصہ میں (۳) فرض نمازوں کے بعد (۴) اذان و اقامت کے درمیان (۵) ہر رات ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ (۶) فرض نمازوں کی اذان کے وقت (۷) بارش میں (۸) جہاد میں صفیں درست کرتے وقت (۹) جمعہ کے دن بھی ایک گھڑی قبولیتِ دعا کی ہے۔ اب وہ گھڑی کونسی ہے تو علماء فرماتے ہیں کہ غروب سے کچھ پہلے کا وقت، خطبہ جمعہ اور نماز کے درمیان کا وقت۔ (۱۰) زم زم پینے سے پہلے نیت درست کرلے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان جمائے پھر زم زم پی کر دعا کرے قبول ہوگی۔ (۱۱) رات میں نیند سے بیدار ہوا اور اٹھنے کی دعا بھی پڑھ لی، اب دعا مانگے قبول ہوگی۔ (۱۲) وضوء بنا کر سوئے پھر رات میں آنکھ کھل جائے دعا مانگے فوراً قبول ہوگی۔ (۱۳) سجدہ میں دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ (۱۴) آیت کریمہ ''لاَ إِلٰـهَ إِلاَّأَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ'' پڑھ کر دعاء قبول ہوتی ہے۔ (۱۵) کسی کا انتقال ہو جائے تو اس وقت فوراً دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے۔ (۱۶) آخری قعدہ یعنی نماز کی آخری التحیات میں درود شریف پڑھ کر جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ بھی قبول ہوتی ہیں۔ (۱۷) اسمِ اعظم پڑھ کر دعا مانگنے سے (۱۸) ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کی غیر موجودگی میں جو دعا کرے وہ بھی قبول ہوتی ہے۔ (۱۹) نویں ذی الحجہ یعنی عرفات کے دن عرفات کے میدان میں مانگی جانے والی دعا (۲۰) رمضان کے مہینے میں (۲۱) ذکر کی مجالس میں (۲۲) جب کسی آدمی کو پریشانی لاحق ہو تو اول ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِی فِیْ مُصِیْبَتِی وَأَخْلِفْ لِیْ خَیراً مِنْهَا'' پڑھے، پھر جو دعا مانگے قبول ہوگی۔ (۲۳) جو آدمی اس طرح سے بیٹھا ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہوا اور اخلاص سے پُر ہو اب جو دعا مانگے گا قبول ہوگی۔ (۲۴) مظلوم ظالم کے لیے بددعا کرے قبول ہوگی۔ (۲۵) والد کی دعا بیٹے کے حق میں، اور اسی طرح بددعا بیٹے پر (۲۶) مسافر کی دعا (۲۷) روزہ دار افطار کرنے سے پہلے جو دعا مانگے (۲۸) عین افطار کے وقت (۲۹) بے کس و مجبور کی دعا (۳۰) امام عادل کی دعا (۳۱) نیک لڑکے کی دعا، والدین کے حق میں (۳۲) جمرۂ صغریٰ کی رمی کے بعد (کنکری مارنے کے بعد) (۳۳) جمرۂ وسطیٰ کی رمی کے بعد (کنکری مارنے کے بعد)

(۳۴) خانہ کعبہ کے اندر جا کر دعا کرنے سے (اور حطیم خانہ کعبہ کا حصہ ہے) (۳۵) صفا پہاڑ پر چڑھ کے دعا کرنا (۳۶) مروہ پہاڑ پر چڑھ کر دعا کرنا۔

فائدہ:

''مومن کو تو ہر وقت ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہنا چاہئے۔''

اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

''اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ سے میرے بندے میری (نزدیکی اور دوری کے) بارے میں پوچھیں تو (آپ میری طرف سے ان سے فرما دیجئے کہ میں قریب ہی ہوں اور درخواست کرنے والے کی (مناسب) درخواست منظور کر لیتا ہوں جبکہ وہ میرے سامنے درخواست پیش کرے۔''

باقی رہے وہ اوقاتِ خاصہ اور مقاماتِ خاصہ جن کا اوپر ذکر ہوا، ان میں خاص توجہ اور خصوصی فضلِ الٰہی ہوتا ہے جن میں دعا فوراً ہی قبول ہو جایا کرتی ہے۔

وہ الفاظ جو دعا کی مقبولیت میں مؤثر ہیں

(۱) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص اس آیت کو پڑھ کر دعا کرے گا ان شاء اللہ اس کی تمام دعائیں قبول ہوں گی۔ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا.

(۲) جمعہ کے دن بعد نمازِ عصر پوری آیت الکرسی ستر مرتبہ پڑھنے کے بعد جس مقصد کے لیے بھی دعا کی جائے گی وہ قبول ہوگی۔

(۳) اسم باری تعالیٰ ''کَبِیْرٌ مُتَعَالٍ'' کو ان دونوں ناموں کے اعداد کے مطابق یعنی ۷۷۳ مرتبہ پڑھ کر جو بھی دعا کی جائے گی وہ قبول ہوگی۔

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ج اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ.

(۴) اس آیت میں لفظ ''اللہ'' متصلاً دو جگہ آ رہا ہے۔ ان دونوں لفظ ''اللہ'' کے درمیان جس چیز کے لیے بھی دعا کی جائے گی، ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

(۵) جمعرات کے روز بعد نمازِ چاشت پانچ سو مرتبہ ''اَلسَّمِیْعُ'' پڑھ کر دعا کی جائے تو دعائیں قبول ہوں۔

(۶) سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ مجھ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا کرنے سے پہلے اسے پڑھ لیا کرو۔

یَا اَوَّلَ الْاَوَّلِیْنَ وَیَا اٰخِرَ الْاٰخِرِیْنَ وَیَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِیْنِ وَیَا رَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ وَیَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

(۷) قبولیتِ دعا کے لیے اس کا پڑھنا بہت مفید اور نہایت پُراثر ہے۔

یَا سَابِغَ النِّعَمِ وَیَا دَافِعَ النِّقَمِ وَیَا فَارِجَ الْغُمُوْمِ وَیَا کَاشِفَ الظُّلَمِ وَیَآ اَعْدَلَ مَنْ حَکَمَ وَیَا حَسِیْبَ مَنْ ظَلَمَ وَیَا وَلِیَّ مَنْ ظُلِمَ وَیَآ اَوَّلُ بِلَا بِدَایَةٍ وَیَا اٰخِرُ بِلَا نِهَایَةٍ وَّیَا مَنْ لَّهٗ اِسْمٌ بِلَا کُنْیَةٍ اِجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ خُرُوْجًا وَّمَخْرَجًا.

(۸) حدیث میں ہے کہ اگر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ○ تین بار پڑھ کر دعا مانگی جائے تو ان شاء اللہ قبول ہوگی۔

(۹) اسے تین مرتبہ پڑھ کر جو بھی دعا مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوگی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْٓ اَشْهَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ.

(۱۰) یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ○ ان اسماءِ حسنیٰ کا بار بار تکرار دورانِ دعا قبولیتِ دعا کے لیے سریع التاثیر ہے۔

(۱۱) سیدنا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا سے پہلے اس دعا کے پڑھنے کا حکم دیا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ خَلَّاقٌ عَلِیْمٌ، اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ. اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ، اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمُ. اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ الْبَرُّ الْجَوَّادُ الْکَرِیْمُ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَوَفِّقْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَنَجِّنِیْ وَعَافِنِیْ وَاسْتُرْنِیْ وَلَا تُضِلَّنِیْ وَاَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

مسنون دعائیں

(حروف تہجی کی ترتیب سے)

(آ)

جب آئینہ دیکھے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ. (حصن حصین)

''اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔''

جب آندھی آئے:

تو اس کی طرف منہ کرے اور دوزانو ہو کر یعنی حالتِ تشہد کی طرح بیٹھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا. (حصن)

''اے اللہ! اسے رحمت بنا اور اسے عذاب نہ بنا، اے اللہ اسے نفع والی بنا اور نقصان والی ہوا نہ بنا''۔

اگر آندھی کے ساتھ اندھیرا بھی ہو۔ (جسے کالی آندھی کہتے ہیں) تو سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ (مشکوٰۃ)

(الف)

جب اذان کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں انکو رسول ماننے پر اور

اسلام کو دین ماننے پر راضی ہوں۔''

حدیث شریف میں ہے کہ اذان کی آواز سن کہ جو شخص اس کو پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

اور حدیث شریف میں ہے جو شخص مؤذن کا جواب دے اس کے لئے جنت ہے (حصن) لہٰذا موذن کا جواب دیوے یعنی جو موذن کہے وہی کہتا جائے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔ (مشکوٰۃ) اور بعینہ یہی کلمات بھی کہہ سکتا ہے۔

جب مغرب کی اذان ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَاِدْبَارُ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے، تیرے پکارنے والے موذن حضرات کی آوازیں ہیں سو مجھے بخش دے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے یہ دعا مغرب کی اذان کے وقت پڑھنے کے لئے تعلیم فرمائی تھی۔ (ابوداؤد)

اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! اس پوری پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما (جو جنت کا ایک درجہ ہے) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقامِ محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔''

اذان کی دعا میں لفظ وعدتہ تک بخاری وغیرہ کی روایت ہے اور اس کے بعد جو لفظ ہیں وہ بیہقی کی سننِ کبریٰ میں ہیں۔ (حصن)

تنبیہ: اذان کی دُعا میں لفظ والدرجۃ الرفیعۃ جو مشہور ہے وہ حدیث شریف سے ثابت

نہیں ہے۔

نوٹ: اس دعا کے پڑھ لینے سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

اپنے ساتھ احسان کرنے والے کو یہ دعا دے

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا. (مشکوٰۃ)

''تجھے اللہ (اس) کی جزائے خیر دے۔''

استخارے سے متعلق اہم مباحث

استخارہ کا مطلب:

استخارہ کسی معاملہ میں خیر اور بھلائی کا طلب کرنا یعنی روزمرہ کی زندگی میں پیش آنے والے اپنے ہر جائز کام میں اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اس سے خیر و بھلائی اور رہنمائی طلب کرنا۔

استخارہ حدیثِ نبوی کی روشنی میں:

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام ؓ کو تمام کاموں میں استخارہ اتنی اہمیت سے سکھاتے تھے جیسے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ (ترمذی) دوسری حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ نہ کرنا انسان کیلئے بدبختی میں شمار ہوتا ہے۔ (مجمع الاسانید) ایک اور حدیث میں ہے جو آدمی اپنے معاملات میں استخارہ کرتا ہو وہ کبھی ناکام نہیں ہوگا اور جو شخص اپنے کاموں میں مشورہ کرتا ہو اس کو کبھی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے گا (یعنی انجام کے اعتبار سے کامیابی ایسے شخص کو ملے گی اگرچہ کسی موقع پر یہ خیال دل میں آجائے کہ جو ہوا وہ اچھا نہیں ہوا مگر ہوگا وہی جو اس کے حق میں خیر ہوگا)۔

استخارہ کا مسنون اور صحیح طریقہ:

استخارہ ایک مسنون عمل ہے جس کا طریقہ اور دعا احادیث میں منقول ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دن یا رات میں کسی بھی وقت (بشرطیکہ وہ نفل کی ادائیگی کا مکروہ وقت نہ ہو) دو رکعت نفل استخارہ کی نیت سے پڑھیں کہ میرے سامنے یہ معاملہ یا مسئلہ ہے اس میں جو راستہ میرے حق میں بہتر ہو اللہ

تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمادیں۔ سلام پھیر کر یہ دعا عربی میں مانگیں، اگر عربی میں مشکل ہو تو ترجمہ پڑھ لیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (اس جگہ اپنی حاجت کی نیت کریں) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ (حاجت کی نیت) شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ.

(بخاری ترمذی)

''اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر کا سوال کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر اچھائی پر قدرت مانگتا ہوں۔ اور آپ کے بڑے فضل کا آپ سے سوال کرتا ہوں۔ آپ قدرت رکھتے ہیں مجھے قدرت نہیں اور آپ (اس معاملہ کی بہتری کو) جانتے ہیں اور میں نہیں جانتا اور آپ غیب کا علم جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لئے استخارہ کر رہے ہیں) میرے حق میں بہتر ہے میرے دین کے اور معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر فرما دیجئے اور میرے لئے آسان بھی فرما دیجئے پھر اس میں برکت بھی ڈال دیجئے اور اگر آپ کے علم میں یہ ہے کہ یہ معاملہ (اس جگہ بھی معاملہ کا تصور کرے) میرے حق میں برا ہو میرے دین کے اعتبار سے یا میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے یا میرے انجام کے اعتبار سے اور فوری نفع یا دیرپا نفع کے اعتبار سے بہتر نہیں تو اس کو مجھ سے پھیر دیجئے اور مجھے اس سے پھیر دیجئے اور میرے لئے خیر مقدر فرما دیجئے جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی اور مطمئن بھی فرما دیجئے۔'' (اصلاحی خطبات)

استخارہ کتنی بار کیا جائے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ انس جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سات مرتبہ استخارہ کرو پھر اس کے بعد اس کے

بارے میں دیکھو تمہارے دل میں جو کچھ ڈالا جائے اسی کو اختیار کرو کہ تمہارے لئے وہی بہتر ہے۔ (مظاہر حق) بہتر ہے کہ استخارہ تین سے سات دن تک پابندی سے کیا جائے اگر اس کے بعد بھی شک باقی رہے تو مسلسل کرتا رہے جب تک ایک طرف رجحان نہ ہو جائے کوئی عملی اقدام نہ کرے۔ استخارہ کرنے کیلئے کوئی مدت متعین نہیں (رحمۃ اللہ البالغہ) لیکن ضروری نہیں ہے کہ دل یکسو ہو ہی جائے اگر کئی مرتبہ استخارہ کے بعد بھی یکسوئی نہ ہو تو کسی سے مشورہ بھی کرے۔

(الکلام الحسن)

استخارہ کے مقبول ہونے کی علامت:

استخارہ کے مسنون عمل سے دو فائدے ہوتے ہیں۔

(۱) دل کا کسی ایک بات پر مطمئن ہو جانا۔ (۲) اور اس مصلحت کے اسباب میسّر ہو جانا تاہم اس میں خواب آنا ضروری نہیں۔ (اصلاحِ انقلابِ امت)

استخارہ کے متعلق غلطیاں

(۱) استخارہ کسی دوسرے سے نکلوانا:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب لکھتے ہیں اور یہ جو دوسروں سے استخارہ کرایا کرتے ہیں یہ کچھ نہیں ہے ہاں دوسروں سے کرالینا گناہ تو نہیں لیکن اس دعا کے الفاظ ہی ایسے ہیں کہ خود کرنا چاہئے (مجالسِ مفتی اعظم) واضح رہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں تیروں کے ذریعہ فال نکلوائی جاتی تھی۔ قرآن کریم نے اس کو حرام قرار دیا اور پیغمبر علیہ السلام نے اس کے خاتمہ کیلئے صحابہ کو استخارہ کی نماز اور دعا سکھائی اور واضح کیا کہ استخارہ خیر مانگنا ہے نہ کہ خبر طلب کرنا مگر افسوس کہ جاہلوں نے استخارہ نکلوانا عام کر دیا ہے۔ جو فال نکالنے کی طرح ہے اور تسبیح کے دانوں پر استخارہ کئے جا رہے ہیں اور انتہا یہ ہوگئی کہ ٹی وی اور ریڈیو پر استخارے نکلوائے جا رہے ہیں حالانکہ استخارہ اللہ تعالیٰ سے اپنے معاملہ میں خیر اور بھلائی طلب کرنا ہے نہ کہ خیر معلوم کرنا۔ پھر جبکہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے ہدایت ہے کہ جس کا کام ہے وہ خود استخارہ کرے۔ دوسرے سے کروانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ جب پیغمبر علیہ السلام موجود تھے اس وقت صحابہ سے زیادہ دین پر عمل کرنے والا کوئی نہ تھا اور پیغمبر سے بہتر استخارہ کرنے والا بھی کوئی نہ تھا لیکن کہیں یہ نہیں لکھا کہ کسی صحابی نے پیغمبر علیہ السلام سے

جا کر کہا ہو کہ آپ میرے لئے استخارہ کر دیجئے سنت یہی ہے کہ صاحب معاملہ خود استخارہ کرے اسی میں برکت ہے۔ لوگ یہ سمجھ کر ہم تو گناہ گار ہیں ہمارے استخارہ کا کیا اعتبار کسی بزرگ اور عالم سے استخارہ کرواتے ہیں کہ اس میں برکت ہوگی لیکن حدیث میں استخارہ کیلئے نیک ہونے کی شرط نہیں ہے۔ دعا کے الفاظ میں سارے صیغے متکلم کے ہیں۔ البتہ دوسرے سے استخارہ کروانا ناجائز نہیں مگر بہتر اور مسنون بھی نہیں۔

(۲) استخارہ کیلئے کوئی وقت مقرر کرنا:

واضح رہے کہ استخارہ دن میں کیا جائے یا رات میں کوئی قید نہیں ہے۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ عشاء کے بعد یا سوتے وقت کرنا ضروری ہے غلط ہے۔

(۳) استخارہ صرف اہم کام میں کرنا:

واضح رہے کہ استخارہ صرف اہم اور بڑے کاموں میں نہیں ہے بلکہ اپنے ہر کام میں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی طلب کرنی چاہئے حدیث میں بھی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام صحابہ کرام کو ہر کام میں استخارے یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دعوت دیتے تھے۔

(بخاری)

(۴) استخارہ کے بعد خواب کو ضروری سمجھنا:

یہ بھی غلط فہمی ہے کہ استخارہ کے بعد خواب نظر آنا ضروری ہے جس میں ہدایت دی جاتی ہے کہ فلاں کام کر دیا نہ کرو یا یہ سمجھنا کہ آسمان سے کوئی فرشتہ آئے گا یا کوئی کشف والہام ہوگا۔ یہ غلط فہمیاں ہمیں پیغمبر علیہ السلام سے استخارہ کا جو مسنون طریقہ ثابت ہے اس میں اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں کہ یہ چیزیں ضروری ہیں۔

(۵) استخارہ سے چور کا یا گزشتہ اور آئندہ کے کسی واقعہ کا علم حاصل کرنا:

یہ بھی غلط فہمی ہے حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ استخارہ کی یہ غرض بتلاتے ہیں کہ اس سے گزشتہ زمانے میں پیش آنے والا کوئی واقعہ یا آئندہ ہونے والا واقعہ معلوم ہو جاتا ہے۔ استخارہ شریعت میں اس غرض سے منقول نہیں بلکہ وہ تو محض کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا تردد اور شک ہوا سے دور کرنے کیلئے ہے نہ کہ واقعات معلوم کرنے کیلئے بلکہ ایسے استخارہ

کے ثمرے اور نتیجے پر یقین کرنا بھی ناجائز ہے۔ (اغلاط العوام)

غرض مسلمانوں کو ان کوتاہیوں اور غلط فہمیوں سے اپنے کو بچانا چاہئے۔

استخارہ کا مختصر مسنون طریقہ:

استخارہ کا مذکورہ طریقہ تو اس وقت ہے کہ فرصت ہو اور اگر اتنا وقت نہیں کہ دو رکعت پڑھ کر دعا کرے تو ایسے موقع کیلئے خود پیغمبر علیہ السلام نے چند دعائیں تلقین فرمائی ہیں۔ ان میں سے کوئی دعا پڑھ لے۔

(۱) اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ. (کنز العمال)

''اے اللہ میرے لئے آپ پسند فرمادیجئے کہ کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔''

(۲) اَللّٰھمَّ اھْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ. (مسلم)

''اے اللہ میری رہنمائی فرمادیجئے اور مجھے سیدھے راستہ پر رکھئے۔''

(۳) اَللّٰھم اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ. (ترمذی)

''اے اللہ صحیح راستہ میرے دل پر القا فرمادیجئے۔''

حفاظتِ ایمان:

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان کی دولت ہے۔ اس کی حفاظت ہر مسلمان کا محبوب فرض ہونا چاہئے۔ بعض اکابر اولیاءِ کرام سے منقول ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد کی دو سنتوں میں سے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الناس ہمیشہ پڑھا کرے تو اس کا ایمان بھی محفوظ رہے گا اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کی دولت میسر آنے پر ہمیشہ خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا رہے گا اس کا ایمان بھی محفوظ رہے گا اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق کہ ''لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ '' کہ اگر تم ہماری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو ہم ان نعمتوں میں اضافہ کردیں گے''۔ ایمان میں وسعت اور ایمانی کاموں میں برکت ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

ایمان پر خاتمہ:

جو شخص ہر نماز کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی عادت بنالے، ان شاء اللہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

(ب)

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنے کی دعا

جب بیت الخلاء جائے تو داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ کہے' حدیث شریف میں ہے کہ شیطان کی آنکھوں اور انسان کی شرم گاہوں کے درمیان بسم اللہ آڑ بن جاتی ہے اور یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔" (مشکوٰۃ، حصن حصین)

جب بیت الخلاء سے نکلے تو غُفْرَانَکَ (اے اللہ میں تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں) کہے اور یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّىَ الْاَذٰى وَعَافَانِىْ. (مشکوٰۃ)

"سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھ سے ایذاء دینے والی چیز دور کی اور مجھے چین دیا۔"

یا یہ دُعا پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذَاقَنِىْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى عَلَىَّ قُوَّتَهٗ وَدَفَعَ عَنِّىْ اَذَاهُ.

(ابن السنی وطبرانی)

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھانے کا لذیذ ذائقہ عطا فرمایا، اور اس کی قوت کو میرے جسم میں باقی رکھا، اور اس کے گندے حصے کو مجھ سے دور کر دیا۔

یا یہ دُعا پڑھیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَمْسَکَ عَلَىَّ مَا يَنْفَعُنِىْ وَدَفَعَ عَنِّىْ مَا يُؤْذِيْنِىْ.

(دارِ قطنی)

"تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے (کھانے کا) نفع بخش حصہ باقی رکھا اور جو چیز مجھے تکلیف پہنچانے والی تھی وہ دور کر دی۔"

جب بازار میں داخل ہو تو یہ پڑھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اسے موت نہ آئے گی اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔''

حدیث شریف میں ہے کہ بازار میں اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے اور دس لاکھ گناہ معاف فرما دیں گے اور دس لاکھ درجے بلند فرما دیں گے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

اور یہ بھی پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً. (حصن)

''میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوا، اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں جھوٹی قسم کھاؤں یا معاملہ میں نقصان اٹھاؤں۔''

فائدہ: بازار سے واپس آنے کے بعد قرآن شریف کی دس آیات کہیں سے پڑھے۔ (حصن عن الطبرانی)

اور جب کبھی دل برا کر دینے والی چیز پیش آئے تو یوں کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

''ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی تعریف کا مستحق ہے۔''

جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا. (بخاری)

''اے اللہ! اس کو بہت برسنے والا اور نفع بخش بنا۔''

جب بارش حد سے زیادہ ہونے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ.

''اے اللہ! ہمارے آس پاس اس کو برسا اور ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پر بلوں پر اور پہاڑوں پر اور نالوں پر اور درخت پیدا ہونے کی جگہوں میں برسا۔'' (حصن)

بچہ کو مرض یا کسی شر سے بچانے کے لئے

اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ. (بخاری)

''میں اللہ کے پورے کلموں کے واسطہ سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔''

جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے:

تو الحمدللہ اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (حصن عن الترمذی)

بیوی کو پہلی بار دیکھ کر:

جب کسی شخص کا نکاح ہو اور پہلی مرتبہ بیوی سے ملاقات ہو تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ. (ابوداؤد)

''اے اللہ! میں آپ سے اس کی خیر و برکت مانگتا ہوں، اور آپ نے اس کو جن خصلتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے، ان کی بھلائی کا طلبگار ہوں، اور اس میں اس کے شر سے اور جن خصلتوں کے ساتھ آپ نے اس کو پیدا کیا ہے ان کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

یہی دعا بیوی بھی اپنے شوہر کو پہلی بار دیکھتے وقت مانگ سکتی ہے، البتہ اس کے الفاظ یہ ہوں گے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهٗ عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ مَا جَبَلْتَهٗ عَلَيْهِ.

(پ)

جب کسی کو مصیبت یا پریشانی یا برے حال میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلاً.

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تجھے مبتلا فرمایا اور اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔''

اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس کے پڑھ لینے سے وہ مصیبت یا پریشانی پڑھنے والے کو نہ پہنچے گی جس میں وہ مبتلا تھا جسے دیکھ کر یہ دعا پڑھی گئی۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ: اگر وہ شخص مصیبت میں مبتلا ہو تو اس دعا کو آہستہ پڑھے تا کہ اسے رنج نہ ہو اور اگر وہ گناہ میں مبتلا ہو تو زور سے پڑھے تا کہ اسے عبرت ہو۔

جب کوئی پریشان ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ. (حصن)

''اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں مجھے پل بھر بھی میرے سپرد نہ فرما اور میرا سارا حال درست فرما دے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

یا یہ پڑھے

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِيْلُ. (سورۃ آل عمران پارہ ۴)

"اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔"

یا یہ پڑھے

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا. (حصن)

"اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں بناتا۔"

یا یہ پڑھے

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ. (مستدرک حاکم)

"اے زندہ اور اے قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت کے واسطہ سے فریاد کرتا ہوں۔"

یا یہ پڑھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ.

"اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بے شک میں (گناہ کر کے) اپنی جان پر ظلم کرنیوالوں میں سے ہوں۔"

قرآن شریف میں ہے کہ ان الفاظ کے ذریعے حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا تھا۔ (سورۃ الانبیاء ع ٦)

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی کوئی مسلمان ان الفاظ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔ (ترمذی)

پھوڑا پھنسی

جب بدن میں کسی جگہ زخم ہو یا پھوڑا پھنسی ہو تو شہادت کی انگلی کو منہ کے لعاب میں بھر کر زمین پر رکھ دے اور پھر اٹھا کر تکلیف کی جگہ پر پھیرتے ہوئے یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

(بخاری و مسلم)

''میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں' یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے رب کے حکم سے شفا ہو۔''

جب نیا پھل پاس آئے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا.

''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور غلہ ناپنے کے پیمانوں میں برکت دے۔''

اس کے بعد اس پھل کو اپنے سب سے چھوٹے بچے کو دے دے۔ (مسلم)

یا اس وقت اس مجلس میں جو سب سے چھوٹا بچہ ہو اسکو دے دے۔ (حصن)

(ت)

جب کسی کی تعزیت کرے تو سلام کے بعد یوں سمجھائے

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ.

''بے شک جو اللہ نے لے لیا' وہ اسی کا ہے۔ اور جو اس نے دیا وہ اسی کا ہے۔ اور ہر ایک کا اسی کے پاس وقت مقرر ہے۔ (جو بے صبری یا کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا)۔ لہٰذا صبر کرنا چاہئے' اور ثواب کی امید رکھنی چاہئے۔''

ان الفاظ کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو تسلی دی۔ (بخاری)

تمام اموات مسلمین و مسلمات کے لئے اور خاص کر اپنے والدین کے لئے دعاءِ مغفرت کیا کرے' اس سے ان کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

(ج)

اگر کوئی جانور (بیل بھینس وغیرہ) مریض ہو تو یہ پڑھے

لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ. (حصن)

"کچھ ڈر نہیں ہے۔اے لوگوں کے رب! دور فرما (اور) شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیرے سوا کوئی تکلیف دور نہیں کر سکتا۔"

اس کو پڑھ کر چار مرتبہ چوپایہ کے داہنے نتھنے میں اور تین مرتبہ اس کے بائیں نتھنے میں دم کرے۔ (حصن حصین عن ابن ابی شیبہ موقوفاً علی ابن مسعود)

جماع کے وقت:

جب ہم بستری کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَارَزَقْتَنَا. (مسلم)

"اللہ کے نام سے، یا اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ، اور شیطان کو اس چیز (یعنی اولاد) سے دور رکھ جو آپ ہمیں عطا فرمائیں۔

(جماع کے بعد) اِنزال کے وقت

اِنزال کے وقت دل ہی دل میں یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ نَصِيْبًا. (فتح الباری)

"یا اللہ! جو کچھ (اولاد) آپ مجھے عطا فرمائیں اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہ لگائیے۔

ان دو دعاؤں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انسان ایک ایسے عمل میں مشغول ہوتا ہے جس کا ذکر بھی باعثِ شرم سمجھا جاتا ہے، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کے استحضار اور اس سے مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے، اور اس طرح ایک ایسے نفسانی عمل کو بھی عبادت بنا دیا گیا ہے۔

(چ)

جب چاند پر نظر پڑے تو یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا. (ترمذی)

''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے۔''

نیا چاند دیکھے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ. (حصن)

''اے اللہ! اس چاند کو ہمارے اوپر برکت اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور ان اعمال کی توفیق کے ساتھ نکلا ہوا رکھ، جو تجھے پسند ہیں، اے چاند! میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔''

جب چھینک آئے تو یوں کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ.

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔''

اس کو سن کر دوسرا مسلمان یوں کہے

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ.

''اللہ تم پر رحم فرمائے۔''

اس کے جواب میں چھینکنے والا یوں کہے

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ.

''اللہ تم کو ہدایت پر رکھے اور تمہارا حال سنوار دے۔'' (مشکوٰۃ عن البخاری)

فائدہ: چھینک جسے آئی ہو۔ اگر وہ عورت ہو تو جواب دینے والا ''یَرْحَمُکِ اللّٰہُ'' کاف کے زیر کے ساتھ کہے۔

فائدہ: اگر چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو سننے والے کے لیے "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" کہنا واجب نہیں اور اگر الحمد للہ کہے تو جواب دینا واجب ہے۔

فائدہ: چھینکنے والے کو زکام ہو یا اور کوئی تکلیف ہو۔ جسے چھینکیں آتی ہی چلی جائیں تو تین دفعہ کے بعد جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ (مرقات وعمل الیوم واللیلۃ ابن السنی)

(خ)

خواب کے بارے میں تفصیل

فائدہ: جب خواب میں اچھی بات دیکھے تو الحمد للہ کہے اور اسے بیان کردے مگر اسی سے کہے جس سے اچھے تعلقات ہوں اور آدمی سمجھ دار ہو (تاکہ بری تعبیر نہ دے) اور اگر برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھتکار دے اور کروٹ بدل دیوے یا کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے اور تین مرتبہ یوں بھی کہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَمِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرُّؤْیَا. (حصن حصین)

"میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے اور اس خواب کی برائی سے۔"

برے خواب کو کسی سے ذکر نہ کرے یہ سب عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ خواب اسے کچھ ضرر نہ پہنچائے گا۔ (مشکوٰۃ وحصن حصین)

انتباہ: اپنی طرف سے بنا کر جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ ہے۔ (بخاری)

(د)

جب دستر خوان سے اٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا.

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ایسی تعریف جو بہت ہو اور پاکیزہ ہو اور بابرکت ہو اے

ہمارے رب! ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھ رہے ہیں۔" (بخاری)

دودھ پی کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ. (ترمذی)

"اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اور زیادہ دے۔"

جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ. (مسلم)

"اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا۔" یا یہ پڑھے:

اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ. (مشکوٰۃ)

"نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں اور روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں۔"

اور ان کے ساتھ وہ دعائیں بھی جو پہلے گزر چکی ہیں جن میں اللہ کا شکر اور حمد ہے۔

جب میزبان کے گھر سے چلنے لگے تو اسے یہ دعا دے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. (مشکوٰۃ)

"اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔"

پانی یا اور کوئی پینے کی چیز بیٹھ کر پئے اور اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پئے بلکہ دو یا تین سانسوں سے پئے اور برتن میں سانس نہ لے اور نہ پھونک مارے اور جب پینے لگے تو بسم اللہ پڑھ لے اور جب پی چکے تو الحمد للہ کہے۔ (مشکوٰۃ)

جب دشمنوں کا خوف ہو تو یوں پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ابوداؤد)

"اے اللہ! ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں (تصرف کرنیوالا) بناتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔"

اگر دشمن گھیر لیں تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا (حصن)

''اے اللہ! ہماری آبرو کی حفاظت فرما اور خوف ہٹا کر ہمیں امن سے رکھ۔''

(ر)

رات کو پڑھنے کی چیزیں

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات میں سورہ واقعہ (پ ۲۷) پڑھ لیا کرے اسے فاقہ نہ ہوگا۔
(بیہقی فی شعب الایمان)

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آل عمران کی آخری دس آیات اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر سورت تک کسی رات کو پڑھ لے تو اسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تک سورہ الٓم سجدہ (جو اکیسویں پارہ میں ہے) اور سورہ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہ سوتے تھے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک جو شخص کسی رات کو پڑھ لے گا تو یہ دونوں آیتیں اس کیلئے کافی ہوں گی یعنی وہ ہر شر اور مکروہ سے محفوظ رہے گا۔
(بخاری و مسلم)

جب روزہ افطار کرنے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق سے روزہ کھولا۔''

اور یہ پڑھے

ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (ابوداؤد)

اگر کسی کے یہاں افطار کرے تو ان کو یہ دعا دے:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ. (حصن)

''تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں۔''

بیٹی کی رُخصتی کے وقت:

جب اپنی بیٹی کی شادی کرے اور اس کی رُخصتی کا وقت آئے تو اس کے پاس جا کر یا اسے بلا کر یہ دعا کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. (حصنِ حصین)

''یا اللہ! میں اس (لڑکی) اور اس کی (ہونے والی) اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

اور اگر ہو سکے تو ایک پیالہ پانی پر یہ دعا دم کر کے اس پانی کے ہلکے چھینٹے لڑکی کے سر، سینے اور پشت پر مار دے۔ اسی طرح داماد پر بھی یہی دعا اسی طرح دم کرے، البتہ داماد کے لئے ''اُعِيْذُهَا'' کے بجائے ''اُعِيْذُهٗ'' اور ''ذُرِّيَّتَهَا'' کے بجائے ''ذُرِّيَّتَهٗ'' کہے۔

(س)

جب سورج نکلے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقَالَنَا يَوْمَنَا هٰذَا وَلَمْ يُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا. (مسلم)

''سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے آج کے دن ہمیں معاف رکھا اور گناہوں کے سبب ہمیں ہلاک نہ فرمایا۔''

سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں

جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کر لے اور اپنے بستر کو تین بار جھاڑ لیوے، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جائے اور سر یا رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر تین بار پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ. (مشکوۃ شریف)

''اے اللہ! تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو جمع کریگا۔''

یا یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی. (بخاری ومسلم)

''اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔''

حضرت انس ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو نے اپنے بستر پر پہلو رکھا اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لی تو موت کے علاوہ تو ہر چیز سے محفوظ ہو گیا۔ (حصن عن البزار)

ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو کچھ بتایئے جسے (سوتے وقت) پڑھ لوں جب کہ اپنے بستر پر لیٹوں! حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھو کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری (کا اعلان) ہے۔ (مشکوۃ عن الترمذی)

بعض احادیث میں ہے کہ اس کو پڑھ کر سو جائے یعنی اس کو پڑھنے کے بعد کسی سے نہ بولے۔ (حصنِ حصین)

حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات کو جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو سورہ قل ھو اللہ احد اور سورہ قل اعوذ برب الفلق اور سورہ قل اعوذ برب الناس پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں پر اس طرح دم کرتے کہ کچھ تھوک کے ذرات بھی نکل جاتے' اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوسکتا' پورے بدن پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے' تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے اور ہاتھ پھیرتے وقت سر اور چہرہ اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

اس کے علاوہ ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد للہ ۳۴ بار اللہ اکبر بھی پڑھے۔ (مشکوۃ)

اور آیت الکرسی بھی پڑھے۔ اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ کی جانب سے رات بھر ایک محافظ فرشتہ مقرر رہے گا اور کوئی شیطان اس کے پاس نہ آئے گا۔ (بخاری)

نیز یہ بھی تین بار پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ اس کی فضیلت یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت پڑھنے والے کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری)

جب سونے لگے اور نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَاَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَّا تَاْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اِھْدَءْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ. (حصنِ حصین)

''اے اللہ! ستارے دور چلے گئے اور آنکھوں نے آرام لیا اور تو زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے تجھے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند اے زندہ اور قائم رکھنے والے اس رات کو مجھے آرام دے اور میری آنکھ کو سلا دے۔''

جب سوتے سوتے ڈر جائے یا گھبراہٹ ہو جائے

یا نیند اچٹ جائے تو یہ دعا پڑھے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ. (حصن حصین)

''اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے واسطے سے میں اللہ کے غضب سے اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسے سے اور میرے پاس انکے آنے سے پناہ چاہتا ہوں۔''

جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ

''سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی طرف اٹھ کر جانا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

یا یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. (حصن)

''سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو مردوں کو زندہ فرماتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

جب سفر کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ. (حصن)

''اے اللہ! میں تیری ہی مدد سے (دشمنوں پر) حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے چلتا ہوں۔''

جب سوار ہونے لگے اور رکاب یا پائیدان پر قدم رکھے تو بسم اللہ کہے اور جب جانور کی پشت یا سیٹ پر بیٹھ جائے تو الحمد للہ کہے پھر یہ آیت پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. (سورہ زخرف پارہ ۲۵)

''اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔''

اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ تین بار اللہ اکبر کہے پھر یہ دعا پڑھے

سُبْحَانَكَ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

(من المشکوٰۃ)

''اے اللہ! تو پاک ہے بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے کیونکہ گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے''

جب سفر کو روانہ ہونے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِىْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِى الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ. (مشکوٰۃ از مسلم)

''اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے آپ راضی رہیں اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرما دے اور

اس کا راستہ جلدی طے کرادے اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے اور ہمارے پیچھے گھر بار کا کار ساز ہے اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت اور گھر بار میں بری واپسی سے اور بری حالت کے دیکھنے سے اور بننے کے بعد بگڑنے سے اور مظلوم کی بددعا سے۔''

فائدہ: سفر کو روانہ ہونے سے قبل اپنے گھر میں دو رکعت نماز نفل پڑھنا بھی مستحب ہے۔
(کتاب الاذکار للنووی)

فائدہ: جب بلندی پر چڑھے تو اللہ اکبر پڑھے اور بلندی سے نیچے اترے تو سبحان اللہ کہے اور جب کسی پانی بہنے کے نشیب میں گزرے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھے اگر سواری کا پیر پھسل جائے (یا ایکسیڈنٹ ہوجائے تو) بسم اللہ کہے۔ (حصن)

بحری جہاز یا کشتی میں سوار ہو تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيْهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ.

''اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بے شک میرا پروردگار ضرور بخشنے والا مہربان ہے اور کافروں نے خدا کو نہ پہچانا جیسا کہ اسے پہچاننا چاہئے حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور اس عقیدہ سے برتر ہے جو مشرک شرکیہ عقیدے رکھتے ہیں۔'' (حصن حصین)

جب کسی منزل یا ریلوے اسٹیشن یا موٹر اسٹینڈ پر اترے تو یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. (مسلم)

''اللہ کے پورے کلمات کے واسطے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔''

اس کے پڑھ لینے سے کوئی چیز وہاں سے روانہ ہونے تک ان شاء اللہ ضرر نہ پہنچائے گی۔

جب وہ بستی نظر آئے جس میں جانا ہے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا

نَسْئَلُکَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا.

''اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو آسمانوں کے نیچے ہیں اور جو ساتوں زمینوں کا اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو ان کے اوپر ہیں اور جو شیطانوں کا اور ان سب کا رب ہے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے اور جو ہواؤں کا اور ان چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اڑایا ہے، سو ہم تجھ سے اس آبادی کی اور اس کے باشندوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس کے شر سے اور اس کی آبادی کے شر سے پناہ چاہتے ہیں جو اس کے اندر ہیں۔''

جب کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے تو تین بار یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهَا. (حصن)

''اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت دے۔''

پھر یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا.

(حصن عن الطبرانی)

''اے اللہ! تو ہمیں اس کے میوے نصیب فرما اور یہاں کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما۔''

جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ پڑھے

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدُبُّ مِنْ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِی الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَمَا وَلَدَ. (حصن)

''اے زمین! میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور جو تجھ پر چلتی ہیں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے اور اژدہے سے اور سانپ سے اور بچھو سے اور اس شہر کے رہنے والوں سے اور باپ سے اور اولاد سے۔''

سفر میں جب سحر کا وقت ہو تو یہ پڑھے

سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَنِعْمَتِهٖ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔ (مسلم)

"سننے والے نے (ہم سے) اللہ کی تعریف بیان کرنا سنا اور اس کی نعمت کا اور ہم کو اچھے حال میں رکھنے کا اقرار جو ہم نے کیا وہ بھی سنا' اے ہمارے رب! تو ہمارے ساتھ رہ اور ہم پر فضل فرما' یہ دعا کرتے ہوئے دوزخ کی پناہ چاہتا ہوں۔"

بعض روایات میں آیا ہے کہ اس کو بلند آواز سے تین بار پڑھے: (حصن عن المستدرک)

فائدہ: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو سوار اپنے سفر میں دنیاوی باتوں سے دل ہٹا کر اللہ کی طرف دھیان رکھے اور اسکی یاد میں لگا رہے تو اس کے ساتھ فرشتہ رہتا ہے' اور جو شخص واہیات شعروں یا کسی اور بیہودہ شغل میں لگا رہتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان رہتا ہے۔ (حصن)

اگر سفر میں دشمن کا خوف ہو تو سورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھے' بعض بزرگوں نے اس کو مجرب بتایا ہے۔ (حصن)

سفر سے واپس ہونے کے آداب

جب سفر سے واپس ہونے لگے تو سواری پر بیٹھ کر سواری کی دعا پڑھنے کے بعد وہ دعا پڑھے جو سفر کو روانہ ہوتے وقت پڑھی تھی یعنی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى (آخر تک) اور جب روانہ ہو جائے تو سفری دیگر دعاؤں اور مسنون آداب کا خیال رکھتے ہوئے ہر بلندی پر اللہ اکبر تین بار کہے اور پھر یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

"کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کیلئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے' ہم لوٹنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' (اللہ کی) بندگی کرنیوالے ہیں' سجدہ کرنیوالے ہیں' اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں' اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا ہے' اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور مخالف لشکروں کو شکست دی۔" (مشکوٰۃ)

سفر سے واپس ہوکر اپنے شہر یا بستی میں داخل ہوتے ہوئے پڑھے

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ. (مسلم کتاب الحج)

''ہم لوٹنے والے ہیں' توبہ کرنے والے ہیں' (اللہ کی) بندگی کرنیوالے ہیں' اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔''

فائدہ: حضور اکرم ﷺ جمعرات کے دن سفر کے لیے روانہ ہونے کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

سفر سے واپس ہوکر جب گھر میں داخل ہوتو یہ پڑھے

اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا. (حصن)

''میں واپس آیا ہوں' میں واپس آیا ہوں اپنے رب کے سامنے ایسی توبہ کرتا ہوں جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے۔''

جب کسی مسلمان سے ملاقات ہوتو یوں سلام کرے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

''تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔''

اس کے جواب میں دوسرا مسلمان یوں کہے

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

''اور تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو۔''

اگر لفظ ورحمۃ اللہ نہ بڑھایا جائے تو سلام اور جواب سلام ادا ہوجاتا ہے' مگر جب مناسب الفاظ بڑھا دیئے جائیں تو ثواب بھی بڑھ جائے گا۔ (من مشکوٰۃ باب الضیافۃ)

اگر کوئی مسلمان سلام بھیجے تو جواب میں یوں کہے

وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. (حصن)

''اس پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔''

یا سلام لانے والے کو خطاب کرکے یوں کہے

وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ. (حصن)

''تم پر اور اس پر سلامتی ہو۔''

نئی سواری خریدنے پر

جب کوئی شخص نئی سواری خریدے تو اس پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ۔ (ابوداؤد)

''یا اللہ! میں آپ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں، اور آپ نے اس کو جن صفات کے ساتھ پیدا فرمایا ہے ان کی بھلائی طلب کرتا ہوں، اور اس کے شر سے اور جن صفات کے ساتھ آپ نے اسے پیدا کیا ہے ان کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

(ش)

جب شام ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ۔ (ترمذی)

''اے اللہ! ہم تیری قدرت سے شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے جیتے اور مرتے ہیں اور مرنے کے بعد اٹھ کر تیری طرف جانا ہے۔''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو بندہ ہر صبح و شام تین مرتبہ یہ کلمات کہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

''اللہ کے نام سے (ہم نے صبح کی یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

جو شخص ان کلمات کو پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ (ترمذی)

برائے شفاعت:

جو شخص ہر نماز کے بعد اس دعا کو پڑھنے کا معمول بنالے گا اسے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.

(ص)

جب صبح ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ. (ترمذی)

''اے اللہ! تیری قدرت سے ہم صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم جیتے اور مرتے ہیں اور تیری ہی طرف جانا ہے۔''

صبح و شام کی دعائیں

﴿برکتوں کے نزول کیلئے یہ دعائیں روزانہ صبح و شام دی گئی تعداد کے مطابق پڑھیے﴾

(۱) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. (ایک مرتبہ)

(۲) رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ. (ایک مرتبہ)

(۳) اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ. (ایک مرتبہ)

(۴) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ. (ایک مرتبہ)

(۵) لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ. (ایک مرتبہ)

(۶) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ.

(ایک مرتبہ)

(۷) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَیِّئِ الْاَسْقَامِ.

(ایک مرتبہ)

(۸) جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّداً مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. (ایک مرتبہ)

(۹) رَضِیْنَا بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا.

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھ لینے سے قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جوابات میں آسانی ہوگی۔

(۱۰) لَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ الْفِرْدَوْسَ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ.

صبح وشام تین مرتبہ پڑھنے سے گناہوں کی معافی، جنت کی خوشخبری اور جہنم سے پناہ ہوگی۔

(۱۱) اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

صبح وشام تین مرتبہ پڑھنے سے شیاطین سے حفاظت رہتی ہے۔

(۱۲) بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھنے سے تمام آفاتِ بلیات سے حفاظت رہتی ہے۔

(۱۳) حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ.

صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھنے سے ہر حاجت پوری ہوگی۔

(۱۴) حَسْبِیَ اللّٰہُ، لَااِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ.

صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھنے سے تمام غموں میں کفایت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتی ہے۔

(۱۵) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ.

صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھنے سے قیامت کے دن میزان (ترازو) بہت وزنی

ہوگی۔

(۱۶) بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِيْ وَ نَفْسِيْ وَ وَلَدِيْ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ.

یہ دعا پڑھنے سے دین وجان واولاد واہل وعیال ومال کی حفاظت ہوگی۔

(۱۷) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھنے سے دشمن سے حفاظت ہو اور شر سے محفوظ رہے۔

(۱۸) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَ دَرْکِ الشَّقَآءِ وَسُوْٓءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ.

صبح وشام سات سات مرتبہ پڑھنے سے جمیع آفات اور دشمن سے حفاظت اور بری زندگی اور موت سے پناہ ہوگی۔

(۱۹) اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ.

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھنے سے نفس وشیطان کے شر سے محفوظ رہے۔

(۲۰) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ.

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھنے سے شرک جیسے قبیح اور نا قابلِ معافی جرم سے محفوظ رہے۔

(۲۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ وَ نِعَمَهٗ يُكَافِيْ مَزِيْدَهٗ.

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھنے سے زمین وآسمان کے مابین خلاء سمندر کی مچھلیوں اور خشکی پر ریت کے ذروں کے برابر نیکیاں ملتی ہیں۔

(ع)

جب کسی مریض کی عیادت کو جائے تو یوں کہے

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ. (مشکوٰۃ)

"کچھ حرج نہیں۔ ان شاء اللہ یہ بیماری تم کو گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔"

اور سات مرتبہ اس کے شفایاب ہونے کی یوں دعا کرے

اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَکَ.

"میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو بڑا ہے۔ اور بڑے عرش کا رب ہے کہ تجھے شفا دے۔"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سات مرتبہ اسکے پڑھنے سے مریض کو ضرور شفا ہوگی، ہاں! اگر اس کی موت ہی آ گئی ہو تو دوسری بات ہے۔ (مشکوٰۃ)

عذابِ جہنم سے حفاظت:

جو شخص ان آیتوں کو برابر پڑھنے کی عادت ڈال لے گا وہ عذابِ جہنم سے محفوظ رہے گا۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ حٰمٓ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِيْنِ ۝ حٰمٓ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

عذابِ قبر سے حفاظت:

(۱) جو شخص بعد نمازِ عشاء سورۂ ملک کثرت سے پڑھے گا، وہ ان شاء اللہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔

(۲) سورۂ یٰسین کی تلاوت بھی عذابِ قبر سے نجات دلاتی ہے۔

(ق)

ادائیگی قرض کے لئے یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

''اے اللہ! حرام سے بچاتے ہوئے حلال کے ذریعہ تو میری کفایت فرما اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے غیر سے بے نیاز فرما دے۔''

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اپنی مالی مجبوریوں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ میں تم کو وہ کلمات نہ بتا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے۔ اگر بڑے پہاڑ کے برابر بھی تم پر قرض ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ادا فرما دیں گے۔ اس کے بعد یہی دعا بتائی جو اوپر لکھی ہے۔ (ترمذی)

ادائیگی قرض کی دوسری دعا

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بڑے بڑے تفکرات نے اور بڑے بڑے قرضوں نے پکڑ لیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ تم کو ایسے الفاظ نہ بتادوں جن کے کہنے سے اللہ تعالیٰ تمہارے تفکرات دور فرمادے اور تمہارے قرض کو ادا فرمادے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح وشام یہ پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

”اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ فکر مندی سے اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بس ہوجانے سے اور سستی کے آنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں کنجوسی سے اور بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زورآوری سے۔“

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ پاک نے میری فکرمندی بھی دور فرمادی اور قرض بھی ادا فرمادیا۔ (ابوداؤد)

(ک)

جب کھانا شروع کرے تو پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ. (حصن)

”میں نے اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا۔“

اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو یاد آنے پر یہ پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ. (ترمذی)

”میں نے اس کے اول وآخر میں اللہ کا نام لیا۔“

تنبیہ: کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کو اس میں کھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

جب کھانا کھاچکے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. (حصن حصین)

''سب تعریفیں خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔''

یا یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ. (ترمذی)

''اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما۔''

یا یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.

''سب تعریفیں خدا ہی کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے نصیب کیا بغیر میری قوت اور کوشش کے۔''

کھانے کے بعد اس کے پڑھ لینے سے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(مشکوٰۃ کتاب اللباس)

جب کپڑا پہنے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اور نصیب کیا، بغیر میری کوشش اور قوت کے۔''

کپڑا پہن کر اس کو پڑھ لینے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

جب نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْهِ اَسْئَلُکَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! تیرے ہی لیے سب تعریف ہے، جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا، میں تجھ سے

اسکی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے۔"

نیا کپڑا پہننے کی دوسری دعا

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ.

"سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی جگہ چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں۔"

اور پھر پرانے کپڑے کو صدقہ کر دے تو زندگی میں اور مرنے کے بعد خدا کی حفاظت اور خدا کی ستاری میں رہے گا (یعنی خدا اسے مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا اور اس کے گناہوں کو پوشیدہ رکھے گا)۔ (مشکوٰۃ)

فائدہ: جب کپڑا اتارے تو بسم اللہ کہہ کر اتارے' کیونکہ بسم اللہ کی وجہ سے شیطان اس کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھ سکے گا۔ (حصن)

(گ)

جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا

"اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا باہر جانا مانگتا ہوں ہم اللہ کا نام لیکر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے۔"

اس کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔ (مشکوٰۃ)

جب گھر سے نکلے تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

"میں اللہ کا نام لے کر نکلا میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔"

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گھر سے نکل کر اس کو پڑھے تو اس کو (غائبانہ) ندا دی جاتی ہے کہ تیری ضرورتیں پوری ہوں گی اور وہ (ضرر اور نقصان سے) محفوظ رہے گا۔ اور ان کلمات کو سن کر شیطان وہاں سے ہٹ جاتا ہے، یعنی اس کے بہکانے اور ایذاء دینے سے باز رہتا ہے۔ (ترمذی)

آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ. (مشکوٰۃ)

"اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہالت کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے۔"

یہ دعا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور اقدس ﷺ میرے گھر سے نکلے ہوں اور یہ دعا نہ پڑھی ہو۔

جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَا تَقۡتُلۡنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھۡلِکۡنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبۡلَ ذٰلِکَ. (ترمذی)

"اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ فرما اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ فرما اور اس سے پہلے ہمیں عافیت نصیب فرما۔"

جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّآلَّۃِ وَھَادِیَ الضَّآلَّۃِ اَنۡتَ تَھۡدِیۡ مِنَ الضَّلَالَۃِ اُرۡدُدۡ عَلَیَّ ضَآلَّتِیۡ بِقُدۡرَتِکَ وَسُلۡطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنۡ عَطَائِکَ وَفَضۡلِکَ.

"اے اللہ! اے گم شدہ کو واپس کرنے والے اور راہ بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی گمشدہ کو راہ دکھاتا ہے۔ اپنی قدرت اور غالبیت کے ذریعہ میری گم شدہ چیز کو واپس فرما دے کیونکہ وہ بے شک تیری عطا اور تیرے فضل سے مجھے ملی تھی۔" (حصنِ حصین)

(م)

جب مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔''

خارجِ نماز مسجد میں یہ پڑھے

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. (مشکوٰۃ باب المساجد)

''اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

مسجد سے نکلے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ.

''اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔'' (مسلم شریف)

جب کسی کو مصیبت یا پریشانی یا برے حال میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً.

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا جس میں تجھے مبتلا فرمایا اور اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی۔''

اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس کے پڑھ لینے سے وہ مصیبت یا پریشانی پڑھنے والے کو نہ پہنچے گی جس میں وہ مبتلا تھا جسے دیکھ کر یہ دعا پڑھی گئی۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ: اگر وہ شخص مصیبت میں مبتلا ہو تو اس دعا کو آہستہ پڑھے تاکہ اسے رنج نہ ہو اور اگر وہ گناہ میں مبتلا ہو تو زور سے پڑھے تاکہ اسے عبرت ہو۔

مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ پڑھے

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.

''اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں' میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے' میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔''

اگر مجلس میں اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات ان پر مہر بن جائیں گے اور اگر فضول اور لغو باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات ان کا کفارہ بن جائیں گے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

بعض روایات میں ہے کہ ان کلمات کو تین بار کہے۔ (ترغیب)

جب اپنی کوئی محبوب چیز دیکھے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ. (حصن)

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ جس کی نعمت سے اچھی چیزیں مکمل ہوتی ہیں۔''

نیا ملازم رکھنے پر:

جب کوئی شخص نیا ملازم رکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاجْعَلْہُ طَوِیْلَ الْعُمْرِ کَثِیْرَ الرِّزْقِ. (ابن ابی شیبہ)

''یا اللہ! اس میں میرے لئے برکت عطا فرما اور اس کی عمر دراز اور رزق زیادہ فرما دے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کوئی غلام خریدتے تو مذکورہ بالا دعا پڑھا کرتے تھے۔

(ن)

(فرض) نماز کے بعد کے سنت معمولات

وعن ثوبان قال کان رسول اللہ ﷺ اذا انصرف من صلاتہ استغفر ثلاثا وقال.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز سے پھرتے تو تین بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فرماتے اور یہ پڑھتے:

ذکر اول

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. (مسلم)

''اے اللہ! تو سراسر سلام ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے۔ اے عزت و جلال اور انعام و اکرام کے مالک! تو بابرکت ہے''۔

ذکر دوم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد یہ پڑھے:

سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۳ بار

پس یہ ننانوے ہوئے، اور سو پورا کرنے کے لئے پڑھے

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْـدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لئے ہے اور سب تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے مانند ہوں۔

(رواہ مسلم ص ۵۹۷)

ذکر سوم

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

امرنی رسول اللہ ﷺ ان اَقْرأ بالمعوّذات فی دُبر کل صلاۃ.

''اللہ کے رسول نے مجھے حکم دیا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کروں''۔

(رواہ أبوداود، احمد والنسائی)

ملاحظہ: معوِّذات ان سورتوں کو کہتے ہیں، جن کے شروع میں اعـــوذ کا لفظ ہے۔ یعنی قرآن کی آخری دو سورتیں: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

نوٹ: معوذات لفظ جمع ہے، اور سورتیں دو ہیں۔ معوذات اس لئے لائے ہیں کہ دو بھی اقل جمع ہے، اور بعض سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کو معوذات میں تغلیباً داخل کرتے ہیں۔ یعنی آخری دو سورتوں کو غالب کر کے چاروں کو معوذات سے تعبیر کر لیتے ہیں۔ آخری دو پڑھیں یا چاروں پڑھا کریں، دونوں طرح معوذات پر عمل ہو جائے گا۔

ذکر چہارم

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اس منبر کے اوپر رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة لم يمنعه من دخول الجنة الا الموت.

''جو کوئی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے (تو) اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں روکتی۔'' (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

مطلب یہ ہے کہ آیت الکرسی پڑھنے والا موت کے بعد سیدھا جنت میں جائے گا۔ یعنی وقت مقررہ پر صرف موت آنے کی دیر ہے، جب دنیا کی زندگی موت نے ختم کی تو یہ جنت میں پہنچ گیا۔

ملاحظہ: آیت الکرسی قرآن مجید کی ایک آیت ہے، جو تیسرے سپارے کے دوسرے رکوع میں ہے۔ جن کو زبانی نہیں آتی، وہ اسے یاد کر لیں۔ نمازوں کے بعد دوسرے اذکار کے ساتھ اسے بھی پڑھا کریں۔ آیت الکرسی کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قرأ حين ياخذ مضجعه آمنه الله على داره ودار جاره واهل دويرات حوله. (شعب الایمان)

''یعنی جو کوئی اسے سوتے وقت پڑھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو، اس کے ہمسایہ کے گھر کو اور اس کے ہمسایہ کے اردگرد کے گھروں کو (آفتوں اور بلاؤں سے) امن و امان دیتا ہے''۔

نکاح کی مبارک باد:

جب کسی شخص کا نکاح ہوا ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، تو اس کو ان الفاظ میں دعا دینی چاہیئے۔

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَ بَارَکَ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ.

(حاکم)

''اللہ تعالیٰ تمہارے لئے یہ نکاح مبارک فرمائے اور تم پر برکتیں نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر وخوبی کے ساتھ اکٹھا رکھے۔''

(۵)

جب کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے تو یوں دعا دے

اَضْحَکَ اللّٰہُ سِنَّکَ. (بخاری ومسلم)

''خدا تجھے ہنساتا رہے۔''

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا، رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا، رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِہٖ، وَاعْفُ عَنَّا، وَاغْفِرْلَنَا، وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا، فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ. (سورة البقرة: آية، ۲۸۶)

''اے ہمارے رب...! نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں۔ اے ہمارے رب...! ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر۔ اے ہمارے رب...! اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ جس کی ہم کو طاقت نہیں۔ اور درگذر فرما ہم سے۔ اور بخشش دے ہم کو۔ اور رحم کر ہم پر۔ تو ہی ہمارا رب ہے۔ مدد کر ہماری کافروں پر۔''

تَمَّتْ بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی وَحُسْنِ تَوْفِیْقِہٖ

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

مکتبۃ الیاس

کی اہم مطبوعات ہر گھر کی ضرورت

١- آپ کے ظاہری اور باطنی مسائل اور ان کا حل
٢- ہر پریشانی اور بیماری کا علاج
٣- حقوق العباد اور ان کی اہمیت
٤- اپنے نبی کے حقوق ادا کیجئے اور عاشقِ رسول بنئے
٥- شادی کے شرعی احکام
٦- احادیث نبوی ﷺ کا مجموعہ
٧- قصص الانبیاء
٨- امتِ مسلمہ کی تباہی کے اسباب
٩- پیارے نبی کی (١١٦) پیاری تقریریں
١٠- اپنی نمازوں کی اصلاح کیجئے
١١- موبائل کی نعمت کا صحیح استعمال
١٢- ہر مہینے کے شرعی احکام
١٣- قرآن کے مضامین کا خلاصہ
١٤- حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کے تاریخی حقائق
١٥- زادِ مؤمن
١٦- سورتوں اور وظائف کا مجموعہ
١٧- الحوارات السهلة
١٨- رمضان قیمتی بنائیں
١٩- آسان نماز
٢٠- منزل
٢١- نورانی قاعدہ

یہ تمام کتابیں مریم مسجد آدم جی نگر بلاک B کے سیکنڈ فلور پر خصوصی رعایت کے ساتھ دستیاب ہیں۔

شرعی مسائل کے حل کے لئے روزانہ صبح ١٠ تا ١٢ حضرت مفتی محمد الیاس صاحب دامت برکاتہم سے رابطہ فرما سکتے ہیں۔ 0321-2069945

پاکستان کے دیگر شہروں میں کتب منگوانے کے خواہشمند حضرات اس نمبر پر رابطہ فرمائیں: 0321-2069922

مکتبۃ الیاس
0321-2069945